

عمران سریر

# بلائیڈ مشن

مکمل ناول

از

منظہر کلیم ایم، اے

<http://forums.hibuddiez.com>

الفاظ کا تعلق ہے تو یہ ایسے الفاظ ہیں جن کا ترجمہ اردو میں وہ تاثر پیدا نہیں کرتا جو تاثر ان الفاظ سے اپنے طور پر پیدا ہوتا ہے اس لئے یہ الفاظ کچھ دیئے جاتے ہیں کیونکہ جو تاثر ٹالسٹس کا ہے بے وقوف یا احمق کا نہیں ہو سکتا۔ جہاں تک مشوروں کا تعلق ہے تو آپ فکر نہ کریں جو بیا مردوں کی بجائے فرشتوں کے درمیان رہتی ہے۔ جہاں تک نادلوں کا ٹیلی ویژن پر فلمیں بنانے کا تعلق ہے تو جس ساز و سامان کے ساتھ جہاں کے سٹوڈیوز آراستہ ہیں وہاں عمران اور اس کے ساتھیوں کے کارناموں پر ایسی ہی فلمیں بنیں گی کہ شاید آپ انہیں دیکھ کر سریشے پر مجبور ہو جائیں گے۔ اس لئے فی الحال جو تاثر آپ کو پڑھنے سے ملتا ہے اسی پر اکتفا کریں۔ ایک درخواست میری بھی ہے کہ آئندہ غلطیوں سے بچیں اور وہ بھی ذرا مختصر۔ شکریہ۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

جوانا رانا ہاؤس کے وسیع و عریض برآمدے میں ایک کرسی پر خاموش بیٹھا سامنے جہازی سائز کے پھانک کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اس کے پار دیکھ رہا ہو۔ جوزف اس کے قریب سے کئی بار گزرتا تھا لیکن جوانا کے ایکشن میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔ ایک بار گزرتے ہوئے جوزف نے رک کر کہا۔

”کیا واپس اکیرمیا جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو؟“ جوزف نے اس کے قریب رک کر کہا تو جوانا بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا کہہ رہے ہو؟“..... جوانا نے کہا۔ شاید اس نے جوزف کا فقرہ پوری طرح نہ سنا تھا۔

”میں پوچھ رہا ہوں کہ کیا واپس اکیرمیا جانے کے بارے میں سوچ رہے ہو؟“..... جوزف نے کہا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

اب میں ایکریمیا میں جا کر کیا کروں گا۔ اب میں وہ جوانا نہیں ہوں جس کی دہشت سے ایکریمیا کے درو دیوار کانپتے تھے۔ اب میں اس جوانا کی پرچھائیں بھی نہیں رہا جو انسانوں کی گردنیں اس تیزی سے توڑ دیتا تھا کہ اس قدر تیز رفتاری سے پھانسی کا پھندہ بھی گردنیں نہ توڑ سکتا ہو۔..... جوانا نے لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے کہا تو جوزف نے مڑ کر ایک طرف پڑی ہوئی دوسری کرسی اٹھائی اور اسے جوانا کی کرسی کے ساتھ رکھ کر وہ اس پر بیٹھ گیا۔

میرا خیال ہے کہ اب مجھے باس سے درخواست کرنا پڑے گی کہ وہ تمہیں واپس ایکریمیا بھجوادے۔ وہاں کچھ وقت گزارنے کے بعد تم خود بخود پہلے والی حالت میں آ جاؤ گے ورنہ اب لگتا ہے کہ تم کچھ عرصہ اور یہاں رہے تو کسی روز تمہاری مایوسی سے بھری لاش مجھے اٹھانا پڑے گی۔..... جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

مایوسی سے بھری لاش کا کیا مطلب ہوا..... جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

افریقہ میں جب کوئی مایوس ہوتا تھا تو قبیلے کا بھاری اسے چبک کرتا تھا اور اگر وہ سمجھتا کہ وہ آدمی مایوسی سے پوری طرح بھر چکا ہے تو وہ اسے لاش قرار دے دیتا تھا اور قبیلے والے اسے ہلاک کر کے کسی گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔ اسے مایوسی سے بھری لاش قرار دے دیا جاتا تھا۔ تمہاری حالت بھی اب وہی ہوتی جا رہی ہے۔ تم عنقریب مایوسی سے بھری لاش بن جاؤ گے۔..... جوزف نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

جوزف، سچ بتاؤ کہ کیا تمہیں افریقہ کے جنگل، وہاں کی خوفناک بارشیں، جانوروں کی آوازیں، اپنا قبیلہ کچھ یاد نہیں آتا..... جوانا نے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

مجھے سب کچھ یاد ہے جوانا۔ لیکن میں باس کا غلام ہوں اور غلام کے لئے آقا کی خوشنودی دنیا کی تمام خوشیوں سے بڑی خوشی ہوتی ہے۔..... جوزف نے جواب دیا۔

غلّامی شاید تمہاری روح میں سرایت کر چکی ہے..... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

تم شاید میری اس غلامی کو وہ غلامی سمجھ رہے ہو جو ایکریمیا کے سیاہ ناموں کا مقدر تھی۔ سنو جوانا، میں جب غلامی کی بات کرتا ہوں تو میرا مطلب اس غلامی سے نہیں ہوتا..... جوزف نے بڑے قسبیانہ لہجے میں کہا۔

تو پھر غلامی سے تمہارا کیا مطلب ہوتا ہے..... جوانا بھی شاید خاموش بیٹھے بیٹھے تھک کر اب مسلسل گنگو پر آمادہ ہو چکا تھا۔

سنو، جب تمہیں کوئی پسندیدہ چیز نظر آتی ہے تو کیا تمہارے اندر مسرت کی کوئی ہر نہیں دوڑتی..... جوزف نے کہا۔

ہاں، دوڑتی ہے مگر..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

بس اسے غلامی کہا جاتا ہے۔ میں باس کا غلام ہوں۔ باس نے ملاقات تو ایک طرف۔ باس کا تصور کرتے ہی میرے اندر مسرت کی

کاش یہ فقرہ تم نے اکریمیا میں کہا ہوتا تو اب تک جہاری لاش وجود میں آچکی ہوتی۔ اب تو جو انا خود لاش بن چکا ہے کہ یہ فقرہ سننے کے باوجود خاموش اور بے حرکت بیٹھا ہوا ہے۔..... جو انا نے اونچی آواز میں کہا لیکن جوزف نے یا تو اس کا فقرہ سنا نہیں یا پھر جان بوجھ کر اس نے اسے نظر انداز کر دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ فون پیس اٹھائے کمرے سے باہر آیا اور سیدھا جو انا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”یہ لو باس سے بات کرو۔..... جوزف نے فون پیس جو انا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو جو انا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فون پیس اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

”جو انا بول رہا ہوں ماسٹر۔ نجانے جوزف نے آپ کو کیا کہہ دیا ہے۔ میں تو بس ویسے ہی خاموش بیٹھا ہوا تھا۔..... جو انا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس نے تو مجھے استا کہا ہے کہ تم مایوسی سے بھری لاش بننے جا رہے ہو اور تمہیں لاش بننے سے بچانے کے لئے کوشش کرنا پڑے گی اور یہ کوشش جوزف کے مطابق یہ ہو سکتی ہے کہ تمہیں کچھ عرصہ کے لئے اکریمیا بھجوا دیا جائے۔..... دوسری طرف سے عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں اکریمیا جا کر کیا کروں گا ماسٹر۔ جوزف پر تو فلسفے کا بھوت سوار ہے۔ میں الگ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ مجھے کوئی نہ کوئی کام ہر حال کرنا ہوگا لیکن ایسا کوئی کام میری سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔..... جو انا نے

نہیں دوڑ جاتی ہیں اور روح میں جگنو چمکنے لگتے ہیں اور یہی غلامی ہے۔“  
جوزف نے کہا تو جو انا بے اختیار ہنس پڑا۔  
”دوسرے لفظوں میں تم ماسٹر کے عاشق ہو۔ ماسٹر جہارا محبوب ہے۔..... جو انا نے کہا۔

”عاشقی، مجبوری کو میں نہیں مانتا۔ میں تو آغا اور غلام کا رشتہ جانتا ہوں اور سنو۔ تم بھی باس کی غلامی میں آ جاؤ پھر جہاری یہ ساری مایوسی خود بخود ختم ہو جائے گی۔..... جوزف نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

”اور غلامی کیا ہوتی ہے۔ جو انا یہاں بیٹھا مکھیاں مار رہا ہے۔“  
شراب جو کبھی اس کی زندگی ہوتی تھی وہ بھی اس نے پینا چھوڑ دی ہے۔ اس کی انگلیاں جو ہر وقت گردنیں توڑنے کے لئے کھجلاتی رہتی تھیں اب اس قدر بے بس ہو چکی ہیں کہ جیسے ان میں جان ہی نہ رہی ہو۔ جو انا جو کبھی پارہ تھا اب پتھر بن چکا ہے۔ اس سے زیادہ اور کیا غلامی ہو سکتی ہے۔..... جو انا نے بھی اس بار فلسفیانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ غلامی نہیں، مایوسی ہے اور تمہیں اس مایوسی سے نکالنا ضروری ہے۔ ورنہ تم واقعی مایوسی سے بھری لاش بن جاؤ گے اور پھر مجبوراً مجھے تمہیں ہلاک کر کے کسی گندے جوہر میں پیوستہ کرنا پڑے گا۔ میں باس سے بات کرتا ہوں۔..... جوزف نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور اپنے کمرے کی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

کہا۔ "جہارا مطلب سنیک کھر جیسے کام سے ہے۔"..... عمران کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"نہیں باس۔ یہ معاملہ بھی اب آگے نہیں چل سکتا۔ ہمیں پچیس غنڈوں اور بد معاشوں کو ہلاک کرنا اور بس۔ میں تو کوئی ایسا کام چاہتا ہوں جس میں مستقل تحریل ہو۔ کوئی ایسا کام جو میرے جسم میں دوبارہ پارہ بھر دے۔"..... جو انانے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ تم بے فکر ہو۔ میں آج ہی پارہ سپلائی کرنے والی بڑی فرموں سے رابطہ کرتا ہوں۔ اب ظاہر ہے جہارے اندر تولہ دو تولہ پارہ تو نہیں بھرا جا سکتا۔ اس کے لئے نٹوں پارو چلے ہو گا۔ بہر حال میں آ رہا ہوں پھر بات ہوگی۔"..... دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جو انانے ساتھ کھڑے جوزف کو فون پیس واپس کر دیا۔

"مبارک ہو۔ جہارے لئے کام نکل آیا ہے جہاری مرضی کے مطابق۔"..... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ چونکہ فون پیس وہ لے آیا تھا اس لئے اس نے اس پر لاؤڈر کا بٹن پہلے ہی پریس کر دیا تھا۔ اس لئے جو کچھ دوسری طرف سے عمران نے کہا وہ بھی جوزف نے سن لیا تھا۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ ماسٹر نے تو مذاق کر کے بات ٹال دی ہے۔"..... جو انانے لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"باس بغیر کسی مقصد کے بات نہیں کرتا۔ نٹوں پارہ کی سپلائی کا مطلب ہے کہ تمہیں اب وہ کسی بڑے کام پر بھجوانے کا فیصلہ کر چکا ہے۔"..... جوزف نے کہا اور واپس اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے وہ فون پیس لے آیا تھا۔

"بس میں نے یہیں بیٹھے بیٹھے مرجانا ہے۔ یہی بلڈنگ جو انانہ کی قبر بنے گی۔"..... جو انانے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس پر یقیناً ڈپریشن کا سخت دورہ پڑا ہوا تھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک ساتھی رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ ان دنوں سیکرٹ سروس کے پاس کسی قسم کا کوئی کام نہ تھا۔ اس لئے عمران کا زیادہ تر وقت مطالعہ میں ہی گزرتا تھا لیکن اس کی اس عادت سے سلیمان بے حد تنگ تھا۔ اسے عمران کو مسلسل چائے پلائی کرنا پڑتی تھی۔ کیونکہ عمران کا قول تھا کہ چائے کی جب تک کثیر مقدار معدے میں موجود نہ ہو۔ ساتھی تھیوریاں دماغ میں جگہ ہی نہیں بنا سکتیں لیکن سلیمان نے آخر کار اس کا حل بھی نکال لیا تھا۔ اس نے اماں بی سے شکایت کر دی تھی اور اماں بی نے سارے دن میں دو چائے سے زیادہ عمران کو پلانے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔ عمران کی اماں بی ابھی تک اس کچھ میں رہ رہی تھیں جہاں گھروں میں چائے اس وقت بنائی اور پی جاتی تھی جب کسی کو نزلہ زکام یا بخار ہو جاتا تھا۔ دوسرے لفظوں میں چائے بطور مشروب

نہیں بلکہ بطور دوا استعمال کی جاتی تھی اور اماں بی کے نزدیک ایک دو چائے سے زیادہ پینا تو صحتاً خود کشی کے مترادف تھا اور عمران کے پر اگر کسی کے سامنے چلتے تھے تو وہ صرف اس کی اماں بی تھیں۔ اس لئے اس وقت بھی عمران ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا رسالے کے مطالعہ میں مصروف تھا۔ اسے چائے پینے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا تھا لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر اس نے سلیمان سے جبراً چائے مانگنے کی کوشش کی تو اماں بی خود یہاں پہنچ جائیں گی اور پھر ظاہر ہے چائے تو ایک طرف عمران کو نجانے اور کس کس چیز سے محروم ہونا پڑتا۔ اس لئے وہ خون کے گھونٹ پیتا بیٹھا ہوا تھا۔ ایک بار اس کا دل چاہا کہ وہ اٹھ کر دانش منزل چلا جائے کیونکہ وہاں بلیک زبرد اس کے ساتھ چائے پینے کا منتظر رہتا تھا۔ بلیک زبرد خود تو بہت کم چائے پیتا تھا لیکن عمران کو وہ جلد جلد چائے پلانے کی کوشش کرتا رہتا تھا اور خود بھی ساتھ ساتھ پیتا رہتا تھا۔ لیکن ظاہر ہے پھر مطالعہ نہیں ہو سکتا تھا اور مطالعہ کی عادت عمران کی عادت ثانیہ بن چکی تھی۔ اسے مطالعہ کرنے میں واقعی یحسد مسرت ہوتی تھی۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے رسیور اٹھا کر اپنے مخصوص انداز میں تعارف کرانا شروع کر دیا تو دوسری طرف جوزف نے اسے جوانا کے بارے میں بتایا تو عمران نے جوانا سے بات کی اور پھر اسے یہ کہہ کر وہ آ رہا ہے اس نے نہ صرف رسیور رکھ دیا بلکہ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے رسالے کو بھی بند کر کے سلمے میز پر رکھ دیا۔ وہ واقعی جوانا کے

بچے لکھا ہوتا ہے کہ نصیب اپنا اپنا۔ بس اس بات کو یاد رکھا کریں۔..... سلیمان نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

”ارے ارے خوش نصیب صاحب۔ وہ میں نے تم سے ایک مشورہ لینا ہے۔ تمہیں یاد ہے کہ ایک بار ڈیڈی نے استغفہ دے دیا تھا اور سر سلطان اور صدر صاحب سمیت کسی کی بات نہیں مان رہے تھے کہ تم نے مشورہ دیا تھا کہ انہیں بتا دیا جائے کہ ان کی جگہ مجھے یعنی علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) کو دی جا رہی ہے تو وہ فوراً استغفہ واپس لے لیں گے اور ڈیڈی نے واقعی فوری استغفہ واپس لے لیا تھا۔ تب سے سر سلطان جہارے مشوروں کے بڑے قائل ہیں انہوں نے تو مجھے کئی بار کہا ہے کہ تم آغا سلیمان پاشا کو بادشاہی خانے تک محدود کر کے اس کا ٹیلنٹ ضائع کر رہے ہو۔ اسے تو ملک کا چیف ایڈوائزر ہونا چاہئے لیکن ظاہر ہے میں کیسے یہ برواشت کر سکتا تھا کہ تم ملک کے چیف ایڈوائزر بن جاؤ۔ اس لئے میں نے انہیں کہا کہ سلیمان کو بادشاہی کی سیٹ جلیڈ پر اماں بی نے تعینات کیا ہوا ہے۔ اگر سر سلطان میں ہمت ہو تو اماں بی سے پوچھ کر بے شک اسے اس سیٹ سے ہٹا کر جس مرضی سیٹ پر لگا دیں لیکن ظاہر ہے سر سلطان سیکرٹری خارجہ اپنی جگہ لیکن انہیں بھی معلوم ہے کہ اماں بی کے اکلوتے بیٹے کے بادشاہی کو اس کی سیٹ سے ہٹایا جانا ناممکن ہے۔ اس لئے وہ خاموش ہو گئے۔..... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

بارے میں سوچنا چاہتا تھا۔  
- سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔..... عمران نے اونچی آواز میں سلیمان کو پکارنا شروع کر دیا۔  
”موری، مزید چائے شام سے پہلے نہیں مل سکتی۔..... دور سے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”میں چائے نہیں بلکہ ایک مشورہ لینا چاہتا ہوں کیونکہ سر سلطان کے خیال میں تم بہترین مشورہ دینے والے ہو۔..... عمران نے اونچی آواز میں قدرے خوشامدانہ لہجے میں کہا تو چند لمحوں بعد سلیمان کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں چائے کا کپ تھا۔  
”آپ نے چونکہ عرصے بعد ایک اچھی بات کی ہے اس لئے لیجئے انعام کے طور پر چائے کا کپ۔..... سلیمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
”اس کا مطلب ہے کہ تم خود چائے تیار کر کے بیٹھے بی رہے تھے ورنہ اتنی جلدی تو تم چائے نہیں بنا سکتے۔..... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”بڑی بیگم صاحبہ نے مجھے چائے چکھنے کی اجازت دی ہوئی ہے۔ اس لئے میں دو چار بیالیاں چکھ لیتا ہوں۔..... سلیمان نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”ہو نہ، میں جہاں بیٹھا پڑھتا رہتا ہوں اور تم دو چار بیالیاں صرف چکھتے ہو۔..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔  
”اس میں غصہ کھانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ رکشے اور ویکٹوں کے

”مجھے کیا ضرورت ہے چیف ایڈوائزر بننے کی۔ ایڈوائزر کی یہاں سنا کون ہے۔ ہر وزارت، ہر محکمے میں ایڈوائزر ہوتے ہیں لیکن بس بیٹھے ایڈوائزر دینے کا انتظار ہی کرتے رہ جاتے ہیں۔ سب کام ان سے بالا ہی بالا ہو جاتا ہے۔ بہر حال آپ کو مشورہ مفت مل سکتا ہے کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ آپ مشورہ فیس دینے کی کہیسیٹی میں ہی نہیں ہیں اور اگر میں نے صرف مشورہ فیس ہی بتادی تو آپ غش کھا کر گر پڑیں گے اور پھر مجھے ہی آپ پر خرچ کرنا پڑے گا۔“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”غش کھا جانے کے بعد خرچہ کیا ہوتا ہے۔ بس تم مجھے پانی پلا دینا اور میں ہوش میں آ جاؤں گا۔“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ اور لوگ ہوتے ہیں جو اس قدر شریف ہوتے ہیں کہ پانی سے ہی ہوش میں آ جاتے ہیں۔ آپ کو خالص چمڑے کی بوتلی بھی بغیر ہوش نہیں آ سکتا اور آج کل اول تو خالص چمڑہ ملتا ہی نہیں ہے اور اگر سارے شہر کی جو توں کی دکانوں پر تلاش کے دوران اگر کہیں سے مل بھی جائے تو پورے دو سال کا بجٹ اس پر خرچ ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوری ہے آپ کو مفت مشورہ ہی دینا پڑے گا۔“..... سلیمان کی زبان میرٹھ کی گینچی کی طرح چل رہی تھی۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تم مجھے خالص چمڑے کا جوتا سونگھا کر ہوش میں لاؤ گے۔ کیوں؟..... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے

کہا۔

”آپ صحافیوں کی طرح اپنے الفاظ دوسروں کے منہ میں ڈالنے کی کوشش نہ کیا کریں۔“..... سلیمان نے تروت جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا، اس کا فیصلہ بعد میں کریں گے کہ تم نے کیا کہا ہے اور اس کے کیا ممکنہ نتائج نکل سکتے ہیں۔ میں یہ مشورہ چاہتا ہوں کہ جو انا کا کیا کیا جائے۔ وہ جس قسم کی زندگی اکیری میا میں گزار رہا تھا اس کے برعکس وہ یہاں بالکل فارغ ہو چکا ہے۔ یہ ٹھیک ہے اس کے خیالات میں زمین آسمان کا فرق آ چکا ہے لیکن بہر حال اس کی بے حرکتی اس کے لئے ڈپریشن کا باعث بن گئی ہے۔ ابھی جوزف نے مجھے فون کر کے بتایا ہے کہ وہ بیٹھا خلاؤں میں گھور رہا ہے۔ میں نے اسے کہا ہے کہ میں تمہارے لئے کام تلاش کرتا ہوں لیکن مجھے کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا کہ اسے ایسا کیا کام دیا جائے۔“..... عمران نے قدرے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”آپ نے واقعی اس کے ساتھ قلم کیا ہے۔ اس کا قبلہ سیدھا کرتے کرتے اسے جسمانی طور پر ہی مفلوج کر دیا ہے۔“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”جوزف بھی تو اس کے ساتھ رہتا ہے۔ وہ کیوں ڈپریشن نہیں ہوا؟..... عمران نے کہا۔

”جوزف کی بات دوسری ہے۔ اس کی زندگی آپ کی زندگی کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ وہ اسی بات میں خوش ہے کہ آپ نے اسے



اپنے پاس رکھا ہوا ہے جبکہ جو انا کی طبیعت مختلف ہے۔ اس کی زندگی حرکت سے بندھی ہوئی ہے۔ نجانے اس عرصہ وہ کیسے نکال گیا ہے۔ ورنہ اسے دو چار روز بعد ہی اس حالت میں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر مشورہ دو کہ اس کے بارے میں مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کوئی مستقل حل بتاؤ“..... عمران نے کہا۔

”آپ اسے ٹائیگر نمبر دو بنا دیں“..... سلیمان نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”ٹائیگر نمبر دو۔ کیا مطلب“..... عمران نے قدرے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

”جس طرح ٹائیگر انڈر ورلڈ میں آزادانہ کام کرتا ہے اور آپ کے لئے بھی فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اسی طرح جو انا کو بھی انڈر ورلڈ میں آزادانہ کام کرنے دیں۔ وہ حرکت میں بھی رہے گا اور آپ کے لئے ٹائیگر سے بھی زیادہ فائدہ مند رہے گا“..... سلیمان نے کہا۔

”بات تو چھاری ٹھیک ہے لیکن اس کی طبیعت اگر جوش میں آگئی تو پھر معاملات وہی سنیک کھرز جیسے ہو جائیں گے“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اب اسے عقل آچکی ہوئی کہ یہ اکیرمیا نہیں پاکیشیا ہے۔ البتہ آپ اسے کہہ دیں کہ وہ چھوٹے موٹے سانپوں کی بجائے اڑن ہوں کی بونگھے اور خاص طور پر غیر ملکی اڑن ہوں کی۔ جو بحیثیت

مجموعی پاکیشیا کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ یہ کام زیادہ آسانی سے کر لے گا اور اس کی بے حرکتی اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والا ڈپریشن بھی ختم ہو جائے گا“..... سلیمان نے کہا۔

”گڈ، تم واقعی اچھے ایڈوائزر ہو۔ چلو آج سے بطور ایڈوائزر تمہیں وظیفہ دیئے جانے کی میں سفارش کروں گا“..... عمران نے کہا۔

”مجھ سے زیادہ آپ کو وظیفے کی ضرورت ہے“..... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔

عمران کو واقعی اس کا یہ مشورہ پسند آیا تھا۔ وہ ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔“

عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”داور بول رہا ہوں۔ کیا تم فوری میرے پاس آ سکتے ہو لیبارٹری میں“..... دوسری طرف سے سرداور کی تشویش بھری آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا ہے۔ کوئی گٹ بڑ ہے لیبارٹری میں“..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”نہیں، اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔ یہاں سب اوکے ہیں۔ میں نے تم سے ایک اہم مشورہ کرنا ہے“..... سرداور نے کہا۔

”مشورہ، تو پھر میں آغا سلیمان پاشا کو بھجوا دیتا ہوں۔ وہ بہترین مشورہ دینے والا ہے“..... عمران نے کہا۔

”سوری۔ میں نے خواہ مخواہ تمہیں فون کیا“..... دوسری طرف

زیادہ عہدہ ہیں۔ وہ شوگر ان میں کسی ایسے میزائل پر کام کر رہے ہیں جن کی مدد سے غلامیں تیرتے ہوئے سیٹلائٹ کو نشانہ بنایا جاسکتا ہے اور وہ تقریباً کامیابی کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ ان کی بیوی غرمہ ہوا قوت ہو چکی ہے۔ ان کا ایک بیٹا ہے جس کا نام شوکانی ہے۔ وہ بھی سائنسدان ہے اور شوگر ان کی نیشنل یونیورسٹی میں پڑھاتا ہے۔ ابھی اس کی شادی نہیں ہوئی۔ کچھ روز پہلے اسے اغوا کر لیا گیا۔ ڈاکٹر چیانگ کو اعلان ملی تو وہ بے حد پریشان ہوئے۔ حکومت شوگر ان نے ڈاکٹر شوکانی کی تلاش شروع کر دی۔ پھر ڈاکٹر چیانگ کو فون پر دھمکی دی گئی۔ فون کرنے والے نے اپنا نام گرینٹ مین بتایا اور اس نے کہا کہ اس کا تعلق دنیا کے سب سے خطرناک مافیا سائیکڑے ہے۔ ان کا بیٹا شوکانی ان کی تحویل میں ہے اور اگر وہ اپنا سیٹلائٹ شکن میزائل فارمولا ان کے حوالے کر دیں اور وہ اسے چیک کرالیں گے فارمولا درست نہ ہو تو وہ شوکانی کو رہا کر دیں گے۔ اس کے لئے انہوں نے تین دن کی مہلت دی ہے۔ تین دن بعد اگر ڈاکٹر چیانگ نے مانا تو وہ شوکانی کا ایک ہاتھ کلانی سے کاٹ کر اس کو بھجوا دیں گے اور اگر پھر بھی تین دن بعد ڈاکٹر چیانگ نے مانا تو دوسرا ہاتھ اور اس کے تین بعد اس کے جسم کے دوسرے اعضاء کاٹ کاٹ کر اس کو بھجوا دیں گے اور اگر پھر بھی ڈاکٹر چیانگ نے مانا تو وہ اس کی بیٹی کو جو شوگر ان کی ایک یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے اغوا کر لیں گے۔ انہوں نے فون پر ڈاکٹر چیانگ کی بات بھی شوکانی سے کہانی ہے لیکن ڈاکٹر چیانگ نے ان کا

سے رنجیدہ سے منہ نہیں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران سمجھ گیا کہ سردار بے حد پریشان ہیں ورنہ وہ اس کی بات پر اس انداز کا رد عمل ظاہر نہ کرتے۔ اس نے ہاتھ برسسا کر کیڑی دبا یا اور پھر فون آنے پر اس نے تیزی سے منہ پر ہیس کرنے شروع کر دیئے۔

”دور یہی رہا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے سردار کی آواز سنائی دی۔

”سردار۔ میں حاضر ہو رہا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے اچھائی سنجیدہ منہ میں کہا اور رسیور رکھ کر وہ اپنے کمرہ ہوا۔ اس نے ڈریسنگ روم میں جا کر لباس تبدیل کیا اور پھر تموزی در بعد اس کی سپورٹس کار ریڈ پیارٹی کی طرف اڑی پٹی جا رہی تھی۔ جہاں سردار کام کرتے تھے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ سردار کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔

”آئی ایم سوری سردار۔ مجھے اندازہ نہ تھا کہ آپ اس قدر پریشان ہوں گے۔۔۔۔۔ عمران نے سلام دعا کے بعد سنجیدہ منہ میں کہا۔

”میں واقعی بے حد پریشان ہوں۔ لپٹ لپٹ نہیں لپٹا ایک دوست کے لئے۔۔۔۔۔ سردار نے جواب بھیتے ہوئے کہا۔

”دوست کے لئے۔ کس دوست کے لئے۔ پلیز نیچے تفصیل بتائیں۔۔۔۔۔ عمران نے چونک کر کہا۔

”عمران چپٹے۔ شوگر ان میں ایک سائنسدان ہیں ڈاکٹر چیانگ۔ وہ میرے ساتھ یونیورسٹی میں بھی پڑھتے رہے ہیں۔ ان سے میری اس قدر دوستی ہے کہ میرے نزدیک وہ مجھے میرے گے بھائیوں سے بھی

معاملہ تقسیم کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ وہ محب وطن ہیں۔ ان کو  
 لیاں ہے کہ انہوں نے ٹوگران کے بے پناہ اخراجات اس فائدہ مولے  
 برکرائے ہیں۔ اس لئے اس پر حق صرف ٹوگران کا ہے اور انہوں نے  
 حکومت ٹوگران کو اطلاع دے دی لیکن حکومت باوجود کوشش کے  
 اس گسٹ مین یا سائیکر مافیا یا اس فوجی کان کا سراغ نہیں لگا سکی۔  
 تین دن بعد ڈاکٹر شاکانی کی ایک انگلی کاٹ کر ایک ڈبیہ میں بند  
 کر کے ڈاکٹر چیانگ کو ہتھادی گئی اور کہا گیا کہ یہ رعایت پہلی بار  
 ہے۔ اتنا د کوئی رعایت نہیں ہوگی اور مزید تین دن دے دیئے گئے  
 ہیں۔ ڈاکٹر چیانگ کو ایک سائنسی دلچسپ پر مشورہ کے لئے میں نے  
 لون کیا تو ڈاکٹر چیانگ نے یہ ساری بات مجھے بتادی۔ مجھے فوراً تھارہا  
 حیاں آگیا۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ وہ فکر نہ کریں ان کا بیٹا صحیح  
 سلامت برآمد کر دیا جائے گا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے بعد تھارے اور  
 ہر دے کرتے ہوئے یہ وعدہ کیا ہے۔ ویسے میرا پرستل کام ہے۔ تم  
 بازو تو انکار بھی کر سکتے ہو۔۔۔۔۔ سردار نے قدرے مضحکہ خیز  
 لہجہ میں ہانپے ہوئے کہا۔

”اے ماہر! یہاں وہ سنا کہ ڈاکٹر چیانگ فارمولے کی ایک کاپی انہیں  
 دے دی۔ اس طرح وہ بھی ان کے بیٹے کو دہا کر دیں گے اور اصل  
 نسخہ حکومت ٹوگران کو دے دیں۔۔۔۔۔ عمران نے جھٹلے  
 لہجے میں ہلکے سے ہنسنے کہا۔

”ہیں۔ میں نے یہ بات کی تھی لیکن ڈاکٹر چیانگ کا کہنا ہے کہ

فارمولہ ان لوگوں کو مل گیا تو وہ اس کا اپنی نظام تیار کر لیں گے۔  
 اس طرح سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ وہ اسے بھی ملک سے غداری سمجھتے  
 ہیں۔۔۔۔۔ سردار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن مہلت بے حد کم ہے۔ اتنی مہلت میں تو کسی مافیا کے  
 خلاف کام نہیں ہو سکتا۔ کیا کسی طرح ڈاکٹر چیانگ مزید مہلت  
 نہیں لے سکتے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔  
 ”کتنی مہلت۔۔۔۔۔ سردار نے پوچھا۔

”اگر ایک ماہ کی مہلت مل جائے تو بہتر ہے۔۔۔۔۔ عمران نے  
 کہا۔

”نہیں، اتنی مہلت وہ نہیں دیں گے۔ البتہ میرا خیال ہے کہ اگر  
 ڈاکٹر چیانگ مان جائیں تو ایک ہفتے کی مہلت لی جا سکتی ہے۔  
 سردار نے کہا۔

”انہیں ایک ہفتہ کہیں چند دن کہیں۔ ہر وہ ایک ہفتہ پر  
 مانیں گے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”لیکن کیا تم ایک ہفتے میں ڈاکٹر شاکانی کو براہ کر لو گے۔  
 سردار نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انہیں اس بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

”مستند صرف ڈاکٹر شاکانی کی برآمدگی کا نہیں سردار۔ وہ ڈاکٹر  
 چیانگ کی بیٹی کو اخرا کر لیں گے اور ڈاکٹر شاکانی کو بھی دوبارہ اخرا  
 کیا جائے گا ہے اور بھی بہت کچھ کیا جاسکتا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ  
 اس گسٹ مین کا خاتمہ کیا جائے اور اس مافیا کو جس نے یہ ٹاسک دیا

ہے اس کا خاتمہ کیا جائے اور ساتھ ہی ڈاکٹر چیانگ سے کہا جائے کہ وہ جلد از جلد یہ فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر دیں۔ پھر حکومت شوگران خود ہی اس کی حفاظت کرتی رہے گی۔ جہاں تک میرے کام کرنے کا تعلق ہے تو میرا ہمیشہ بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رہا ہے۔ میں تو اپنی طرف سے کوشش کر سکتا ہوں۔ وہ میں کروں گا اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی میری مدد کرے گا۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر تم کہو تو میں جہاری بات ڈاکٹر چیانگ سے کرا دوں۔“  
سر داوور نے کہا۔

”نہیں۔ انہیں اطلاع مل جائے گی اور میرا نام بدنام ہے۔ میرا نام سامنے آتے ہی وہ لوگ ہو سکتا ہے کوئی فاسٹ ایکشن نہ لے لیں۔ اللہ ان کا فون نمبر مجھے دے دیں اور انہیں کہہ دیں کہ وہ کوشش کر کے زیادہ سے زیادہ مہلت حاصل کر لیں۔..... عمران نے کہا تو سر داوور نے اسے ڈاکٹر چیانگ کا فون نمبر دے دیا۔

”عمران بیٹے۔ یہ میں تم پر بوجھ ڈال رہا ہوں لیکن نجانے کیوں میرے ذہن میں جہارا نام آیا تو مجھے یوں محسوس ہوا جیسے تم اس میں کامیاب رہو گے۔ اس لئے میں نے ڈاکٹر چیانگ سے وعدہ کر لیا۔ لیکن ان سے میں نے جہارا نام نہیں لیا۔ صرف اسکا کہا کہ میرا ایک بیٹا ہے جو یہ کام آسانی سے کر لے گا۔..... سر داوور نے کہا۔

”سر داوور، آپ بے فکر رہیں۔ ڈاکٹر چیانگ آپ کے دوست ہیں تو

شوگران پاکیشیا کا دوست ہے اور ایسا نہ بھی ہو۔ تب بھی آپ کا حکم میرے لئے ڈیڈی کے حکم سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا ہے اور آپ بے فکر رہیں۔ اللہ تعالیٰ انشاء اللہ ہماری مدد کرے گا کیونکہ ہم حق پر ہیں۔..... عمران نے کہا تو سر داوور نے بھی انتہائی خلوص کے ساتھ انشاء اللہ کہہ دیا۔

”اگر ہو سکے تو ڈاکٹر چیانگ سے معلوم کر لیں کہ انہیں آخری کال کس وقت آئی تھی۔ اگر درست وقت کا پتہ چل جائے تو بڑی آسانی ہو جائے گی۔..... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”تم بیٹھو۔ میں معلوم کر لیتا ہوں۔..... سر داوور نے کہا۔“  
”آپ معلوم کر لیں۔ میں آپ سے فون پر معلوم کر لوں گا۔“  
عمران نے کہا اور پھر سلام کر کے وہ ان کے آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار رانا ہاؤس جانے کی بجائے تیز رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں میز کے پیچھے کرسی پر ایک لمبے قد، دوہرے جسم اور چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر پتھر ملی سنجیدگی تھی۔ اس کے سامنے میز پر ایک فائل موجود تھی اور وہ اس فائل کو پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مٹرئم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے فائل سے نظریں ہٹائے بغیر ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا اور اسے کان سے لگا لیا۔

”ہیں“..... اس آدمی نے بھاری آواز میں کہا۔

”ایکری میا سے جان دکھ کر کی کال ہے باس“..... دوسری طرف سے ایک مٹرئم نسوانی آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات“..... اس آدمی نے بدستور بھاری لہجے میں کہا۔

”ہیلو۔ جان دکھ بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک اور بھاری سی آواز سنائی دی۔

”ہیں۔ گریٹ مین بول رہا ہوں“..... اس آدمی نے اس بار سرد لہجے میں کہا۔

”کیا رزلٹ رہا ڈاکٹر چیانگ کے کیس کا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ مان گیا ہے۔ لیکن اس نے پندرہ دن کی مہلت مانگی ہے تاکہ وہ بکھرے ہوئے فارمولے کو ایڈجسٹ کر کے ہمیں بھجوانے کے لئے حیار کر سکے لیکن میں نے اسے دس روز کی مہلت دی ہے۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ دس روز بعد فارمولا ہمیں مل جائے گا“..... گریٹ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن مجھے ایک اور تشویشاک اطلاع ملی ہے“..... جان دکھ نے کہا تو گریٹ مین نے اختیار چونک پڑا۔

”تشویشاک اطلاع۔ کیا مطلب۔ کیسی اطلاع“..... گریٹ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرے آدمی ڈاکٹر چیانگ کے گرد موجود ہیں تاکہ اس کا رد عمل چیک کیا جاسکے۔ مجھے اطلاع دینی گئی ہے کہ پاکیشیا سے کسی سائنسدان سردار کا فون آیا تو ڈاکٹر چیانگ نے جو سردار کا دست ہے اسے ساری تفصیل بتادی اور پھر سردار کے کہنے پر اس نے مہلت طلب کی ہے“..... جان دکھ نے کہا۔

”تو اس میں تشویش کی کیا بات ہے“..... گریٹ مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

تشویش کی بات آگے آرہی ہے..... جان وکٹر نے کہا۔  
 ”وہ کیا ہے“..... گریٹ مین نے قدرے طنزیہ لہجے میں پوچھا۔  
 ”یہ اطلاع ملنے پر میں نے پاکیشیا میں اپنے بھتیگوں کو سردار کے  
 بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے کہا اور مجھے ابھی ابھی جو  
 اطلاع ملی ہے وہی تشویشناک ہے..... جان وکٹر نے کہا۔  
 ”اب بتاؤ بھی یہی کیا بات ہے۔ تم نے تو باقاعدہ سپنس پیدا  
 کرنا شروع کر دیا ہے..... گریٹ مین نے کہا۔

”سردار کے ایک ساتھی سائنسدان سے معلوم ہوا ہے کہ پاکیشیا  
 کا خطرناک ترین بھتیگوں علی عمران سردار سے ان کی لیبارٹری میں آکر  
 ملا ہے اور اس کے جانے کے بعد سردار نے شوگران میں ڈاکٹر چیانگ  
 سے رابطہ کر کے اسے تسلی دی ہے..... جان وکٹر نے کہا۔  
 ”کیا تسلی دی ہے..... گریٹ مین نے ہونٹ چباتے ہوئے  
 کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھرتے تھے۔  
 ”یہی تسلی کہ ان کا اور ان کے بیٹے کا کچھ نہیں بگڑے گا۔“ جان  
 وکٹر نے کہا۔

”تو اس سے کیا فرق پڑ گیا۔ حکومت شوگران بھی تو اس معاملے پر  
 کام کر رہی ہے۔ کرتی رہے۔ سانگر کو اس کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے اور  
 سردار ہمارا کیا بگاڑ لے گا..... گریٹ مین نے اس بار حقیقتاً  
 غصیلے لہجے میں کہا۔

”گریٹ مین تم میرے بارے میں اچھی طرح جانتے ہو کہ میں

ایکریمیا کی سب سے حساس بھتیگی کا چیف ہوں۔ میرے بھتیگوں بھی  
 شوگران میں کام کرتے ہیں۔ میں چاہتا تو یہ سارا کام اپنے بھتیگوں کے  
 ذریعے بھی کر سکتا تھا۔ تمہیں مشن اس لئے دیا گیا ہے کہ تمہارے  
 اور تمہاری مافیا کے بارے میں شوگران والے کچھ نہیں جانتے۔  
 ایکریمیا میں تو لازماً ان کے بھتیگوں کام کرتے ہوں گے۔ وہ انہیں  
 اطلاع مہیا کر سکتے تھے لیکن جس شخص کا نام عمران ہے وہ دنیا کا  
 خطرناک ترین بھتیگوں ہے۔ وہ اگر حرکت میں آگیا تو پھر تم رہو گے  
 اور نہ ہی تمہاری مافیا۔ اس لئے اس کا نام سامنے آنے پر مجھے تشویش  
 ہوئی ہے۔ اور سنو اگر میں ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کے سامنے یہ نام لے  
 دوں تو وہ سرے سے ہی اس معاملے سے ہاتھ اٹھالیں گے۔ میں نے  
 تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ تمہیں بتا دوں کہ تم نے انتہائی محتاط  
 رہنا ہے..... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار ہنس پڑا۔

”جان وکٹر، تمہیں معلوم ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور  
 میں اس وقت کہاں موجود ہوں..... گریٹ مین نے کہا۔

”نہیں، مجھے نہیں معلوم اور یہ بھی بتا دوں کہ میں نے اپنے طور پر  
 کوشش بھی کی تھی کہ فون کال کے ذریعے تمہاری جگہ ٹریس کر دوں  
 لیکن جدید آلات بھی اس معاملے میں ناکام رہے ہیں..... جان وکٹر  
 نے جواب دیا تو گریٹ مین فاتحانہ انداز میں ہنس پڑا۔

”اس بات سے تم اندازہ لگا سکتے ہو کہ سانگر کس قدر طاقتور ہے۔  
 تم فکر مت کرو۔ پوری دنیا مل کر بھی سانگر کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔“

گریٹ مین نے جواب دیا۔  
- ٹھیک ہے۔ بہر حال تم نے محتاط رہنا ہے..... جان وکٹر نے

کہا۔

- ہم محتاط ہیں..... گریٹ مین نے جواب دیا اور اس کے ساتھ  
ہی ایک جھٹکے سے اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر سائیڈ پر بڑے ہوئے  
انٹرکام کارسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگر دو بٹن پر پریس کر دیئے۔  
- یس باس..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔  
- ریڈ الرٹ کا حکم دے دو اور جب تک میں نہ کہوں تب تک  
ریڈ الرٹ رہے گا..... گریٹ مین نے تھکمانہ لہجے میں کہا۔  
- یس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریٹ مین نے  
رسیور رکھ دیا اور ایک بار پھر فائل دیکھنے لگ گیا۔ اس کے چہرے پر  
گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو  
حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔  
- ہٹھو..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی  
مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

- وہ سرخ ڈائری مجھے دو..... عمران نے اہتیائی سنجیدہ لہجے میں کہا  
تو بلیک زیرو نے میز کی سب سے نچلی دراز کھول کر اس میں سے سرخ  
جلد والی ایک ضخیم ڈائری نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔  
- کیا ہوا ہے عمران صاحب۔ آپ اس قدر سنجیدہ کیوں ہیں۔  
بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر اسے تفصیل بتادی۔  
- لیکن یہ کیس پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تو نہیں ہے۔ بلیک زیرو  
نے کہا۔

- ہاں، یہ میرا ذاتی کیس ہے۔ سرور نے مجھ پر اعتماد کیا ہے اور

میں انشا، اندہ ان کے اعتماد پر پورا اتروں گا۔..... عمران نے ڈائری کھولتے ہوئے کہا۔

”تو کیا آپ اکیلے اس پر کام کریں گے۔ آپ مجھے بھی ساتھ لے جائیں۔..... بلیک زرو نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ جہاری جہاں موجودگی ملک و قوم کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ میں جوزف، جو انا اور ٹائیگر کو ساتھ لے جاؤں گا۔..... عمران نے کہا اور پھر اس نے ڈائری کا ایک صفحہ کھولا اور چونک پڑا۔ چند لمحوں تک وہ اسے بغور دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ییس۔ گارشین کلب۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”فریڈ سے بات کراؤ۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔“

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”کیا آپ کی ان سے پہلی ملاقات ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پہلی نہیں آخری۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ بلیک زرو کے چہرے پر حیرت تھی۔ اس نے

سہی سمجھا تھا کہ عمران نے منجھلاہٹ نہیں آخری ملاقات کے الفاظ کہے

ہیں لیکن ان الفاظ کا دوسری طرف جو رد عمل ہوا تھا اس سے بلیک زرو سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی مخصوص کوڈ ہے۔

”فریڈ بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ سہاٹ تھا۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ، اوہ آپ عمران صاحب۔ میں سوچ رہا تھا کہ آخر کس نے یہ مخصوص کوڈ استعمال کیا ہے۔ اب آپ کی ڈگریاں من کر مجھے یاد آگیا ہے۔ آپ نے بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے۔..... دوسری طرف سے اس بار خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اب میری ڈگریاں صرف دوسروں کی یادداشت بحال کرنے کے کام کی رہ گئی ہیں۔..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فریڈ بے اختیار ہنس دیا۔

”آپ کی بات درست ہے، عمران صاحب۔ آپ کی ڈگریاں یادداشت کو منجھوڑ کر رکھ دیتی ہیں۔ بہر حال حکم فرمائیے۔“ فریڈ نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم پوری دنیا میں کام کرنے والے مافیا سے کسی نہ کسی انداز میں منسلک ہو۔ مجھے ایک مافیا کے بارے میں فوری اور تفصیلی معلومات چاہئیں اور یہ سن لو کہ معلومات حتمی ہونی چاہئیں کیونکہ معاملات انتہائی نازک بھی ہیں اور ٹاپ ایئر جنسی



بھی..... عمران نے کہا۔  
 "آپ نے پہلے تو کبھی اس انداز میں بات نہیں کی۔ آپ بے فکر  
 رہیں۔ فریڈ صرف صاف ستھرا کام کرتا ہے۔..... فریڈ نے جواب دیتے  
 ہوئے کہا۔

"ایک مافیا ہے جس کا نام سانگر ہے۔ اس کا کوئی ہیڈ یا انچارج  
 گریٹ مین ہے۔ مجھے اس کے بارے میں معلومات چاہئیں۔" عمران  
 نے کہا۔

"سوری عمران صاحب۔ مجھے معلوم تو ہے لیکن میں اس بارے  
 میں کچھ نہیں بتا سکتا کیونکہ یہ مافیا اس وقت پوری دنیا کے مافیا میں  
 سب سے زیادہ طاقتور، مستحکم اور باخبر مافیا ہے اور میں چاہے جتنی بھی  
 احتیاط کر لوں۔ انہیں بہر حال علم ہو جائے گا اور نہ پھر میں رہوں گا نہ  
 میرا کلب، نہ میرے رشتہ دار اور نہ ہی میرے دوست۔ وہ ان  
 معاملات میں ہلا کو خان اور چنگیز خان سے بھی دو گنا قالم واقع ہوئے  
 ہیں۔..... دوسری طرف سے فریڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے جہادری صاف گوئی بے حد پسند آئی ہے فریڈ اور یہی جہادری  
 صاف گوئی ہے جو میں پسند کرتا ہوں۔ تم بے شک مجھے تفصیل نہ  
 بتاؤ لیکن صرف اتنا بتاؤ کہ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔..... عمران  
 نے کہا۔

"سوری سوری عمران صاحب۔ میں اس سلسلے میں منہ سے بھاپ  
 بھی نہیں نکال سکتا۔ آئی ایم سوری۔ گڈ بائی..... دوسری طرف سے

کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل  
 سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔  
 "کمال ہے یہ آدمی تو بے حد خوفزدہ محسوس ہو رہا تھا۔" بلیک زرو  
 نے کہا۔

"اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ کس انداز میں کام کرتے  
 ہیں۔..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر رسیور اٹھا کر اس نے نمبر  
 پریس کرنے شروع کر دیے۔

"داور بول رہا ہوں۔..... دوسری طرف سے سردار کی آواز سنائی  
 دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں سردار۔ ڈاکٹر چیانگ سے بات ہوئی  
 ہے آپ کی۔..... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ ڈاکٹر چیانگ مجھ سے بات ہونے سے پہلے ہی اپنے طور پر  
 ان لوگوں سے دس روز کی مہلت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے  
 ہیں۔ انہوں نے یہ مہلت اس خیال سے لی ہے کہ وہ ان دس دنوں  
 میں دن رات کام کر کے یہ فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کو  
 دے دیں گے۔ اس کے بعد ان کا بیٹا ہلاک ہوتا ہے یا وہ خود، یہ بعد  
 میں دیکھا جائے گا۔..... سردار نے کہا۔

"گڈ، آپ کے دوستوں کو اتنا ہی محب وطن ہونا چاہئے سردار۔  
 اسے کہتے ہیں ملک و قوم کے لئے قربانی۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں میں  
 ان دس دنوں میں ان کے بیٹے کو انشاء اللہ اس مافیا کے چنگل سے صحیح

سلامت نکال لاؤں گا..... عمران نے کہا۔  
 "اگر ایسا ہو جائے تو میرا دل اور ضمیر دونوں مطمئن ہو جائیں  
 گے۔ کیا کچھ معلوم ہوا ہے ان لوگوں کے بارے میں"..... سردار  
 نے امید بھرے لہجے میں پوچھا۔  
 "کوشش جاری ہے۔ معلوم ہو ہی جائے گا۔ آپ نے ڈاکٹر  
 چٹانگ سے گریٹ مین سے ہونے والی آخری کال کے وقت کے  
 بارے میں معلوم کیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ہاں"..... سردار نے جواب دیا اور پھر وقت بتا دیا۔  
 "ٹھیک ہے شکریہ"..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے  
 ایک بار پھر سامنے پڑی ہوئی سرخ ڈائری اٹھائی اور اس کی ورق  
 گردانی شروع کر دی۔

"میں آپ کے لئے چائے لاتا ہوں"..... بلیک زرو نے  
 مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے صرف اشبات میں  
 سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری بند کر کے اسے واپس میز پر  
 رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پرپس کرنے شروع کر دیئے۔  
 "تسانی کلب"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

"پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ موبو سے بات کراؤ۔"  
 عمران نے کہا۔

"نہیں سر۔ ہولڈ کریں"..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"یہ موبو"..... رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بار ایک مگر  
 ن ہونے لگی۔

بہاری آواز سن کر یوں لگتا ہے جیسے موبو کسی گویا کا نام ہو۔  
 تین جہیں دیکھ کر لگتا ہے کہ کسی ہاتھی کا نام موبو رکھ دیا گیا ہے۔  
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"موبو نہ گویا ہے اور نہ ہاتھی۔ موبو تو شیر ہے شیر۔ دوسری  
 طرف سے قدرے غصیلے لہجے میں کہا گیا۔

"چرا گھر کا شیر یا قلین کا شیر"..... عمران نے جواب دیا تو اس بار  
 دوسری طرف سے موبو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سے باتوں میں کوئی نہیں جیت سکتا۔ بتائیں کیا حکم ہے۔"  
 اس بار دوسری طرف سے نرم لہجے میں کہا گیا۔

"تم نے ایک بار مجھے بتایا تھا کہ تم نے شوگر ان میں ایسے جدید  
 ترین آلات نصب کر رکھے ہیں جن کی مدد سے شوگر ان اور دنیا کے  
 دوسرے ممالک کے درمیان ہونے والی فون کالز نہ صرف مانیٹر کی  
 جاتی ہیں بلکہ ان کے منبع بھی ٹریس کر لئے جاتے ہیں"..... عمران  
 نے کہا۔

"میں نے نہیں بلکہ حکومت شوگر ان کے ایک خفیہ پراجیکٹ کے  
 تحت ایسا ہوتا ہے لیکن ان میں سے وہ کالیں چیک کی جاتی ہیں جن  
 کے بارے میں حکومت کی طرف سے ہدایات موجود ہوتی ہیں۔ اس  
 پراجیکٹ کا انچارج میرا اپنا آدمی ہے"..... موبو نے کہا۔

یہ تو نئے نام ہیں شاید جعلی رکھے گئے ہیں۔ بہر حال میں آپ کی مت کا مقصد سمجھ گیا ہوں۔ آپ اس علاقے کو ٹریس کر کے وہاں اس پر کام کریں گے۔ ٹھیک ہے آپ دو گھنٹوں بعد مجھے دوبارہ کال کریں۔ ... موبو نے کہا۔

اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بھی بتا دو اور معاوضہ بھی۔ ... عمران نے کہا

نہیں عمران صاحب۔ اگر آپ پاکیشیائی ہو کر شوگران کے لئے کام کر رہے ہیں تو میں برا آدمی ہی لیکن ہوں تو شوگرانی۔ میں کیسے محفوظ لے سکتا ہوں؟ ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا اور سامنے رکھی ہوئی چائے کی پیالی اٹھا کر لبوں سے لگالی۔ بلیک زیر و فون کے دوران چائے کی پیالی اس کے سامنے رکھ کر دوسری پیالی لے کر اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

عمران صاحب، اگر یہ حکومت کا پراجیکٹ ہے تو وہ آسانی سے اس بارے میں معلوم کر سکتی تھی جس کے بارے میں آپ معلوم کرنا چاہتے ہیں؟ ..... بلیک زیر و فون نے کہا۔

انہوں نے یقیناً ایسا کیا ہوگا لیکن میرا خیال ہے کہ فون کرنے والے زیادہ جدید آلات استعمال کر رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے جسے بے باکانہ انداز میں بار بار کال کیا ہے؟ ..... عمران نے کہا۔

تو پھر آپ کا انہیں ٹریس کرنے کا یہ طریقہ بھی تو کامیاب نہیں

چلو ایسے ہی ہوں۔ شوگران کے سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں۔ ڈاکٹر چیانگ کو شوگران کے وقت کے مطابق دس بجے صبح گریٹ مین نامی ایک آدمی کی فون کال آئی ہے۔ میں مظلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ کال کہاں سے کی گئی ہے؟ ..... عمران نے کہا۔

کیا یہ کام حکومت شوگران کا ہے یا آپ حکومت کے خلاف کام کر رہے ہیں؟ ..... موبو نے پوچھا۔

تمہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا اور شوگران میں کس قدر گہرے تعلقات ہیں۔ ڈاکٹر چیانگ کو کوئی پارٹی ایک اہم فارمولے کے سلسلے میں بلیک میل کر رہی ہے۔ حکومت شوگران اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کر سکی۔ ڈاکٹر چیانگ کے ایک دوست سائنسدان پاکیشیا میں ہیں اور وہ میرے بزرگ ہیں۔ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس پارٹی کو ٹریس کر کے اس کا خاتمہ کر دوں تاکہ ڈاکٹر چیانگ کا فارمولا شوگران کے لئے محفوظ رہ سکے؟ ..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

کیا اس پارٹی کا کوئی نام ہے؟ معلوم نہیں ہو سکا؟ ..... موبو نے کہا۔

اس آدمی جس نے فون کیا ہے نے اپنا نام گریٹ مین بتایا ہے اور اس کا تعلق کسی مافیا سے ہے جس کا نام سانگر بتایا گیا ہے۔ عمران نے کہا۔

مسترو نے بولے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے رسیور  
تختہ در تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”رہتا ہاؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف  
کی قوت سنائی دی۔

خنی عمران بول رہا ہوں۔ تم اور جو انا دونوں نے تیار رہنا ہے۔  
تم دونوں اور ٹائیگر نے ایک اہتائی اہم مشن پر میرے ساتھ ملک  
سے باہر جانا ہے..... عمران نے کہا۔

”نہیں باس۔ آپ کے حکم کی ویر ہے۔ ہم ہر وقت تیار رہتے ہیں۔“  
دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے بغیر مزید کچھ کہے رسیور رکھ  
دیا۔ پھر دو گھنٹے بعد اس نے ایک بار پھر فون پر موبو سے رابطہ کیا۔

”کچھ معلوم ہوا ہے موبو..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ حکومت شوگر ان نے بھی ان کالوں کے بارے  
میں چیکنگ کا حکم دے رکھا تھا لیکن کال کرنے والے شاید ایسے جدید  
ترین آلات استعمال کر رہے ہیں کہ شوگر انی آلات اس کال کا منع  
نہیں کرنے میں ناکام رہے ہیں..... موبو نے جواب دیتے ہوئے  
کہا۔

”جس آدمی نے چیکنگ کی ہے کیا اس سے میری براہ راست بات  
ہو سکتی ہے..... عمران نے کہا۔

”ہاں، کیوں نہیں۔ میں اسے فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ وہ آپ  
سے مکمل تعاون کرے گا۔ اس کا نام شو اجو ہے۔ میں آپ کو اس کا نمبر

رہے گا..... بلیک زیرو نے کہا۔  
”کچھ نہ کچھ تو معلوم ہوگا۔ اس کو مزید محنت کر کے آگے بھی تو  
بڑھایا جاسکتا ہے..... عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں  
سر ہلادیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر اٹھا کر سامنے رکھا اور پھر اس پر ٹائیگر کی  
فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا اور بار بار کال  
دینا شروع کر دی۔

”نہیں باس۔ ٹائیگر اینڈنگ یو۔ اور..... تھوڑی دیر بعد  
ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”کہاں ہو تم۔ اور..... عمران نے پوچھا۔

”ریڈ شائن کلب میں باس۔ اور..... دوسری طرف سے جواب

دیا گیا۔

”میں کسی بھی وقت ایک مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر جا  
سکتا ہوں۔ اس مشن میں میرے ساتھ تم، جوزف اور جو انا ہوں گے۔  
اس لئے تم تیاری کی حالت میں رہنا۔ اور..... عمران نے کہا۔  
”کیا یہ کوئی غیر سرکاری مشن ہے باس۔ اور..... ٹائیگر نے

کہا۔

”ہاں۔ اور اینڈ آل..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے

اس نے اسے ایک طرف رکھ دیا۔

”ٹائیگر واقعی بے حد ذہین ہے۔ نیم کے افراد کے نام سنتے ہی وہ  
سمجھ گیا کہ یہ غیر سرکاری مشن ہی ہو سکتا ہے..... بلیک زیرو نے

سے کہا گیا۔

”کیا یہ سیٹلائٹ کال تھی؟..... عمران نے پوچھا۔

”یس سر۔ لیکن یہ نامعلوم سیٹلائٹ تھا۔ اس لئے مزید کچھ معلوم

نہیں ہو سکا“..... شواجو نے جواب دیا۔

”آپ کے آلات نے یہ تو چیک کیا ہوگا کہ یہ کال کس سمت سے

اور کتنے فاصلے سے ہو رہی ہے اور کس میگا مرکز سے نشر ہو رہی ہے۔“

عمران نے کہا۔

”اوہ جی ہاں۔ آپ تو اس بارے میں کافی کچھ جانتے ہیں۔“ دوسری

طرف سے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”آپ یہ تمام تکنیکی معلومات مجھے بتا دیں جو آپ کے آلات نے

نوٹ کی ہیں؟..... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں فائل منگواتا ہوں۔“..... دوسری طرف سے کہا

گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں؟..... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد

شواجو کی آواز سنائی دی۔

”یس۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”نوٹ کر لیجئے۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس۔ کر لیئے نوٹ۔“..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے

شواجو نے رک رک کر باقاعدہ لکھوانا شروع کر دیا اور عمران نے بال

پوائنٹ سے پیڈ پر لکھنا شروع کر دیا۔ آخر میں عمران نے چند سوالات

بتا دیتا ہوں۔ آپ اسے پندرہ منٹ بعد اس نمبر پر کال کر لیں۔“ موبو

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شواجو کا فون نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ شکریہ۔“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”میری بات درست ثابت ہوئی؟..... بلیک زبرد نے کہا۔

”ہاں، مجھے بھی پہلے سے احساس تھا کہ ایسا ہی جواب ملے گا۔“

عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر پندرہ منٹ بعد اس نے رسیور

اٹھانے سے پہلے میز پر بڑا ہوا پیڈ اٹھا کر سامنے رکھا اور ساتھ ہی ایک

بال پوائنٹ کھول کر رکھ لیا۔ اس کے بعد اس نے رسیور اٹھا کر نمبر

پر فیس کرنے شروع کر دیئے۔

”شواجو بول رہا ہوں۔“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مروانہ آواز

سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ موبو نے ابھی میرے بارے میں بات

کی ہوگی؟..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ فرمائیے آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں؟..... دوسری

طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ڈاکٹر چیانگ کو آنے والی فارن کال کے سلسلے میں

معلومات چاہئیں؟..... عمران نے کہا۔

”میں نے پہلے بھی جناب موبو کو بتایا ہے کہ ہمیں حکومت

طرف سے بھی اس کی مکمل چیکنگ کے احکامات ملے ہیں اور ہم

چیکنگ بھی کی لیکن کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا۔“..... دوسری

جان وکٹر ایکریمیا کی ایک سرکاری لیکن انتہائی خفیہ اور حساس  
 مہجیسی کا چیف تھا۔ یہ مہجیسی براہ راست وزارت دفاع کے تحت تھی  
 اور اسے کوڈ میں بلیک شیڈ کہا جاتا تھا۔ اس مہجیسی کے تحت مہجیسیوں  
 کا جال تقریباً پوری دنیا میں پھیلا ہوا تھا۔ اس کا کام صرف معلومات  
 حاصل کرنا تھا۔ ایسی معلومات جن سے ایکریمیا کے دفاع کو کسی  
 طرح بھی نقصان پہنچ سکے۔ ایسی معلومات کے بارے میں وہ سیکرٹری  
 دفاع سر رابنس کو رپورٹ کرتا تھا۔ شوگر ان میں اس کے مہجیسیوں  
 نے اسے جب ڈاکٹر چیانگ کے فارمولے کے بارے میں بتایا تو وہ  
 چونک پڑا تھا کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے زمین سے خلا میں کسی  
 بیلسٹک میزائل کے ذریعے کسی سیٹلائٹ کو تباہ کر دینا انتہائی اہم  
 بات تھی۔ اسے معلوم تھا کہ خلا میں جہاں بے شمار تجارتی اور  
 مواصلاتی سیٹلائٹ کام کر رہے ہیں وہاں ایکریمیا کے ایسے سیٹلائٹ

کئے اور پھر شواجو کا شکریہ ادا کر کے اس نے رسیور رکھ دیا۔  
 ”واقعی انتہائی جدید ترین آلات استعمال کئے جا رہے ہیں اور  
 بہر حال کوشش کرنا فرض ہے۔ میں لائبریری پر اس پر کام کرنے جا رہا  
 ہوں.....“ عمران نے کہا اور پیڈالٹھا کر تیز قدم اٹھاتا ہوا لیبارٹری  
 کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

بھی موجود ہیں جو اہتائی خفیہ ہیں اور ان کا کام دفاعی نوعیت کی معلومات حاصل کرنا ہے اور ایسے سیٹلائٹ بھی ہیں جن کی مدد سے اکیرمیا ایسے ممالک کی دفاعی تیاریوں کے بارے میں بھی واقف ہوتا رہتا ہے جو اس کے دشمن تھے۔ کئی بار ایسے خفیہ سیٹلائٹ کی معلومات کی بناء پر اکیرمیا ایسے ممالک پر قبضہ کر لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اکیرمیا کے سائنسدان خود بھی اس ٹائپ کے فارمولے پر کام کر رہے ہیں جن کی مدد سے دوسرے ممالک کے سیٹلائٹ کو خلا میں تباہ کیا جاسکتا ہے لیکن ابھی تک اکیرمیا کے سائنسدانوں کو اس میں خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن ڈاکٹر چیانگ کے فارمولے کے بارے میں بتایا گیا تھا کہ وہ نوے فیصد کامیاب ہو چکا ہے اور اب صرف دس فیصد مزید کامیابی کے بعد حکومت شوگران ایسے بیلٹک میزائل بھاری تعداد میں تیار کر کے پوری دنیا کے سیٹلائٹس کو آسانی سے نشانہ بنا سکتی ہے۔ سہتاچہ اس نے یہ رپورٹ سر رابنس تک پہنچادی اور پھر اس کی توقع کے عین مطابق حکومت اکیرمیا نے اس کا فوری نوٹس لیا اور پھر ایک اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں یہ طے ہوا کہ اس فارمولے کو کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے۔ حکومت اکیرمیا از خود اپنے ایجنٹوں کے ذریعے یہ کام نہیں کرانا چاہتی تھی کیونکہ اس طرح شوگران اور اکیرمیا کے درمیان ایک ختم نہ ہونے والی رسہ کشی شروع ہو جاتی جس سے اکیرمیا کو بھاری نقصان بھی اٹھانا پڑ سکتا تھا۔ اس لئے یہ طے ہوا کہ کسی ایسی

پارٹی کو آگے لایا جائے جس کا کوئی تعلق اکیرمیا سے نہ ہو اور وہ اس قدر طاقتور بھی ہو کہ شوگران کے ایجنٹ اس کے خلاف کوئی کامیابی حاصل نہ کر سکیں۔ سہتاچہ جان وکٹر کے کہنے پر سانگر کو اس ٹائپ کے لئے منتخب کیا گیا۔ سانگر نام کی مافیا کو وجود میں آئے صرف چند سال ہی ہوئے تھے لیکن اس نے اپنی کارکردگی سے پوری دنیا کے منشیات کے سمگروں پر کنٹرول حاصل کر لیا تھا۔ اس مافیا کا انچارج گریٹ مین نامی آدمی تھا جو جان وکٹر کا گہرا دوست رہا تھا۔ لیکن اب جان وکٹر خود بھی نہ جانتا تھا کہ اس مافیا کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور گریٹ مین خود کہاں موجود ہوتا ہے۔ اس مافیائے پوری دنیا کے سمندروں پر کنٹرول کر رکھا تھا اور اس کی مرضی کے بغیر دنیا بھر میں منشیات تعداد میں منشیات کی سمگلنگ ہو ہی نہ سکتی تھی۔ یہ مافیا خود منشیات سمگلنگ نہ کرتی تھی بلکہ تمام دنیا کی سمگلنگ پارٹیوں اور مافیاز سے حصہ وصول کرتی تھی اور انہیں تحفظ دیتی تھی۔ اور اگر کوئی اس کی مرضی کے خلاف کام کرے تو اسے حقیقتاً نیست و نابود کر دیا جاتا تھا۔ اس مافیا کا سب سے اہم کام اہتائی جدید ترین آلات کا استعمال تھا۔ ایسے آلات کہ کوئی اس مافیا کے ہیڈ کوارٹر تک بھی نہ پہنچ سکتا تھا اور پوری دنیا میں مخبری کرنے والی تنظیموں اور گروپوں کو بھی یہ مافیا مسلسل چیک کرتا رہتا تھا۔ اگر اس کے خلاف کوئی معلومات مہیا کی جاتی تھیں تو اس مہجسی یا گروپ کا قلع قمع اہتائی بے دردی سے کر دیا جاتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ یہ مافیا اور اس کا

ہیڈ کوارٹر خفیہ تھا۔ صرف دو نام لوگ جانتے تھے۔ ایک مافیا کا نام سانگر اور دوسرا اس کے چیف کا نام گریٹ مین اور بس۔

چنانچہ جان وکٹر نے جب اعلیٰ حکومتی میننگ میں سانگر کا نام پیش کیا تو تھوڑی سی رد و قدح کے بعد اسے منظور کر لیا گیا اور یہ کام بلیک شیڈ کے ذمے لگایا گیا کہ وہ گریٹ مین کو اس کام کے لئے کہے اور اس سے رابطہ رکھے۔ چنانچہ جان وکٹر نے گریٹ مین سے رابطہ کیا اور پھر بھاری معاوضے اور حکومتی سرپرستی کے وعدوں کی بنا پر گریٹ مین اس کام پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے لئے جو طریقہ کار اختیار کیا گیا وہ بھی جان وکٹر نے ہی تجویز کیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اگر براہ راست ڈاکٹر چیانگ پر ہاتھ ڈالا گیا تو شوکران اور اس کے حمایتی ممالک کے بدبختی ان کے خلاف حرکت میں آجائیں گے۔ چنانچہ ڈاکٹر چیانگ کو بلیک میل کر کے یہ فارمولا حاصل کرنے کا پلان بنایا گیا۔ ڈاکٹر چیانگ کا ایک بیٹا شوکانی تھا اور ایک بیٹی شوکانی تھی۔ شوکانی شوکران کی ایک یونیورسٹی میں پڑھتا تھا جبکہ بیٹی یونیورسٹی میں پڑھتی تھی۔ جان وکٹر جانتا تھا کہ شوکرانی بھی باقی ایشیائیوں کی طرح اکلوتے لڑکے اور لڑکی کے اغوا پر انتہائی شدید رد عمل کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے اس نے پہلے ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے شوکانی کو اغوا کرنے کا پلان بنایا اور سانگر نے یہ کام انتہائی آسانی سے کر لیا اور اس طرح ڈاکٹر چیانگ کو بلیک میل کیا گیا۔ اب ڈاکٹر چیانگ نے فارمولا ترتیب دینے اور ایڈجسٹ کرنے کے لئے دس روز کی مہلت مانگی تھی اور جان وکٹر

مطمئن تھا کہ وہ لازماً اپنے مقصد میں کامیاب ہو جائیں گے لیکن پھر اسے ایک ایسی اطلاع ملی جس نے اسے چونکا دیا تھا کہ ڈاکٹر چیانگ کا پاکیشیا میں کوئی دوست سائنسدان سردار ہے۔ ڈاکٹر چیانگ اور سردار کے درمیان اس معاملے میں بات ہوئی ہے اور پھر سردار نے پاکیشیا کے خطرناک بدبخت عمران سے بھی ملاقات کی ہے۔ چنانچہ اس نے گریٹ مین کو اس خطرے سے آگاہ کر دیا لیکن گریٹ مین نے جو رد عمل ظاہر کیا تھا اس سے جان وکٹر سمجھ گیا کہ اسے عمران کے خطرے کا سرے سے ادراک ہی نہیں ہے۔ لیکن ظاہر ہے وہ صرف اسے احتیاط کرنے کا ہی کہہ سکتا تھا لیکن اسے مسلسل یہ احساس ہو رہا تھا کہ اگر عمران سانگر کے خلاف حرکت میں آگیا تو وہ لازماً اس کے لئے خطرہ بن سکتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی اسے اس بات سے تسلی ہو جاتی تھی کہ آج تک پوری دنیا سانگر کا ہیڈ کوارٹر معلوم نہیں کر سکی تو عمران کو صرف دس دن میں کیسے معلوم ہو سکتا ہے اور وہ کیسے اسے تباہ کر سکتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ احساس ہچھوکی طرح اسے مسلسل ڈنک مار رہا تھا۔ اس نے بلیک شیڈ میں آنے سے پہلے اکیرمیا کی ٹاپ سیکرٹ ڈیپنسیوں میں کام کیا تھا۔ اس لئے وہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی کارکردگی سے بخوبی واقف تھا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی باتیں سوچ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی سترنم گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”ہیس..... جان وکٹر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے



کہا۔  
 "ولنگٹن سے سمجھ آپ سے بات کرنا چاہتا ہے۔"..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔  
 "کراؤ بات۔"..... جان وکٹر نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سمجھ اسے کوئی خصوصی رپورٹ دینا چاہتا ہے۔ کیونکہ ولنگٹن میں بلیک شیڈو کے ایجنٹوں اور خبروں کا انچارج سمجھ ہی تھا۔  
 "ہیلو باس۔ میں سمجھ بول رہا ہوں ولنگٹن سے۔"..... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یس، کیوں کال کی ہے؟"..... جان وکٹر نے کہا۔  
 "باس مجھے مصدقہ اطلاع ملی ہے کہ گارشین کلب کے فریڈ کو پاکیشیا سے علی عمران نے کال کی ہے اور اس سے سانگر اور گریٹ مین کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن فریڈ نے اسے صاف جواب دے دیا۔ عمران نے اس سے پوچھنے کی بے حد کوشش کی لیکن فریڈ نے اسے کوئی اشارہ بھی نہیں دیا اور فون بند کر دیا۔"..... سمجھ نے کہا تو جان وکٹر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا فریڈ اس بارے میں کچھ جانتا ہے؟"..... جان وکٹر نے پوچھا۔  
 "یس باس۔ اس نے اس عمران سے بھی یہی کہا ہے کہ وہ جانتا ہے لیکن بتا نہیں سکتا۔ ویسے بھی اس کا سپیشل فیلڈ ہی مافیاز کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اسے آگے فروخت کرنا ہے۔ مافیاز کے لوگ ایک دوسرے کے خلاف معلومات حاصل کرنے کے لئے

س کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔"..... سمجھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اس فریڈ کو اغوا کر کے ہر صورت میں اس سے معلوم کرو کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے۔ بعد میں اسے ہلاک کر دینا۔ کیونکہ عمران آسانی سے اس کا پیچھا نہیں چھوڑے گا یا وہ کوئی دوسرا طریقہ استعمال کرے گا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ جہاں بھی سانگر کا ہیڈ کوارٹر ہو۔ وہاں ہم بھی ایک حفاظتی شیلڈ قائم کر دیں تاکہ اگر عمران وہاں پہنچے بھی ہوں تو وہ سانگر تک پہنچنے سے پہلے ہمارے آدمیوں کے ہاتھوں ختم ہو جائے۔"..... جان وکٹر نے کہا۔

"یس باس۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "جیسے ہی یہ معلومات ملیں۔ تم نے مجھے فوراً آگاہ کرنا ہے۔" جان وکٹر نے کہا۔

"یس باس۔"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جان وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔

"وہی ہوا جس کا مجھے ڈر تھا۔ عمران اس معاملے میں حرکت میں آ گیا ہے۔ اب اس کا راستہ ہمیں روکنا ہوگا۔ سانگر اس قابل نہیں ہے کہ سیکرٹ ایجنٹوں کا مقابلہ کر سکے۔ یہ لوگ منشیات کے سمگروں پر تو قابو پاسکتے ہیں تربیت یافتہ خطرناک ایجنٹوں پر نہیں۔"..... جان وکٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر وہ اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کئی گھنٹوں بعد اسے سمجھ کی کال آئی۔

”یس۔ کیا معلوم ہوا ہے سمٹھ..... جان وکٹر نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ فریڈ نے بتایا ہے کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر جنوبی اکیرمیا کے قریب ایک بڑے لیکن ویران جریرے پر ہے۔ یہ جریرہ خاصا وسیع ہے اور سرکاری طور پر اس جریرے کا نام پاساڈینا ہے۔ لیکن اسے عرف عام میں واجل آئی لینڈ کہا جاتا ہے۔ اس پورے جریرے پر اتہائی گھنا اور خطرناک جنگل ہے۔ زمین ولدلی ہے کیونکہ یہاں بارشیں کثرت سے ہوتی ہیں۔ جنگل میں قدیم دور کا ایک قبیلہ رہتا چلا آ رہا ہے جس کا نام ڈینا قبیلہ ہے۔ یہ قبیلہ جدید دور سے بہت پیچھے ہے۔ یہ قبائلی اتہائی خونخوار اور خطرناک لوگ ہیں جو اس جریرے پر کسی اجنبی کا وجود برداشت نہیں کرتے۔ اس جریرے کے اندر قدرتی طور پر ایک چھوٹی پہاڑی ہے۔ اس پہاڑی کے نیچے سانگر نے اپنا ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا ہے لیکن اس ہیڈ کوارٹر میں صرف جدید ترین آلات نصب ہیں اور گریٹ مین اس ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر پوری دنیا میں پھیلے ہوئے اپنے نیٹ ورک کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ قبیلہ اس کو دیوتا تسلیم کرتا ہے اور اس کے احکامات پر بے چوں و چرا عمل کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ آپریشنل ہیڈ کوارٹر ہے..... سمٹھ نے اسے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”فریڈ زندہ ہے یا مر چکا ہے..... جان وکٹر نے پوچھا۔  
”ابھی زندہ ہے باس..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس سے پوچھو کہ وہ اس ہیڈ کوارٹر کا دورہ کر چکا ہے یا نہیں اور کیا جہاں ایسی جگہ ہے جہاں کسی کو اغوا کر کے رکھا جاسکے۔“ جان وکٹر نے کہا۔

”یس سر۔ میں نے پوچھا ہے اس نے بتایا ہے کہ وہ صرف ایک بار وہاں گیا تھا کیونکہ گریٹ مین اس کا رشتہ وار ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا ہے کہ گریٹ مین اپنے علاوہ اور کسی اجنبی کو اس جریرے پر نہیں رکھتا۔ اس کے لئے ساتھ ہی ایک دوسرا جریرہ ہے جو اس جریرے سے چھوٹا ہے۔ وہاں بھی گھنے جنگلات ہیں۔ اس کے نیچے اڈے بنے ہوئے ہیں اور وہاں سانگر کے اتہائی تربیت یافتہ افراد رہتے ہیں۔ اس دوسرے جریرے کا نام راتھ آئی لینڈ ہے۔ بظاہر یہ خالی اور ویران جریرہ ہے..... سمٹھ نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جنوبی اکیرمیا کے کس علاقے سے ان جریروں پر پہنچا جاسکتا ہے..... جان وکٹر نے پوچھا۔  
”باس۔ جنوبی اکیرمیا کی مشہور بندرگاہ لو پاک سے ان جریروں کا فاصلہ تین سو ناٹ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان دونوں جریروں کے قریب سے کوئی سمندری راستہ نہیں گزرتا۔ اس لئے یہ دونوں جریرے تقریباً نظر انداز کر دیئے گئے ہیں۔ چارٹرڈ لانچ کے ذریعے وہاں پہنچا جاسکتا ہے اور بس۔ لیکن فریڈ نے بتایا ہے کہ ان جریروں پر ایسے آلات و رختوں پر نصب ہیں کہ کسی بھی لانچ کو تو کیا کسی بڑے جنگی بحری جہاز کو بھی ایک لمحے میں تباہ کیا جاسکتا ہے۔“ سمٹھ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر ہمیں اس بندرگاہ پر اپنے آدمی رکھنے ہوں گے۔  
اوکے..... جان وکٹر نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ایک بٹن  
پریس کر کے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے  
شروع کر دیئے۔

”یس۔ بلیک سن کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی  
آواز سنائی دی۔

”اسکاٹ سے بات کراؤ۔ میں جان وکٹر بات کر رہا ہوں۔“ جان  
وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”سوری۔ وہ موجود نہیں ہیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ ریڈ ایرو میں موجود ہوگا۔ وہاں اس سے رابطہ کراؤ۔“ جان  
وکٹر نے کہا۔

”اوہ، یس سر۔ ہولڈ کریں سر۔..... دوسری طرف سے بولنے والی  
کا لہجہ یکجہت انتہائی مؤدبانہ ہو گیا تھا اور جان وکٹر بے اختیار مسکرا  
دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ریڈ ایرو مخصوص کوڈ ہے۔ اسکاٹ  
ایکریمیا کی ایک ایسی بجنسی کا چیف تھا جس کا تعلق بحریہ سے تھا۔  
اس کی بجنسی سمندروں اور بندرگاہوں پر ایکریمیا کے دشمن بجنسوں  
کا قلع قمع کرنے پر تعینات تھی۔ اس لئے اس بجنسی کا نام ڈسپ سی  
تھا۔ اسکاٹ جان وکٹر کا بڑا گہرا دوست تھا اور وہ دونوں اکثر اکٹھے  
تفریحات کرتے رہتے تھے۔ اسکاٹ بھی اس کی طرح ایکریمیا کی کئی  
فیلڈ بجنسیوں میں کام کر چکا تھا اور اب اسے ڈسپ سی کا چیف بنا دیا

یہ تھا۔

”اسکاٹ بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد اسکاٹ کی مخصوص  
تذکرہ زدہ سی آواز سنائی دی۔

”جان وکٹر بول رہا ہوں۔..... جان وکٹر نے کہا۔

”اوہ تم، خیریت۔ آفس ٹائم میں کال کی ہے تم نے۔“ دوسری  
حرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”سرکاری اور قومی کام تو آفس ٹائم میں ہی کیا جاسکتا ہے۔“ جان  
وکٹر نے کہا۔

”اچھا، بتاؤ ایسا کیا کام ہے جس کے لئے تم پریشان نظر آ رہے  
ہو۔..... اسکاٹ نے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے بجنٹ عمران کو  
جینتے ہو۔..... جان وکٹر نے کہا۔

”ہاں۔ بہت اچھی طرح جانتا ہوں لیکن جہاں اس سے کیا تعلق  
ہو گیا ہے۔..... اسکاٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تعلق بنا تو نہیں لیکن خدشہ ہے کہ بن سکتا ہے۔ اس لئے حفظ  
بقلم کے طور پر تمہیں کال کیا ہے۔..... جان وکٹر نے جواب دیا۔

”کیا مطلب۔ کھل کر بات کرو۔..... اسکاٹ نے کہا۔

”پہلے یہ بتاؤ کہ سانگر مافیا اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں  
کچھ جینتے ہو تم۔..... جان وکٹر نے کہا۔

”ارے نہیں۔ میری بجنسی کا مجرموں یا سمگلروں سے کوئی تعلق

جو جی سے معلوم کیا تو اس نے بتایا کہ سانگر کا ہیڈ کو ارٹر جنوبی اکیمریمیا  
کی بندرگاہ لو پاک سے تین سو ناٹ کے فاصلے پر واقع دو غیر آباد ویران  
جزیروں پر ہے۔ جن میں سے ایک کا نام واجل ہے اور دوسرے کا نام  
رائت ہے۔..... جان وکٹر نے کہا۔

”اس نے جھوٹ بولا ہے۔ میں نے دونوں جزیروں کی چیکنگ  
کرائی ہوئی ہے۔ ان دونوں جزیروں پر گھنے جنگلات ہیں۔ زمین دلدلی  
ہے، جنگل انتہائی گھنے اور خطرناک ہیں۔ وہاں ایک قدیم دور کا قبیلہ  
بھی رہتا ہے اور یہی صورت دوسرے جزیرے کی بھی ہے۔“ اسکاٹ  
نے فوراً ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا لیکن ہمیں بہر حال دس روز کے لئے  
انتہائی محتاط رہنا ہوگا۔ اول تو اس عمران کو سانگر کے ہیڈ کو ارٹر کا  
سرے سے علم ہو ہی نہیں سکے گا اور اگر ہو بھی جائے تب بھی وہ اس  
غواشدہ نوجوان کو چھڑوانے کے لئے ان جزیروں پر ہی آئے گا اور اس  
کے لئے اسے لامحالہ لو پاک بندرگاہ سے کوئی لانچ وغیرہ حاصل کرنا  
ہوگی۔ تم نے صرف دس روز کے لئے وہاں انتہائی سخت نگرانی کرانی  
ہے۔ اگر عمران یا اس کے ساتھی وہاں آئیں تو تم نے ان کا خاتمہ کر  
دینا ہے اور اگر نہ آئیں تو تب بھی تم نے مجھے اطلاع دینی ہے۔“ جان  
وکٹر نے کہا۔

”کیا وہ اصل چہروں میں آئیں گے؟..... اسکاٹ نے پوچھا۔  
”نہیں۔ وہ لازماً میک اپ میں ہوں۔ لیکن ان کے ذہن میں یہ

نہیں ہے۔ ہمارا کام صرف بحریہ سے تعلق رکھنے والے دشمن سرکاری  
ہجمنوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہوتا ہے۔..... اسکاٹ نے  
جواب دیا۔

”جنوبی اکیمریمیا کی مشہور بندرگاہ لو پاک پر تمہارا نیٹ ورک  
موجود ہے یا نہیں؟..... جان وکٹر نے پوچھا۔  
”ہاں۔ اچھا خاصا نیٹ ورک ہے کیونکہ وہاں بے حد آمدورفت  
رہتی ہے۔ تم صرف مواصلات ہی کئے جاؤ گے یا تفصیل بھی بتاؤ گے۔“  
اسکاٹ نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ ٹاپ سیکرٹ معاملہ ہے۔ اس لئے تمہیں مختصر طور پر بتا دیتا  
ہوں کہ حکومت اکیمریمیا نے شوگر ان کے ایک سائنسدان سے دفاعی  
نوعیت کا اہم فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایک مجرم تنظیم سانگر کو  
آگے بڑھایا ہے۔ اس سائنسدان کے نوجوان لڑکے کو اغوا کر کے  
سانگر نے کہیں قید کر دیا ہے اور اس شوگرانی سائنسدان سے کہا ہے  
کہ اگر وہ فارمولا دے دے گا تو اس کا بیٹا زندہ سلامت مل جائے گا  
ورنہ اسے ہلاک کر کے پھر اس سائنسدان کی بیٹی کو اغوا کر لیا جائے گا  
اور سائنسدان مان گیا ہے اور اس نے دس روز کی مہلت طلب کی ہے  
تاکہ فارمولے کو سمیٹ کر ایڈجسٹ کر سکے لیکن یہ اطلاع ملی ہے کہ  
پاکیشیائی ہجمن عمران اس معاملے میں دلچسپی لے رہا ہے اور اس نے  
ایک آدمی سے سانگر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی  
کوشش کی ہے۔ لیکن اس آدمی نے کچھ نہیں بتایا البتہ ہم نے اس

نہیں ہوگا کہ ان کا مقابلہ کسی تربیت یافتہ مجنسی سے ہو سکتا ہے۔  
اس لئے وہ اس قدر محتاط نہیں ہوں گے جس قدر وہ ہو سکتے ہیں۔  
جان وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں بندرگاہ پر انتہائی رش رہتا ہے۔ تقریباً ساری دنیا کے لوگ  
یہاں آتے جاتے رہتے ہیں کیونکہ یہاں دنیا کے خوبصورت ترین جزائر  
ہیں۔ جہاں سارا سال دنیا بھر سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ اگر تم  
کسی طرح پاکیشیا میں اس عمران کی نگرانی کراؤ اور ان کی یہاں آمد  
کے بارے میں پیشگی علم ہو جائے تو پھر آسانی سے سارا کام ہو سکے  
گا۔“ اسکاٹ نے کہا۔

”میں کوشش کروں گا کہ ایسا ہو جائے لیکن اگر کسی وجہ سے  
ایسا نہ ہو سکا تو تم نے الرٹ رہنا ہے۔ صرف دس یوم کی بات ہے  
ورنہ اکیرمیا کے مفاہات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ جائے گا۔“ جان  
وکٹر نے کہا۔

”تم بے فکر رہو۔ میں وہاں اپنے تمام آدمیوں کو اس بارے میں  
ریڈ الرٹ کر دیتا ہوں۔“ اسکاٹ نے کہا۔  
”اوکے، تھینک یو۔ کوئی بات ہو تو مجھے فون کر دینا۔“ جان  
وکٹر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”اوکے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ  
ختم ہو گیا تو جان وکٹر نے بھی اطمینان بھرے انداز میں ”ٹیک طویل  
سافس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔“

عمران جب لاہری سے واپس آیا تو اس کے چہرے پر ہلکی سی  
تھکاوٹ کے آثار نمایاں تھے۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ کوئی کامیابی ہوئی ہے۔“..... بلیک زیرو  
نے احتراماً اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ یہ کال ایک خفیہ اسرائیلی  
سیٹلائٹ کے ذریعے کی گئی ہے۔ اسرائیلی حکومت کا سرکاری  
سیٹلائٹ نہیں ہے بلکہ اسرائیلی۔ یہودیوں کا خفیہ سیٹلائٹ ہے اور  
شاید اس سانگر کا تعلق بھی۔ یہودیوں سے ہے۔ اس لئے اسے اس  
سیٹلائٹ سے رابطہ کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے شوگرانی اسے ٹریس  
نہیں کر سکے۔“..... عمران نے کہا۔

”تو کیا سانگر کا ہیڈ کوارٹر اسرائیل میں ہے۔“..... بلیک زیرو نے  
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں۔ جہاں تک میں نے معلوم کیا ہے یہ کال جنوبی افریقا سے مشرق کی طرف تین سو ناٹ کے فاصلے سے کی گئی ہے اور وہاں ایک ویران جزیرہ ہے جس کا اصل نام تو کچھ اور ہے البتہ اسے راجل آئی لینڈ کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جزیرہ اتہائی دلدلی، گھنے اور خطرناک جنگلات پر مبنی ہے اور اس جزیرے پر قدیم دور سے ایک قبیلہ جو ابھی تک نیم وحشی ہے اور جسے ڈینا کہا جاتا ہے، رہتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ایک دوسرا اس سے چھوٹا مگر غیر آباد جزیرہ ہے جسے راتھ آئی لینڈ کہتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

"لیکن ان جزیروں پر اس سانگر کا ہیڈ کوارٹر کیسے ہو سکتا ہے۔ دلدلی زمین میں تو انڈر گراؤنڈ عمارتیں بھی نہیں بن سکتیں۔" بلیک زیرو نے کہا۔

"ابھی تو صرف حساب کتاب کی بات ہے۔ اب پہلے تصدیق کرنا پڑے گی۔..... عمران نے کہا۔

"وہ کیسے۔..... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"فریڈ سے بات کرتے ہیں۔ اس کے سامنے جب ان جزیروں کی بات ہوگی تو اس کا رد عمل بتا دے گا کہ اندازہ درست ہے یا نہیں۔" عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے ریسورٹ اٹھایا اور نمبر ریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گار شین کلب۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فریڈ سے بات کراؤ۔" عمران نے کہا۔

"سوری سر۔ باس فریڈ کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بیٹے بروک سے بات کر لیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیرو بھی بے اختیار چونک پڑا۔

"ہیلو، میں بروک بول رہا ہوں۔..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ فریڈ میرا گہرا دوست تھا۔ مجھے یہ سن کر بے حد افسوس ہوا ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے۔..... عمران نے کہا۔

"آپ کا شکریہ جتاب۔..... دوسری طرف سے قدرے غمزہ لہجے میں کہا گیا۔

"ہوا کیا ہے۔ کوئی لڑائی وغیرہ ہوئی ہے۔..... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ڈیڈی کو جبراً ان کے آفس سے اغوا کیا گیا اور پھر ان کی لاش ایک ہائی وے پر پڑی ملی ہے۔ ان پر اتہائی ہیمانہ انداز میں تشدد کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا تھا جیسے تشدد کرنے والے ڈیڈی سے کوئی معلومات زبردستی حاصل کرنا چاہتے تھے۔..... بروک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ان کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے کہ وہ کس ٹائپ کی معلومات لینا چاہتے تھے۔..... عمران نے کہا۔

”صرف ایسا معلوم ہو سکا ہے کہ اس میں ایک سرکاری بجنسی بلیک شیڈ کے آدمی شامل تھے لیکن ظاہر ہے ہم تو کسی سرکاری بجنسی سے نہیں لڑ سکتے۔ اس لئے خاموش ہو گئے ہیں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ بہر حال مجھے فریڈ کی موت پر اتہائی افسوس ہوا ہے۔“ گڈ بائی..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ میں نے فریڈ کو جو فون کال کی تھی وہ ٹریس ہو گئی ہے۔“ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ نے تو معلومات سانگر کے بارے میں پوچھی تھی۔“ سانگر کا اس بلیک شیڈ سے کیا تعلق..... بلیک زیرو نے کہا۔

”میرا خیال ہے سانگر کو آگے کیا گیا ہے۔ اس کے پیچھے اصل بجنسی بلیک شیڈ وہی ہے کیونکہ بلیک شیڈ دفاعی معاملات کے لئے کام کرتی ہے اور اس فارمولے کا تعلق بھی دفاع سے ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تو پھر براہ راست بلیک شیڈ بھی تو کام کر سکتی تھی۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ایکریمیا شوگران کے مقابلے پر براہ راست نہ آنا چاہتا ہوگا۔“ بہر حال اس بات کی بھی تصدیق کی جاسکتی ہے۔ تم وہ سرخ ڈائری مجھے دو..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی نچلی دراز سے سرخ جلد والی ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھادی۔ عمران نے اسے کھولا اور

غیرس کی ورق گردانی میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر تک ایک صفحے کو خور سے دیکھنے کے بعد اس نے ڈائری بند کر کے واپس میز پر رکھی۔

”پھر رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔“ مارشل کلب..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

”مارشل سے بات کرو۔“ میں پاکیشیا ہے علی عمران بول رہا ہوں..... عمران نے سردی میں کہا۔

”ہولڈ کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔“

”ہیلو۔ مارشل بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔“

”علی عمران بول رہا ہوں پاکیشیا سے..... عمران نے کہا۔“

”ہیں۔ فرمائیے کیا خدمت کر سکتا ہوں..... دوسری طرف سے سنجیدہ لہجے میں کہا گیا۔“

”ایک مافیا ہے جس کا نام سانگر ہے اور اس کے چیف کا نام گریت مین ہے۔ کیا تم جانتے ہو اس بارے میں..... عمران نے کہا۔“

”ہاں۔ لیکن صرف ایسا کہ وہ اس وقت پوری دنیا کی منشیات سمگلنگ پر چھایا ہوا ہے۔ پوری دنیا کے ایسے تمام مافیا جو منشیات کی سمگلنگ میں ملوث ہیں اس کے تحت آچکے ہیں لیکن وہ خود یہ کام نہیں



کرتا۔ صرف حصہ وصول کرتا ہے اور بس..... مارشل نے جواب دیا۔

”اس کا ہیڈ کو آرٹر کہاں ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
 ”سوری۔ آج تک باوجود کوشش کے کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ صرف اس کا نام چلتا ہے اور بس“..... مارشل نے جواب دیا۔  
 ”ایکریمنٹ“ بجسی بلیک شیڈ میں جہاز کوئی آدمی ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”ہاں ہے“..... مارشل نے جواب دیا۔  
 ”معاوضہ اپنی مرضی سے لینا لیکن کام میری مرضی کا کرو۔“ عمران نے کہا۔

”کام بتاؤ۔ مجھے معلوم ہے کہ تم معاوضہ دینے میں انتہائی فراخ دل ہو“..... مارشل نے کہا۔

”شوگران کے ایک سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کو سانگر کا چیف گریٹ مین بلیک میل کر رہا ہے تاکہ اس سے انتہائی اہم سائنسی فارمولا حاصل کر سکے۔ میرا خیال ہے کہ اس کی پشت پر بلیک شیڈ ہے کیونکہ سانگر کا سائنسی فارمولوں سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ میں اس کی تصدیق چاہتا ہوں“..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ ڈالر معاوضہ ہوگا“..... مارشل نے جواب دیا۔  
 ”ٹھیک ہے۔ بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دو“..... عمران

نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتادی گئی جو حسب دستور سامنے پہنچے ہوئے بلیک زرو نے لکھ لی۔

”ایک گھنٹے بعد فون کرنا“..... مارشل نے کہا۔  
 ”کیا ایک گھنٹے میں کام ہو جائے گا“..... عمران نے حیرت بھرے جے میں کہا۔

”کام تو شاید دس منٹ میں ہو جائے۔ میں نے تو احتیاطاً ایک گھنٹہ کہا ہے۔ بلیک شیڈ کے چیف جان وکٹر کی پرسنل سیکرٹری میری لمبنت ہے“..... مارشل نے کہا۔  
 ”اوکے“..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کو ایک لاکھ ڈالر زنجبوا دوں“..... بلیک زرو نے کہا۔  
 ”ڈنگٹن میں لمبنت سے کہہ دو۔ وہ جھجھکے گا کیونکہ اس اکاؤنٹ میں رقم سرکاری نہیں ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”آپ کے پاس جتنا وقت کم ہے آپ اتنا ہی زیادہ وقت لے رہے ہیں“..... بلیک زرو نے فارن لمبنت کو فون کر کے اسے بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا کر ایک لاکھ ڈالر ز فوری ٹرانسفر کرنے کے احکامات دے کر رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

”اس لئے تو میں نارگٹ کی حتمی تصدیق چاہتا ہوں ورنہ وہاں جا کر بعد میں اگر معلوم ہوا کہ نارگٹ درست نہیں ہے تو پھر ہمارے پاس مزید دقت نہیں ہوگا“..... عمران نے جواب دیا اور بلیک زرو



نے اثبات میں سر ملادیا۔ پھر ایک گھنٹے بعد اس نے دوبارہ مارشل سے رابطہ کیا۔

”معاوضہ کیج گیا ہے مارشل..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ابھی چند لمحے پہلے مجھے بینک کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے۔ شکریہ..... مارشل نے مسرت بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا رپورٹ ہے..... عمران نے پوچھا۔

”تمہارا خیال درست ہے عمران۔ سانگر کو یہ کام جان دکھانے ہی سرکاری طور پر دلا گیا ہے اور شوگر انی سائنسدان کا بیٹا بھی سانگر کے قبضے میں ہے۔ لیکن کہاں ہے۔ یہ کسی کو معلوم نہیں ہے۔“ مارشل نے جواب دیا۔

”اور کوئی بات..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں، ایک اور بات بھی بتائی گئی ہے۔ جان دکھانے والنگٹن کے کسی فریڈ پر تشدد کر کے اس سے سانگر کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں۔ تفصیل کا تو علم نہیں ہو سکا البتہ اسٹا معلوم ہوا ہے کہ جنوبی اکیڈمیا کی مشہور بندرگاہ لوپاک سے تین سو ناٹ کے فاصلے پر دو غیر آباد جہرے ہیں۔ وہیں کہیں سانگر مافیا کا ہیڈ کوارٹر ہے اور جان دکھانے ایک اور مہنسی ڈسپ سی کے چیف اسکاٹ کو کہہ کر لوپاک بندرگاہ پر انتہائی سخت نگرانی کرانا شروع کر دی ہے۔ ڈسپ سی کے مہنٹ وہاں کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ

سمٹ کے کہنے پر جان دکھانے پانکیشیائی دارالحکومت میں بھی کسی کو جہرمی نگرانی پر لگا دیا ہے تاکہ تمہارے بارے میں وہ اسے اطلاعات دیتا رہے..... مارشل نے کہا۔

”گڈ شو مارشل۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ میں اکیڈمیا آیا تو تم سے براہ راست ملاقات کر کے بھی تمہارا شکریہ ادا کر دوں گا۔“ عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ تم نے بھی تو دل کھول کر معاوضہ دیا ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”بہر حال اپنا خیال رکھنا۔ ایسا نہ ہو کہ جان دکھانے یہ اطلاع پہنچادی جائے اور پھر تم بھی فریڈ کی طرح ہلاک ہو جاؤ..... عمران نے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ میں ان معاملات میں بے حد محتاط رہتا ہوں..... مارشل نے جواب دیا۔

”ادکے۔ گڈ بائی..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”مارشل نے سکرین پر چھائی ہوئی ساری دھند صاف کر دی ہے..... عمران نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فریڈ نے تو آپ کو کچھ بتانے سے انکار کر دیا تھا۔ پھر اسے کیوں ہلاک کیا گیا ہے..... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس کا یہ فقرہ کہ وہ جانتا ہے لیکن بتائے گا نہیں۔ اس کے لئے ہلاکت کا باعث بن گیا۔ یقیناً جان دکھانے کو بھی اس کا علم نہیں ہوگا۔

اس لئے اس نے فریڈ پر تشدد کر کے اس سے مظلوم کر لیا اور اسی بنا پر اس نے ڈسپ نسی بجنسی کو لو پاک بندرگاہ پر ہماری چیکنگ کے لئے لگا دیا۔ وہ تربیت یافتہ آدمی ہے اس لئے تربیت یافتہ انداز میں سوچے گا..... عمران نے کہا۔

”لیکن ان جہیزوں کے بارے میں آپ کو معلومات نہیں ہیں۔“  
بلیک زرو نے کہا۔

”جو زف اور جو انا میرے ساتھ ہیں۔ پھر ٹانگیر بھی ہے۔ پوری جنگل کی ہی ٹیم ہے۔“..... عمران نے کہا تو بلیک زرو بے اختیار ہنس پڑا۔

گرسٹ مین اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا اپنے روٹین کے کاموں میں مصروف تھا۔ اس کا یہ آفس راتھ جہیزے میں انڈر گراؤنڈ بنا ہوا تھا۔ یہ خاصا بڑا ایریا تھا جس میں اس کے ساتھ اس کے دس افراد بھی رہتے تھے۔ جن میں چار خوبصورت عورتیں بھی تھیں۔ اس ہیڈ کوارٹر میں ہر جگہ انتہائی جدید ترین آلات نصب تھے جن کی وجہ سے جہیزے کے چاروں طرف دور دور تک مسلسل اور چوبیس گھنٹے چیکنگ ہوتی رہتی تھی۔ ویسے چونکہ یہ سمندری راستہ نہ تھا اس لئے کبھی کبھی کوئی بھولا بھٹکا جہاز اس طرف آ نکلتا تھا تو اسے اندر سے ہی خصوصی مشینری کے ذریعے چیک کر لیا جاتا اور اگر کوئی خطرہ ہوتا تو لیزر بم کے ایک ہی فائر سے بڑے سے بڑا جہاز راکھ ہو جاتا تھا۔ راتھ جہیزہ چھوٹا تھا اور اس کے قریب دوسرا بڑا جہیزہ داخل تھا۔ داخل کے درمیان میں ایک پہاڑی کے نیچے بھی جہد خفیہ کرے بنے ہوئے تھے۔ لیکن ان

کمرؤں میں کوئی رہتا نہ تھا بلکہ وہاں بھی اہمائی جدید ترین آلات نصب تھے جن کی مانیٹرنگ مشینری بھی اس جریرے راتھ پر تھی۔ یہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام مشینری کا انچارج رابرٹ تھا البتہ ہیڈ کوارٹر میں اس کا نائب فریڈرک تھا اور جب گریٹ مین راتھ جریرے سے بیرونی دنیا جانا چاہتا تو اس کے پاس ہیڈ کوارٹر کے اندر ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس سے وہ بندرگاہ لو پاک میں واقع اپنی شاندار حویلی میں پہنچ جاتا اور پھر وہاں سے جہاں چاہتا تھا نکل جاتا تھا لیکن اس حویلی کی حد تک وہ گریٹ مین تھا۔ حویلی کے باہر اس کا نام بدل جاتا تھا۔ اس کا نام جارج باکرڈ تھا۔ وہ اپنے آپ کو جنوبی افریقہ کا لارڈ کہلاتا تھا۔ چونکہ دولت کی اسے کمی نہ تھی۔ جارج باکرڈ کے نام سے پوری دنیا کے بڑے بڑے بینکوں میں بھاری رقومات مسلسل جمع ہوتی رہتی تھی۔ اس لئے اسے دولت کی پرواہ نہ تھی۔ اس نے اب تک شادی نہ کی تھی کیونکہ اس کے نقطہ نظر سے شادی ایک پابندی ہے اور کسی قسم کی پابندی وہ برداشت ہی نہ کر سکتا تھا۔

داجل جریرے پر موجود نیم وحشی قبیلے کا سردار تاگوئی اس کا ماتحت تھا اور اس نے اس جریرے کی حفاظت کی تمام ذمہ داری سردار تاگوئی پر ڈال رکھی تھی۔ ویسے بھی اس جریرے میں ایسی کوئی بات نہ تھی کہ ادھر کوئی آتا لیکن اگر کوئی شامت کا مارا آ بھی نکلتا تو سردار تاگوئی اور اس کا قبیلہ اسے ہلاک کر دیتا تھا اور پھر اس کی لاش اس وقت تک درخت پر لٹکی رہتی جب تک پرندے اور درندے اسے

جٹ نہ کر جاتے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سردار تاگوئی کو باقاعدہ فائرنگ آلات کی ٹریننگ دلوائی تھی اور جنگل میں اس نے ایسے خفیہ آلات بھی نصب کر رکھے تھے کہ اگر سردار تاگوئی چاہتا تو ان آلات کی مدد سے بھی پوری فوج کو ہلاک کر دیتا۔ اس لئے وہ ہر لحاظ سے مطمئن تھا۔ ویسے اس نے شوگرانی سائنسدان کے جوان بیٹے کو یہاں اپنے ہیڈ کوارٹر میں نہ رکھا تھا کیونکہ وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بے حد حساس تھا۔ یہی وجہ تھی کہ دنیا بھر میں چند لوگ ہی تھے جنہیں اس ہیڈ کوارٹر کا علم تھا اور انہیں بھی صرف اس کا علم تھا کہ ہیڈ کوارٹر داجل جریرے پر ہے حالانکہ وہ داجل کی بجائے راتھ جریرے پر تھا۔ اس لئے ایک لحاظ سے بیرونی دنیا کو اصل ہیڈ کوارٹر کا سرے سے علم ہی نہ تھا۔ وہ بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی مٹر نم گھنٹی بج اٹھی۔

”یس..... گریٹ مین نے رسیور اٹھا کر کہا۔

”جان دکر کی کال ہے باس..... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کراؤ بات..... گریٹ مین نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہیلو۔ جان دکر بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد جان دکر کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”یس، گریٹ مین بول رہا ہوں۔ کیا ہوا ہے۔ کوئی خاص بات..... گریٹ مین نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول میں

ہوں۔..... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک خیال کے تحت اس نے چونک کر انٹرکام کارسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

”رابرٹ بول رہا ہوں۔..... رابطہ قائم ہوتے ہیں دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔“

”رابرٹ، پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کچھ افراد شاید داخل یا راستہ پر آئیں۔ تم نے دونوں جہیزوں کی طرف سے پوری طرح ہوشیار رہنا ہے۔ اگر یہ لوگ داخل جائیں تو انہیں جانے دینا اور سردار تاگوئی کو حکم دے دینا کہ انہیں عبرت ناک موت مار دے اور اگر ان کا رخ راستہ کی طرف ہو تو انہیں سمندر میں ہی ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔“ گریٹ مین نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ حکم کی تعمیل ہوگی۔..... دوسری طرف سے کہا گیا تو گریٹ مین نے اطمینان بھرے انداز میں رسیور رکھ دیا۔“

کرتے ہوئے کہا اور نہ حقیقت یہ تھی کہ اسے جان وکٹر کے بار بار کال کرنے پر اب بے طرح غصہ آنے لگ گیا تھا۔

”تمہارے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں اس پاکیشیائی عمران کو علم ہو گیا ہے اور اب وہ لازماً تمہارے ہیڈ کوارٹر پر ریڈ کرے گا۔ لیکن میں نے لو پاک بندرگاہ پر ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی کو الرٹ کروا دیا ہے۔ وہ انہیں وہیں ختم کر دیں گے لیکن اس کے باوجود یہ لوگ حد درجہ خطرناک، مکار، عیار اور شاطر ہیں اس لئے تمہیں ہر طرح سے محتاط رہنا چاہئے۔..... جان وکٹر نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار ہنس پڑا۔“

”تم مجھے بار بار اس طرح فون کرتے ہو جیسے میں دودھ پیتا بچہ ہوں۔ جسے چند پاکیشیائی آکر بہلا پھسلا کر اٹھا کر لے جائیں گے اور یہ بھی بتا دوں کہ یہاں اگر پوری فوج بھی آجائے تب بھی میرا بال بیکا نہیں ہو سکتا اور دوسری بات یہ کہ شوگرانی سائنسدان کا بیٹا یہاں میرے پاس نہیں ہے اور نہ ہی میں اسے یہاں رکھ سکتا تھا لیکن وہ جہاں بھی ہے ہر طرح سے محفوظ ہے اور تیسری بات یہ کہ میرے ہیڈ کوارٹر کا کوئی تعلق لو پاک بندرگاہ سے نہیں ہے اور آخری بات یہ کہ اب اس وقت تک مجھے فون نہ کرنا جب تک کہ اس سائنسدان کا فارمولا تم تک نہ پہنچ جائے۔..... گریٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔“

”نالسنس۔ یہ سمجھتا ہے کہ میں احمق ہوں۔ نادان ہوں، بچہ

لو پاک بندرگاہ سے طعہ بڑے شہر گولڈ کوئین کے ایک ہوٹل میں عمران اپنے ساتھیوں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے بذریعہ بحری جہاز پہلے کافرستان گئے تھے اور پھر کافرستان سے انہوں نے براہ راست جنوبی افریقہ کے دارالحکومت کی فلالٹ لی تھی۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس وقت افریقہ میں ایک اپ میں تھے جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنی اصل صورتوں میں ہی تھے۔ دارالحکومت سے وہ گولڈ کوئین پہنچے اور پھر یہاں ایک ہوٹل میں انہوں نے کمرے حاصل کر لئے۔ عمران کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے پر کافی دیر سے جھکا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”ماسٹر، آپ تو اس طرح چھپتے پھر رہے ہیں جیسے دشمن آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہوں۔“..... اچانک جوانا نے کہا تو عمران سمیت سب

جو تک بڑے۔

”تم اپنی بات میں معمولی سی تبدیلی کر لو تو چھپاری بات درست ہو جائے گی۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 - کونسی تبدیلی ماسٹر..... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔  
 ”یہی کہ ہم اس لئے چھپتے پھر رہے ہیں کہ دشمن ہمارے پیچھے نہ لگ سکیں۔“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 ”ماسٹر، اس طرح چھپنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کھل کر سامنے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون آپ کے مقابل آتا ہے۔“ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”باس چھپتے نہیں پھر رہے۔ کوئی ایسا راستہ ٹریس کر رہے جس کے ذریعے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے شکار تک پہنچ سکیں کیونکہ باس کے پاس وقت کم ہے۔“..... جوزف نے منہ بناتے ہوئے جوانا کو جواب دیا۔

”باس۔ لو پاک میں لازماً ایسے لوگ موجود ہوں گے جو ان جہیزوں کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہوں گے۔“..... خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

”اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور دوسری بات یہ کہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ڈاکٹر چیانگ کا بیٹا ڈاکٹر شوکانی ان جہیزوں پر نہیں رکھا گیا ہو گا اور پھر لو پاک میں ہماری چیکنگ ہو رہی ہے۔ لامحالہ ہم نے جیسے ہی کوئی لانچ ان جہیزوں پر

جانے کے لئے بک کی یہ لوگ چونک پڑیں گے کیونکہ ان جہیروں پر کوئی نہیں آتا جاتا..... عمران نے کہا۔  
 "ہم کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو وہاں پہنچ سکتے ہیں۔" ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں پہنچ تو سکتے ہیں۔ لیکن جو تنظیم اس قدر جدید آلات مواصلات کے سلسلے میں استعمال کر رہی ہے کہ شوگر ان جیسی حکومت بھی ان جدید آلات کو چیک نہیں کر سکتی۔ اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے لامحالہ انتہائی جدید ترین آلات نصب کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو فضا میں یا جہیروں پر اترتے ہی نشانہ بنا دیا جائے"..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھے اجازت دیں باس۔ میں لو پاک جا کر وہاں سے ضروری معلومات حاصل کر لیتا ہوں"..... ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں، ہم نے اکٹھے وہاں جانا ہے۔ مجھے ایک کال کا انتظار ہے۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پھیلا ہوا نقشہ سمیٹ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس، مائیکل بول رہا ہوں"..... عمران نے ایکریمنٹ لہجے میں کہا۔

"لو پاک سے مسٹر ولسن کی آپ کے لئے کال ہے"..... دوسری

طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"کرائیں بات"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پر پریس کر دیا۔  
 "ولسن بول رہا ہوں لو پاک سے"..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس مسٹر ولسن۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔" عمران نے اسی ایکریمنٹ لہجے میں کہا۔

"مسٹر مائیکل، ڈسپ سی کا آفس یہاں موجود نہیں ہے البتہ لو پاک میں ایک کلب ہے جسے ریڈ ڈراگون کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک اور جنرل مینجر چیف ماسٹر کہلاتا ہے۔ وہ لو پاک میں ڈسپ سی کا انچارج ہے۔ ویسے عام حالات میں وہ لو پاک کا معروف کینگسٹر ہے اور ریڈ ڈراگون بھی لو پاک کا بدنام ترین کلب ہے"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"لیکن ڈسپ سی تو سرکاری بحیثی ہے"..... عمران نے کہا۔  
 "جی ہاں۔ یہی بات تو پردے کا کام کرتی ہے۔ کسی کو تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ چیف ماسٹر ڈسپ سی کا انچارج ہو سکتا ہے۔ پھر یہ لوگ چونکہ بذات خود بد معاش ہیں اس لئے ان کے رابطے بھی تمام بد معاشوں سے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ زیادہ آسانی سے اپنا سرکاری کام اس آڑ میں کر لیتے ہیں"..... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "ٹھیک ہے۔ شکریہ"..... عمران نے جواب دیا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ہمیں اس چیف ماسٹر کو کور کرنا ہوگا تاکہ اس سے ڈسپ سی کے

آدمیوں کو اپنی نگرانی سے ہٹایا جاسکے“..... عمران نے کہا۔

”یہ کام آپ میرے سپرد کر دیں ماسٹر“..... جوانانے کہا۔

”میں جوزف اور تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ جبکہ ٹائیگر اس

دوران وہاں ایسے کسی آدمی کو ٹریس کرے گا جس سے داخل اور راتھ

جرمروں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں۔“ عمران

نے کہا۔

”یس باس۔ میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہاں سے ہر گھنٹے بعد شٹل فلائٹ لو پاک جاتی ہے۔ تم ہوٹل

چھوڑ کر پہلی فلائٹ سے چلے جاؤ۔ ہم اگلی فلائٹ پر وہاں پہنچیں گے۔

زیر وفا یو ٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے گا۔“

عمران نے کہا۔

”یس باس“..... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کر کے

وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ماسٹر، آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم بھی پہلی فلائٹ سے جا کر اس

چیف ماسٹر نمٹ لیتے ہیں۔ آپ اطمینان سے وہاں آجائیں“..... جوانانے

نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم ہاتھ پیروں کو حرکت دینے کے لئے بے

چین ہو رہے ہو لیکن یہ عام مشن نہیں ہے۔ انتہائی اہم اور نازک

مشن ہے۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم دونوں اپنے

کمرے میں جاؤ اور کچھ در آرام کرو“..... عمران نے قدرے سروسلیجے

میں کہا۔

”یس ماسٹر“..... جوانانے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی

جوزف بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران

نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ

کے نمبر کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری

کے نمبر پر پریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”یہاں سے لو پاک کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون

آنے پر نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”ریڈ ڈراگون کے چیف مینجر کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر

پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ریڈ ڈراگون“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔

”لارڈ البرٹ بول رہا ہوں ولنکٹن سے۔ چیف ماسٹر سے بات کراؤ۔“..... عمران نے لہجہ بدل کر قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

”چیف ماسٹر بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک سخت اور سرد آواز سنائی دی۔

”ولنکٹن سے لارڈ البرٹ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ اتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ لو پاک ایجنٹ رہے ہیں اور آپ کو ان کی چیکنگ پر بطور انچارج ڈپ سی لگایا گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے۔“..... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”یہ اتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے اگر آپ چاہیں تو لو پاک میں بلیک ایجنسی کے اتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ آپ کی مدد کریں۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری لارڈ۔ ہمیں یہاں کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے داخل جہیز پر جانا ہے اور ہم نے بندرگاہ کے ارد گرد باقاعدہ ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اس لئے یہ لوگ کسی صورت بچ کر نہیں جاسکتے۔“..... چیف ماسٹر نے کہا۔

”ادکے۔ بہر حال آپ محتاط رہیں۔“..... عمران نے کہا اور پھر

۔ سیور رکھ دیا۔ وہ دراصل ولسن کی اس اطلاع کو کنفرم کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ ولسن کی اطلاع درست ہے اور یہ بھی سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں نے چیکنگ کا کیا طریقہ اپنا رکھا ہے۔ اب وہ آسانی سے انہیں کوڑ کر سکتا تھا۔ ویسے اول تو اسے یقین تھا کہ چیف ماسٹر لارڈ البرٹ کی کال کی تصدیق کرائے گا لیکن اگر ایسا ہوا بھی ہی تب بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ لارڈ نیوٹ واقعی ان دنوں بلیک ایجنسی کا چیف تھا۔



”ہاں، میں ولنکٹن سے آیا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا اور بوڑھے کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کسی خاص چکر میں ہو“..... بوڑھے نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ خاص ہی سمجھ لو۔ میری پارٹی واجل اور راتھ جنیروں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور میں نے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں“..... ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ، اوہ گڈ۔ وری گڈ۔ مجھے تو واقعی اس کی بے حد ضرورت تھی“..... بوڑھے نے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نوٹ کو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

”سنو، دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہاری یہ بوڑھی بڑیاں آسانی سے توڑی جاسکتی ہیں“..... ٹائیگر کا لہجہ یکفخت بدل گیا۔

”ایسا نہیں ہوگا ٹنگ مین۔ اولڈ سمتھ نے دنیا دیکھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو لوگ بھاری رقوم دیتے ہیں وہ اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔ میں تو وہاں کبھی نہیں گیا البتہ میں تمہیں ایک ایسے آدمی کی ٹپ دے سکتا ہوں جو وہاں نہ صرف جاتا رہتا ہے بلکہ وہاں کے سردار کا خاص مہمان بن کر رہتا ہے۔ اب چونکہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔

اس لئے اب وہ صرف اپنے کمرے تک ہی محدود رہتا ہے اور جس طرح مجھے رقم کی ضرورت ہے اسی طرح اسے بھی بھاری رقم کی ضرورت

ٹائیگر لو پاک بندرگاہ پر ایک ہوٹل ریڈروز میں داخل ہوا۔ یہاں ماہی گیروں کی بھرمار تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ہوٹل بندرگاہ پر کام کرنے والے ماہی گیروں کا پسندیدہ ہوٹل ہے۔ ہال کافی بڑا تھا اور وہاں ہر طرف مرد اور عورتیں بھری ہوئی تھیں۔ سستی شراب کی تیز بو اور سستے نشہ جیسے یہاں مار جو فین کہا جاتا تھا کے غلیظ دھوئیں نے پورے ہال کو گھیر رکھا تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک کھڑا ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بوڑھا اپنی میز پر اکیلا بیٹھا تھا اور مار جو فین پینے میں مصروف تھا اور سستی شراب کی دو خالی بوتلیں اور ایک بھری ہوئی بوتل اس کے سامنے موجود تھی۔

”کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا تو بوڑھا چونک

پڑا۔

”ہاں۔ بھٹو۔ اجنبی دکھائی دیتے ہو“..... بوڑھے نے کہا۔

انہیں حکومت سے خریدنے کے لئے بات چیت کر سکیں۔..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر بوڑھے فرانک کے لرزتے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیئے۔  
 "اوہ، اوہ یہ کیا ہے۔ یہ تو بڑی رقم ہے۔..... بوڑھے فرانک نے  
 اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا کانپتا ہوا ہاتھ پہلے سے زیادہ  
 زور سے ہلنے لگ گیا تھا۔

"یہ کم ہیں۔ اتنے ہی اور ملیں گے۔ اگر آپ مجھے جہیزوں کے  
 بارے میں تفصیل بتادیں۔..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "لیکن میں گزشتہ چند سالوں سے وہاں نہیں گیا البتہ پہلے کے  
 بارے میں تمہیں سب کچھ بتا سکتا ہوں۔..... فرانک نے کہا۔ اس  
 نے نوٹ جیب میں ڈال لئے تھے اور اس کی آنکھوں میں اب تیز چمک آ  
 گئی تھی۔

"آپ وہی کچھ بتادیں۔..... ٹائیگر نے کہا تو فرانک نے جہیزوں کے  
 لو پاک بندرگاہ سے فاصلے سے لے کر وہاں کے بارے میں  
 تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ وہاں ایک نیم وحشی  
 قبیلہ رہتا ہے۔ جس کا نام پاساٹینا ہے۔ یہ اس معنی میں نیم وحشی  
 ہے کہ جدید دور کا کوئی انداز انہوں نے نہیں اپنایا۔ بس وہ آدم خور  
 نہیں ہے لیکن وہ کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں  
 کرتے۔ اسے فوری ہلاک کر دیتے ہیں اور اس کی لاش درخت سے  
 باندھ دیتے ہیں۔ فرانک نے کہا۔

"ان کی تعداد کتنی ہے۔..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 "وہ پانچ سو سے زائد ہیں۔ ان میں آدمی عورتیں ہیں۔ بوڑھے  
 فرانک نے جواب دیا۔

"کیا وہ لباس پہنتے ہیں۔..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 "ہاں، وہ لباس بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے  
 لیکن بس اسلحے کی حد تک۔ ورنہ ان کا رہنا سہنا اور انداز سب قدیم دور  
 کا ہے۔..... فرانک نے جواب دیا۔

"آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ وہاں چھ سال تک رہے  
 ہیں۔..... ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں، میں اپنی جان کے خوف سے وہاں گیا تو ان کا بوڑھا سردار  
 ان دنوں بیمار تھا۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں جہیز بوٹیوں سے  
 علاج کا تجربہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس بوڑھے سردار کا علاج کرنے کا کہہ  
 دیا اور پھر وہیں کی جہیز بوٹیوں سے میں نے اس کا علاج کیا اور میری  
 خوش قسمتی کہ وہ سردار صحت یاب ہو گیا جس پر اس نے مجھے اپنا بھائی  
 قرار دے دیا اور اب قبیلے کے افراد مجھے ہلاک نہ کر سکتے تھے۔ میں وہاں  
 چھ سال تک ان کا مہمان بن کر رہا۔..... فرانک نے جواب دیا۔

"کیا اب بھی وہ سردار آپ کا بھائی ہے۔..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 "نہیں، وہ بوڑھا سردار اس وقت فوت ہو گیا تھا جب میں واپس آ  
 رہا تھا۔ اب اس کا بیٹا ناگوئی سردار ہو گا اور وہ اہتائی سخت مزاج اور  
 ظالم آدمی ہے۔..... فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسلحہ انہیں کس نے دیا ہے؟“..... ٹائنگر نے پوچھا۔

”میں نے سردار سے پوچھا تھا تو اس نے بتایا کہ دو اجنبی ایک لانچ میں وہاں آئے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے دو آدمی اس اسلحے سے ہلاک کر دیے۔ ہم خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ہم نے انہیں امان دے دی۔ انہیں اپنا بھائی بنایا۔ انہوں نے ہمیں اس اسلحے کو چلانا سکھایا اور نشانہ بازی کی مشق کرائی۔ ان کے پاس لانچ میں بہت سا اسلحہ تھا۔ وہ اسلحہ انہوں نے ہمیں دے دیا۔ پھر وہ واپس چلے گئے۔ تب سے ہم یہ اسلحہ چلاتے ہیں لیکن اس وقت جب اس کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ ورنہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔“

فرانک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”سنا ہے وہاں کسی مافیائے قبضہ کر رکھا ہے؟“..... ٹائنگر نے کہا۔

”میں نے تو نہیں سنا۔ ہو سکتا ہے کر لیا ہو۔ لیکن اس جزیرے پر گھنا اور انتہائی خطرناک جنگل ہے اور وہاں کا سارا علاقہ ولدلی ہے۔ خوفناک چھوٹی بڑی ولدلیں ہر جگہ موجود ہیں اور ان پر جھاڑیاں ہیں۔ اس لئے سب سے بھی نہیں چلتا اور انسان دلدل میں گر کر غرق ہو جاتا ہے۔ صرف پاساڑی قبیلے کے لوگ ان سے واقف ہیں۔ بارشیں بھی وہاں بے پناہ ہوتی ہیں البتہ جزیرے کے درمیان ایک قدرتی پہاڑی ہے اور شمال مغربی طرف ہموار میدان ہے۔ جس میں قبیلے والوں نے جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں۔“..... فرانک نے کہا اور پھر ٹائنگر نے بہت

سے سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی تمام تفصیل معلوم کر لی تو اس نے دو اور بڑے نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ میں دیئے اور اس کے شکر یہ ادا کر کے وہ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر وہ سیدھیاں اترتا ہوا جیسے ہی نیچے ہال میں پہنچا۔ اچانک وہاں کاؤنٹر کے قریب کھڑے دو لمبے تڑنگے آدمیوں نے چونک کر اسے دیکھا اور وہ اس کے پیچھے گیٹ کی طرف چل پڑے۔ ان دونوں کے ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔

”ایک لمحے میں گولی مار دیں گے۔ سلمے سیاہ کار میں بیٹھو۔“ ان دونوں نے ٹائنگر کے دائیں بائیں آتے ہوئے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔

”کہاں لے جانا چاہتے ہو مجھے؟“..... ٹائنگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ ورنہ.....“ ایک آدمی نے غراتے ہوئے کہا تو ٹائنگر اثبات میں سر ہلاتا ہوا کار کے اندر بیٹھ گیا۔ وہ دونوں اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھادی۔

”چلو اب تو کچھ بتاؤ کہ کون ہو تم اور کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟“ ٹائنگر نے کہا۔

”خاموش بیٹھ رہو۔ منزل پر پہنچ کر تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے گا۔“..... ان میں سے ایک نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو ٹائنگر

اس طرح سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے بچے استاد کا کہا مان لیتے ہیں۔  
 ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق لازماً ٹیپ سی سے ہی ہوگا۔  
 انہیں کسی طرح یہ اطلاع مل گئی ہوگی کہ وہ داخل جریرے کے  
 بارے میں پوچھتا پھر رہا ہے لیکن جس طرح وہ اسے دیکھ کر چونکے تھے  
 اور فوری اس کے پیچھے آئے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں  
 باقاعدہ اس کا حلیہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کا گناہ ہوٹل پہنچنا بتا رہا تھا  
 کہ یہ کام ریڈرز ہوٹل میں موجود اولڈ سمتھ کا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ  
 بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ اگر اولڈ سمتھ نے بتایا ہوتا تو وہ  
 فوری بتا دیتا۔ اس نے اتنی دیر کیوں لگائی کہ اس دوران وہ نہ صرف  
 فرانک سے مل بھی لیا بلکہ اس کے ساتھ وہ کافی دیر تک رہا بھی۔ یہ  
 سب خیالات اس کے ذہن میں آرہے تھے کہ کار یکنگ ایک جھٹکے سے  
 مڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر عمارت پر لگے ہوئے ریڈ ڈراگون  
 کلب کا بورڈ پڑھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا خیال درست  
 ثابت ہوا تھا۔ کار کو عمارت کی بائیں طرف لے جا کر روک دیا گیا اور  
 پھر وہ دونوں ٹائیگر کو ساتھ لے کر ایک برآمدے سے ہوتے ہوئے  
 ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اور مسلح افراد بھی موجود تھے۔  
 انہوں نے وہاں ٹائیگر کی بڑی تفصیلی تلاشی لی اور اس کی جیب میں  
 موجود زیرو فائیو ٹرانسیٹر اور مشین پشٹل نکال لیا۔  
 اسے کرسی پر بٹھا دو..... ان میں سے ایک نے کہا تو ٹائیگر کو  
 سامنے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھا دیا

گیا اور جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے  
 جسم کے گرد فولادی کڑے لگے۔

اس کا خیال رکھنا، میں ابھی آرہا ہوں..... اس آدمی نے جس  
 نے اسے کرسی پر بٹھانے کا کہا تھا، کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر  
 چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی ایک اور آدمی بھی باہر چلا گیا اور اب کمرے  
 میں صرف دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو اسے ہوٹل سے لے  
 آیا تھا اور دوسرا وہ جو پہلے سے وہاں موجود تھا۔ ٹائیگر نے کرسی کے  
 راڈز نمودار ہوتے ہی سمجھ لیا تھا کہ کرسی سادہ انداز کی ہے اور اس کے  
 راڈز کھولنے کے لئے عقبی طرف ہٹن ہے۔ کرسی پر جب بھی وزن پڑتا  
 تو راڈز نمودار ہو جاتے تھے اور پھر ہٹن پریس کر کے انہیں کھولا جاسکتا  
 تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ کو اس انداز میں موڑا کہ جیسے ٹانگ تھک  
 گئی ہو اور وہ اسے حرکت دے رہا ہو۔ دوسری ٹانگ کو اس نے ساتھ  
 ہی موڑ دیا تھا تا کہ سامنے موجود دونوں افراد کو شک نہ پڑے اور چند  
 لمحوں بعد جب اس نے کرسی کے عقب پائے میں موجود ہٹن کو چٹیک  
 کر لیا تو اس نے ٹانگ کو واپس سامنے کی طرف کر دیا۔ اب وہ جب  
 چہتا، چند سیکنڈز میں ٹانگ موڑ کر راڈز کھول سکتا تھا۔

تموڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا سخت  
 تیرے والا آدمی اندر داخل ہوا تو وہاں موجود سب افراد یکنگ الرٹ  
 ہو گئے اور پھر ایک آدمی نے جلدی سے ایک کرسی اٹھا کر اس کے پیچھے  
 دیکھ دی اور آنے والا بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر

سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ریڈ ڈراگون کا چیف ماسٹر ہے یا اس کا کوئی اسسٹنٹ ہے۔

”تم پاکیشیائی ہو..... آنے والے نے کرخت اور قدرے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں اکیمریمین ہوں۔ میں تمہیں کس طرف سے پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں..... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کا میک اپ داش کرو تا کہ اس کی اکو ختم ہو..... اس آدمی نے اپنے آدمی سے کہا۔

”باس، آپ حکم دیں۔ یہ ابھی چند لمحوں میں اصل بات بک دے گا..... ایک آدمی نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میں اسے فوری طور پر ضائع نہیں کرنا چاہتا.....“

”باس نے سخت لہجے میں کہا تو وہی آدمی جس نے بات کی تھی تیزی سے مڑا اور کمرے کے کونے

میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر

اس میں موجود ایک جدید میک اپ واشنگ کالا اور الماری کی سائیڈ پر

موجود ایک ٹرالی پر رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا ٹائیگر کے قریب لے

آیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس نے سپیشل میک اپ کیا ہوا ہے اس

نے یہ واش اس کا میک اپ کسی صورت داش نہ کر سکے گا۔ اس نے

وہ زمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب واش

ہٹایا گیا تو سامنے موجود افراد کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ

کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا سپیشل میک اپ داش نہیں ہوا۔

”تو تم واقعی اکیمریمین ہو.....“ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں، میرا نام مارشل ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں۔“ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے اولڈ سمتھ سے فرانک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور اسے بھاری رقم دی تھی.....“ باس نے کہا۔

”ہاں، کیا سمتھ نے تمہیں اس بارے میں اطلاع دی ہے۔“ ٹائیگر نے اپنے ذہن میں ابھر آنے والے خدشے کے تحت پوچھا۔

”نہیں، اس کے پاس بھاری دولت ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا

لیکن اس نے بڑا بھاری جوا کھیلا تو اس سے اس دولت کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے تمہارے بارے میں بتایا۔ جس پر ہم سمجھ

گئے کہ تم پاکیشیائی لیجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں لانے کے لئے آدمی بھیجے گئے.....“ اس بار باس نے پوری تفصیل بتادی۔

”پاکیشیائیوں سے تمہیں کیا خطرہ ہے.....“ ٹائیگر نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ تم داخل جریرے کے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہو.....“ باس نے کہا۔

”میرا تعلق بلیک ہارڈ سینڈویچ سے ہے۔ بلیک ہارڈ یہ دونوں جریرے حکومت سے خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے

میرے جانے کے پانچ منٹ بعد اسے گولی مار کر اس کی لاش  
برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دینا..... مار کوئیس نے اپنے ساتھیوں  
سے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی  
آنے والے دو افراد بھی چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف وہی دو آدمی رہ  
گئے تھے جو ٹائیگر کے یہاں آنے سے پہلے موجود تھے۔

”کیا یہ مار کو ٹیس چیف ماسٹر ہے؟.....“ ٹائیگر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

”تم کیسے جانتے ہو چیف ماسٹر کو؟.....“ ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

میرا تعلق سینڈیکیٹ سے ہے۔ کیا تم بھول گئے ہو..... نا ئیگر  
نے کہا۔

”اچھا، ٹھیک ہے۔ بہر حال مار کو ٹیس چیف ماسٹر کا نمبر نو ہے۔  
چیف ماسٹر تو صرف احکامات دیتا ہے۔ اصل کام مار کو ٹیس ہی کرتا  
ہے..... اس آدمی نے جواب دیا۔

کیا وہ بھی یہاں ریڈ ڈراگون میں بیٹھتا ہے..... ٹائیگر نے پوچھا۔

”نہیں، اس کا آفس الگ ہے اور اب خاموش ہو جاؤ اور جس کام کے لئے باس نے تمہیں مہلت دی ہے وہ کر لو“..... اس آدمی نے کہا۔

”تمہار کیا نام ہے اور اپنے ساتھی کا نام بھی بتا دو۔۔۔۔۔“ ٹائیگر نے

”اوہ، پھر تو تم پر غلط ہاتھ ڈالا گیا ہے۔ تم ہمارے کام کے آدمی نہیں ہو اور تمہیں ہم زندہ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے تمہیں بہر حال مرنا ہو گا۔.....“ باس نے یکتا ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

ایک منٹ رک جاؤ۔ میری بات سنو..... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ تیزی سے مڑ کر کرسی کے عقبی پائے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

مرزا کر کے بیٹا پڑا۔  
 "سوری مسٹر مارشل۔ المبتہ تمہیں پانچ منٹ دے رہا ہوں۔ تم  
 مرنے سے پہلے جو عبادت کرنا چاہو کر لو اور یہ بھی اس لئے کہ تم بے  
 گناہ مارے جا رہے ہو..... اس باس نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی  
 طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

۱۰ اتنی مہربانی کر رہے ہو تو اپنا نام بھی بتا دو تاکہ میں مرنے سے پہلے تمہارا شکریہ ادا کر سکوں..... مائیکر نے کہا۔

میرا نام مارکوئیس ہے۔..... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔



کہا۔  
"خاموش رہو"..... اس آدمی نے اس بار جھڑکتے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی اس نے کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔  
"بس تین منٹ باقی رہ گئے ہیں"..... اس آدمی نے سر اٹھا کر

ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا، میرا خیال تھا کہ دو منٹ رہ گئے ہوں گے"..... ٹائیگر نے

مسکراتے ہوئے کہا تو سامنے کھڑے وہ دونوں اس طرح حیرت سے

ٹائیگر کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس آدمی کی سمجھ نہ آرہی ہو۔ جو یقینی

موت کے سامنے اس انداز میں بات کر رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہرا

اطمینان تھا اور ابھی ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے کہ

یکفخت کھٹک کی آواز کسی ہم کے دھماکے کی طرح گونجی اور اس سے

پہلے کہ وہ دونوں اس آواز کے بارے میں کچھ سمجھتے۔ ٹائیگر کسی

پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ان

دونوں کے حلق سے نکلنے والی بے اختیار چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ

دونوں چونکہ ساتھ ساتھ کھڑے تھے اس لئے ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں

نے ان کے سینوں پر زور دار ضربیں لگا کر انہیں پشت کے بل اچھال

دیا تھا جبکہ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ

دونوں اٹھتے ٹائیگر نے ایک زوردار جمپ لگایا اور کونے کی میز پر بڑے

ہوئے اپنے مشین پستل کو اس نے جھپٹ لیا۔ اسی لمحے اس نے یکفخت

چھلانگ لگائی اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں پلک جھپکنے سے پہلے

ٹائیگر موجود تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اس سے بات کی تھی۔ اس

نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جیب سے مشین پستل نہ صرف نکال لیا تھا

بلکہ ٹائیگر پر فائر بھی کھول دیا تھا لیکن ٹائیگر تو پارہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے

نہ صرف وہ بچ گیا بلکہ اس نے دوسری جگہ قدم ٹکرانے سے پہلے ہی

جوابی فائر کھول دیا اور دوسرا آدمی جو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ

اس کے ہاتھ میں بھی مشین پستل نظر آنے لگا تھا۔ گولیاں کھا کر چیخا

ہوا پہلے آدمی پر گرا جو ایک بار پھر ہاتھ گھما کر ٹائیگر پر فائر کرنا چاہتا تھا

لیکن دوسرے آدمی کے اچانک گرنے سے اس کے ہاتھ سے مشین

پستل نکل کر ذرا فاصلے پر جا گرا۔ یہ سب کچھ واقعی پلک جھپکنے کے

عرصے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ پہلے آدمی نے تڑپ کر اپنے اوپر گرنے

والے دوسرے آدمی کو ایک طرف اچھالا ہی تھا کہ ٹائیگر کے مشین

پستل سے ایک بار پھر فائر ہوا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پہلا آدمی

چیخا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کے سینے پر بڑی تھیں اور پھر چند لمحے بری

طرح تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی پہلے ہی ختم ہو چکا

تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ

کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ اس لئے اس نے بے دریغ فائرنگ کر دی تھی۔

دیے اسے ایک بار تو یہ موج کر ہی جھڑکتی سی آگئی تھی کہ وہ بھی

فائرنگ کی زد میں آنے سے بس بال بال ہی بچا ہے۔ اس نے آگے

بڑھ کر میز پر بڑا ہوا اپنا زیر و فایو ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر

دردازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے لئے یہاں سے نکلنا مسئلہ

تھا۔ اس کی اصل کوشش تو یہی تھی کہ ان میں سے ایک آدمی کو زندہ رکھ کر وہ کرسی پر جکڑ کر اس سے اس جگہ کے بارے میں معلوم کرے جہاں مار کوئیس بیٹھتا تھا کیونکہ اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ چیف ماسٹر کی بجائے اگر مار کوئیس کو فوری طور پر کور کر لیا جائے تو ٹیپ سی کے آدمیوں کو زیادہ موثر طور پر پاکیشیائیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روکا جاسکتا تھا۔ لیکن یہاں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ اسے فوری دونوں کا خاتمہ کرنا پڑا۔ ورنہ اس کی اپنی زندگی کو بھی یقینی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ باہر جانا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا کیونکہ اسے جب یہاں لایا گیا تھا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور یہ اتہائی شارٹ کٹ تھا۔ وہ دراصل فوری طور پر مار کوئیس کو کور کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال یہاں سے باہر جا کر ہی وہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے مشین پشٹل اور زرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے سے طعہ دوسرا کمرہ خالی تھا۔ اس کا دروازہ کھول کر وہ باہر برآمدے میں آ گیا اور پھر برآمدے سے وہ ریڈ ڈراگون کلب کی عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس سے کوئی آدمی بھی نہ ٹکرایا تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کپاؤنڈ گیٹ سے باہر پہنچ گیا۔ اس نے خالی ٹیکسی روکی اور اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مارکیٹ پہنچ چکا تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے ناپ کا نیا لباس خریدنا اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اس نے میک اپ ریڈی میڈ باکس بھی خرید

یہ۔ ریڈی میڈ میک اپ باکسز تھینڈوں میں کام کرنے والوں کے لئے بنائے جاتے تھے تاکہ وہ جلد از جلد مختلف بہروپ بھر کر کام کر سکیں۔ میک اپ باکس اور لباس خرید کر وہ ایک قریبی ریستوران میں گیا اور اس کے واش روم میں جا کر اس نے نہ صرف لباس تبدیل کیا بلکہ چہرے اور گردن پر ریڈی میڈ میک اپ چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں ہتھکڑا کر اس نے اسے اچھی طرح ڈیجسٹ کیا۔ پھر پرانے لباس کی جیبوں سے سارا سامان اور ریڈی میڈ میک اپ باکس بھی اس نے نئے لباس میں منتقل کیا۔ پرانا لباس شاپر میں ڈال کر وہ جب واش روم سے باہر آیا تو وہ یکسر مختلف آدمی بن چکا تھا۔ ریستوران سے باہر آ کر وہ اس کے عقبی طرف چلا گیا۔ اب اس نے سوچا کہ وہ باس عمران کو اب تک کی رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ عمران نے اگر مار کوئیس کے بارے میں پوچھا تو وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس لئے یہ رپورٹ ادھوری رہتی اور عمران کو ادھوری رپورٹ سے سخت چڑھتی تھی۔ اس لئے ٹائیگر نے مار کوئیس کو تلاش کرنے کے بعد رپورٹ دینے کا فیصلہ کیا اور پھر زرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اس ریستوران کی عقبی طرف سے باہر سڑک پر آیا اور وہاں ایک خالی ٹیکسی اسے نظر آ گئی۔

”ریڈ ڈراگون چلو“..... ٹائیگر نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اسے ایک لمحے کے لئے حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر کاندھے اچکاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔



یہ اور ٹیکسی آگے بڑھالے گیا اور ٹائیگر مڑ کر کپاؤنڈ گیٹ سے اندر  
 دھنستے ہوئے وہاں آنے جانے والے افراد کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ  
 کلب بھی جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ ہے۔ لیکن ٹائیگر سیدھا کاؤنٹر کی  
 طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا جبکہ سروس دینے  
 والی دو نیم عریاں لباس پہنے مقامی لڑکیاں تھیں جن کے چہرے بتا  
 رہے تھے کہ وہ ایسے ماحول کی عادی ہیں۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر  
 بد معاشوں کے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر  
 ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

”ماسٹر مار کوئیس سے کہو کہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈ کا جیکب  
 آیا ہے۔ ایک خاص پیغام دینا ہے اسے“..... ٹائیگر کو چونکہ ان کی  
 فطرت کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے اس نے اپنا انداز ان کی نفسیات کے  
 مطابق ہی رکھا تھا۔

”سرکاری ایجنسی بلیک شیڈ“..... اس آدمی کے چہرے پر  
 قدرے مرعوبیت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

”تم کچھ نہیں جانتے سمجھے۔ تمہارا ماسٹر سب جانتا ہے۔ بات کر دو  
 اس سے“..... ٹائیگر نے اور زیادہ اکرے ہوئے لہجے میں کہا تو اس  
 آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور  
 اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو بٹن پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے سناؤ بول رہا ہوں باس۔ ایک آدمی یہاں آیا ہے۔

”تم کچھ کہنا چاہتے تھے..... ٹائیگر نے نرم لہجے میں کہا۔  
 ”آپ شکل و صورت سے کوئی تاجر لگتے ہیں۔ ریڈ ڈراگون میں تو  
 آپ لٹ جائیں گے۔ وہ لو پاک کی سب سے خطرناک جگہ ہے۔“  
 ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔

”اوہ، مجھے تو مار کوئیس سے ملنا تھا جو چیف ماسٹر کا اسسٹنٹ  
 ہے۔ سنا ہے کہ وہ ریڈ ڈراگون میں ہی بیٹھتا ہے“..... ٹائیگر نے  
 کہا۔

”نہیں جتنا۔ آپ کو جس نے یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔  
 مار کوئیس تو بلیک اسٹف کلب کا انچارج ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور  
 نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ، پھر تم مجھے وہیں لے چلو۔ تمہارا شکریہ“..... ٹائیگر نے  
 مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔  
 تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ کلب کے کپاؤنڈ گیٹ سے ذرا آگے  
 رک گئی۔

”اندر ٹیکسی نہیں جاسکتی جتنا۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ یہاں کا  
 ماحول بھی ریڈ ڈراگون سے مختلف نہیں ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے

کہا۔  
 ”بے فکر رہو۔ میں نے صرف چند پیغامات پہنچانے ہیں۔“ ٹائیگر  
 نے کہا اور پھر اس نے کرایہ کے علاوہ اسے بھاری رقم ٹپ کے طور پر  
 بھی دے دی تو ڈرائیور کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام

اس کا نام جیکب ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ سرکاری مہجنسی بلیک شیڈ کا آدمی ہے اور آپ کو کوئی خصوصی پیغام پہنچانا چاہتا ہے..... کاؤنٹر مین نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اوکے باس..... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”دوسری منزل کے آخر میں باس کا آفس ہے۔ چلے جاؤ..... کاؤنٹر مین نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور سیرھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر موجود تھا لیکن وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔

”آپ کی جیب میں اسلحہ ہو تو وہ ہمیں دے جائیں۔ واپسی پر مل جائے گا..... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے مشین پشٹل نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

”شکریہ سر۔ اب آپ جاسکتے ہیں..... اس آدمی نے مشین پشٹل لے کر کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے وہی مارکوئیس بیٹھا تھا جس نے اس کی ہلاکت کا حکم دیا تھا۔

”میرا نام جیکب ہے اور میرا تعلق بلیک شیڈ سے ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔ چونکہ مارکوئیس اس کی آمد پر اٹھا بھی نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے

بھی مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

”کیا پیغام ہے.....“ ماسٹر مارکوئیس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”صرف اتنا کہ تم ڈی سی کے ادمیوں کو الٹ کر دو کیونکہ چیف نو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لو پاک پہنچ چکے ہیں.....“ ٹائیگر نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

”یہ بات تو وہ فون پر بھی کر سکتے تھے اور یہ بات انہیں میری بیوی نے چیف ماسٹر سے کہنی چاہئے تھی۔ مجھے تو وہ جانتے ہی نہیں۔“ مارکوئیس نے کہا۔

”چیف سرکاری مہجنسی کے چیف ہیں سمجھے۔ اس لئے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عملی انچارج تم ہو چیف ماسٹر نہیں نور پھر اتہائی خطرناک مہجنسوں کی موجودگی میں فون پر بات نہیں کی جاسکتی.....“ ٹائیگر نے جواب دیا تو مارکوئیس بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا ہے.....“ مارکوئیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک ٹیکسی ڈرائیور نے.....“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ بتاؤ کہ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ نیا لباس تبدیل کر کے اور ریڈی میڈ میک اپ کر کے تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں پہچان نہیں سکتوں گا.....“ مارکوئیس نے یقین دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی رد عمل ظاہر کرتا، چٹک کی آواز کے ساتھ ہی

چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی اس پر بڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن جیسے تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ البتہ ذہن کے تاریک ہونے سے پہلے آخری احساس ٹائیگر کے ذہن میں یہی ابھرا تھا کہ باوجود اپنی مہارت کے وہ مار کو نہیں جیسے عام سے آدمی سے مار کھا گیا ہے۔

ٹیکسی ریڈ ڈراگون کلب سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔  
 "جنتاب۔ ٹیکسیوں کو کلب کے اندر یا قریب لے جانے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر خلاف ورزی کی جائے تو ٹیکسی تباہ کر دی جاتی ہے۔"  
 ڈرائیور نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔  
 "کوئی بات نہیں۔ ہم یہیں اتر جاتے ہیں"..... عمران نے کہا اور ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر پڑے۔ جوزف نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی۔ عمران ایکریمن میک اپ میں تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنے اصل چہروں میں بنے تھے۔ ان دونوں نے گہرے نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے جبکہ عمران نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔  
 "ماسٹر آپ صرف تماشہ دیکھیں گے"..... جوانا نے ٹیکسی کے آگے بڑھتے ہی کہا۔

لو پاک بندرگاہ سے طعہ بڑے شہر گولڈ کوئین کے ایک ہوٹل میں عمران اپنے ساتھیوں ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ہمراہ موجود تھا۔ وہ پاکیشیا سے بذریعہ بحری جہاز پہلے کافرستان گئے تھے اور پھر کافرستان سے انہوں نے براہ راست جنوبی افریقہ کے دارالحکومت کی فلائٹ لی تھی۔ عمران اور ٹائیگر دونوں اس وقت افریقہ میں ایک اپ میں تھے جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنی اصل صورتوں میں ہی تھے۔ دارالحکومت سے وہ گولڈ کوئین پہنچے اور پھر وہاں ایک ہوٹل میں انہوں نے کمرے حاصل کر لئے۔ عمران کے سامنے ایک نقشہ پھیلا ہوا تھا اور وہ اس نقشے پر کافی دیر سے جھکا ہوا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھی خاموش بیٹھے ہوئے تھے۔

”ماسٹر، آپ تو اس طرح چھپتے پھر رہے ہیں جیسے دشمن آپ کے پیچھے لگے ہوئے ہوں“..... اچانک جوانا نے کہا تو عمران سمیت سب

بے تک ہڑے۔

”تم اپنی بات میں معمولی سی تبدیلی کر لو تو تمہاری بات درست ہو جائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کونسی تبدیلی ماسٹر“..... جوانا نے حیران ہو کر پوچھا۔

”یہی کہ ہم اس لئے چھپتے پھر رہے ہیں کہ دشمن ہمارے پیچھے نہ جگ سکیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر، اس طرح چھپنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آپ کھل کر سامنے آئیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ کون آپ کے مقابل آتا ہے“۔ جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”باس چھپتے نہیں پھر رہے۔ کوئی ایسا راستہ ٹریس کر رہے جس کے ذریعے وہ بغیر کسی رکاوٹ کے شکار تک پہنچ سکیں کیونکہ باس کے پاس وقت کم ہے“..... جوزف نے منہ بناتے ہوئے جوانا کو جواب دیا۔

”باس۔ لو پاک میں لازماً ایسے لوگ موجود ہوں گے جو ان جہیزوں کے بارے میں کافی کچھ جانتے ہوں گے“..... خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

”اصل مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے پاس وقت بے حد کم ہے اور دوسری بات یہ کہ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ڈاکٹر چیانگ کا بیٹا ڈاکٹر شوکانی ان جہیزوں پر نہیں رکھا گیا ہو گا اور پھر لو پاک میں ہماری چیکنگ ہو رہی ہے۔ لامحالہ ہم نے جیسے ہی کوئی لانچ ان جہیزوں پر

طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کرائیں بات“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پر پریس کر دیا۔  
”ولسن بول رہا ہوں لو پاک سے“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”یس مسٹر ولسن۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے۔“  
عمران نے اسی ایکریمنٹن لہجے میں کہا۔

”مسٹر مائیکل، ڈیپ سی کا آفس یہاں موجود نہیں ہے البتہ لو پاک میں ایک کلب ہے جسے ریڈ ڈراگون کلب کہا جاتا ہے۔ اس کا مالک اور جنرل میجر چیف ماسٹر کہلاتا ہے۔ وہ لو پاک میں ڈیپ سی کا انچارج ہے۔ ویسے عام حالات میں وہ لو پاک کا معروف گینگسٹر ہے اور ریڈ ڈراگون بھی لو پاک کا بدنام ترین کلب ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیکن ڈیپ سی تو سرکاری“ بجنسی ہے“..... عمران نے کہا۔  
”جی ہاں۔ یہی بات تو پردے کا کام کرتی ہے۔ کسی کو تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ چیف ماسٹر ڈیپ سی کا انچارج ہو سکتا ہے۔ پھر یہ لوگ چونکہ بذات خود بد معاش ہیں اس لئے ان کے رابطے بھی تمام بد معاشوں سے ہیں۔ اس طرح یہ لوگ زیادہ آسانی سے اپنا سرکاری کام اس آڑ میں کر لیتے ہیں“..... ولسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکریہ“..... عمران نے جواب دیا اور اس کے

جانے کے لئے بک کی یہ لوگ چونک پڑیں گے کیونکہ ان جرمیوں پر کوئی نہیں آتا جاتا“..... عمران نے کہا۔  
”ہم کسی ہیلی کاپٹر کے ذریعے بھی تو وہاں پہنچ سکتے ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”ہاں پہنچ تو سکتے ہیں۔ لیکن جو تنظیم اس قدر جدید آلات مواصلات کے سلسلے میں استعمال کر رہی ہے کہ شوگران جیسی حکومت بھی ان جدید آلات کو چیک نہیں کر سکتی۔ اس نے اپنے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کے لئے لامحالہ انتہائی جدید ترین آلات نصب کر رکھے ہوں گے۔ اس لئے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہمارے ہیلی کاپٹر کو فضا میں یا جہیز پر اترتے ہی نشانہ بنا دیا جائے“..... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ مجھے اجازت دیں باس۔ میں لو پاک جا کر وہاں سے ضروری معلومات حاصل کر لیتا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں، ہم نے اکنٹھے وہاں جانا ہے۔ مجھے ایک کال کا انتظار ہے۔“  
عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پھیلا ہوا نقشہ سمیٹ دیا۔ پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”یس، مائیکل بول رہا ہوں“..... عمران نے ایکریمنٹن لہجے میں

کہا۔  
”لو پاک سے مسٹر ولسن کی آپ کے لئے کال ہے“..... دوسری

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”ہمیں اس چیف ماسٹر کو کور کرنا ہوگا تاکہ اس سے ڈسپ سی کے

آدمیوں کو اپنی نگرانی سے ہٹایا جاسکے“..... عمران نے کہا۔

”یہ کام آپ میرے سپرد کر دیں ماسٹر“..... جو انا نے کہا۔

”میں جوزف اور تمہارے ساتھ وہاں جاؤں گا۔ جبکہ ٹائیگر اس

دوران وہاں ایسے کسی آدمی کو ٹریس کرے گا جس سے داخل اور راتھ

جریدوں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل ہو سکیں“۔ عمران

نے کہا۔

”یس باس۔ میں یہ کام آسانی سے کر لوں گا“..... ٹائیگر نے کہا۔

”یہاں سے ہر گھنٹے بعد شٹل فلائٹ لو پاک جاتی ہے۔ تم ہوٹل

چھوڑ کر پہلی فلائٹ سے چلے جاؤ۔ ہم اگلی فلائٹ پر وہاں پہنچیں گے۔

زیر وفا نیوٹرانسمیٹر تمہارے پاس ہے۔ اس سے رابطہ ہو جائے گا“۔

عمران نے کہا۔

”یس باس“..... ٹائیگر نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا اور پھر سلام کر کے

وہ مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ماسٹر، آپ ہمیں اجازت دیں۔ ہم بھی پہلی فلائٹ سے جا کر اس

چیف ماسٹر نمٹ لیتے ہیں۔ آپ اطمینان سے وہاں آجائیں“..... جو انا

نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم ہاتھ پیروں کو حرکت دینے کے لئے بے

چین ہو رہے ہو لیکن یہ عام مشن نہیں ہے۔ انتہائی اہم اور نازک

مشن ہے۔ ہمیں بہت سوچ سمجھ کر آگے بڑھنا ہے۔ تم دونوں اپنے

کمرے میں جاؤ اور کچھ در آرام کرو“..... عمران نے قدرے سرد لہجے

میں کہا۔

”یس ماسٹر“..... جو انا نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی

جوزف بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران

نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون پیس کے نیچے لگے ہوئے سفید رنگ

کے بٹن کو پریس کر کے اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر انکوائری

کے نمبر پریس کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”یہاں سے لو پاک کا رابطہ نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون

آنے پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”انکوائری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔

”ریڈ ڈراگون کے چیف مینجر کا نمبر دیں“..... عمران نے کہا تو

دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ریڈ ڈراگون“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک چیختی ہوئی آواز

سنائی دی۔

”لارڈ البرٹ بول رہا ہوں ولنکٹن سے۔ چیف ماسٹر سے بات کراؤ۔“..... عمران نے لہجہ بدل کر قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ کریں۔“..... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

”چیف ماسٹر بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک سخت اور سرد آواز سنائی دی۔

”ولنکٹن سے لارڈ البرٹ بول رہا ہوں چیف آف بلیک ایجنسی۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ لو پاک پہنچ رہے ہیں اور آپ کو ان کی چیکنگ پر بطور انچارج ڈسپ سی لگایا گیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے۔“..... دوسری طرف سے اسی طرح سخت اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے اگر آپ چاہیں تو لو پاک میں بلیک ایجنسی کے انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ آپ کی مدد کریں۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری لارڈ۔ ہمیں یہاں کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔ ان لوگوں نے داخل جہیز پر جانا ہے اور ہم نے بندرگاہ کے ارد گرد باقاعدہ ناکہ بندی کر رکھی ہے۔ اس لئے یہ لوگ کسی صورت بچ کر نہیں جاسکتے۔“..... چیف ماسٹر نے کہا۔

”اوکے۔ بہر حال آپ محتاط رہیں۔“..... عمران نے کہا اور پھر

۔ سیور رکھ دیا۔ وہ دراصل دلسن کی اس اطلاع کو کنفرم کرنا چاہتا تھا۔ اب وہ کنفرم ہو گیا تھا کہ دلسن کی اطلاع درست ہے اور یہ بھی سے معلوم ہو گیا تھا کہ ان لوگوں نے چیکنگ کا کیا طریقہ اپنا رکھا ہے۔ اب وہ آسانی سے انہیں کوڑ کر سکتا تھا۔ ویسے اول تو اسے یقین تھا کہ چیف ماسٹر لارڈ البرٹ کی کال کی تصدیق کرائے گا لیکن اگر ایسا ہوا بھی ہی تب بھی اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ لارڈ البرٹ واقعی ان دنوں بلیک ایجنسی کا چیف تھا۔



”ہاں، میں ولنکٹن سے آیا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا اور بوڑھے کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کسی خاص چکر میں ہو“..... بوڑھے نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ خاص ہی سمجھ لو۔ میری پارٹی واجل اور راتھ جنیروں پر قبضہ کرنا چاہتی ہے اور میں نے اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنی ہیں“..... ٹائیگر نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ، اوہ گڈ۔ وری گڈ۔ مجھے تو واقعی اس کی بے حد ضرورت تھی“..... بوڑھے نے اتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نوٹ کو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جیب میں منتقل کر لیا۔

”سنو، دھوکہ دینے کی کوشش نہ کرنا ورنہ تمہاری یہ بوڑھی ہڈیاں آسانی سے توڑی جاسکتی ہیں“..... ٹائیگر کا لہجہ یکھت بدل گیا۔

”ایسا نہیں، ہو گا ینگ مین۔ اولڈ سمتھ نے دنیا دیکھی ہے۔ وہ جانتا ہے کہ جو لوگ بھاری رقوم دیتے ہیں وہ اور بھی بہت کچھ کر سکتے ہیں۔

میں تو وہاں کبھی نہیں گیا البتہ میں تمہیں ایک ایسے آدمی کی ٹپ دے سکتا ہوں جو وہاں نہ صرف جاتا رہتا ہے بلکہ وہاں کے سردار کا خاص مہمان بن کر رہتا ہے۔ اب چونکہ وہ بہت بوڑھا ہو گیا ہے۔

اس لئے اب وہ صرف اپنے کمرے تک ہی محدود رہتا ہے اور جس طرح مجھے رقم کی ضرورت ہے اسی طرح اسے بھی بھاری رقم کی ضرورت

ٹائیگر لو پاک بندرگاہ پر ایک ہوٹل ریڈروز میں داخل ہوا۔ یہاں ماہی گیروں کی بھرمار تھی۔ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ ہوٹل بندرگاہ پر کام کرنے والے ماہی گیروں کا پسندیدہ ہوٹل ہے۔ ہال کافی بڑا تھا اور وہاں ہر طرف مرد اور عورتیں بھری ہوئی تھیں۔ سستی شراب کی تیز بو اور سستے نشہ جے یہاں مار جو فین کہا جاتا تھا کے غلیظ دھوئیں نے پورے ہال کو گھیر رکھا تھا۔ ٹائیگر کچھ دیر تک کھڑا ہال کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ایک کونے میں بیٹھے ہوئے ایک بوڑھے آدمی کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ یہ بوڑھا اپنی میز پر اکیلا بیٹھا تھا اور مار جو فین پینے میں مصروف تھا اور سستی شراب کی دو خالی بوتلیں اور ایک بھری ہوئی بوتل اس کے سامنے موجود تھی۔

”کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں“..... ٹائیگر نے کہا تو بوڑھا چونک

پڑا۔

”ہاں۔ بیٹھو۔ اجنبی دکھائی دیتے ہو“..... بوڑھے نے کہا۔



انہیں حکومت سے خریدنے کے لئے بات چیت کر سکیں..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے بڑی مالیت کے دو نوٹ نکال کر بوڑھے فرانک کے لرزتے ہوئے ہاتھ پر رکھ دیئے۔  
 "اوہ، اوہ یہ کیا ہے۔ یہ تو بڑی رقم ہے..... بوڑھے فرانک نے  
 اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا کانپتا ہوا ہاتھ پہلے سے زیادہ  
 زور سے ہلنے لگ گیا تھا۔

"یہ کم ہیں۔ اتنے ہی اور ملیں گے۔ اگر آپ مجھے جہیروں کے  
 بارے میں تفصیل بتادیں..... ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔  
 "لیکن میں گزشتہ چند سالوں سے وہاں نہیں گیا البتہ پہلے کے  
 بارے میں تمہیں سب کچھ بتا سکتا ہوں..... فرانک نے کہا۔ اس  
 نے نوٹ جیب میں ڈال لئے تھے اور اس کی آنکھوں میں اب تیز چمک آ  
 گئی تھی۔

"آپ وہی کچھ بتادیں..... ٹائیگر نے کہا تو فرانک نے جہیروں کے  
 لو پاک بندرگاہ سے فاصلے سے لے کر وہاں کے بارے میں  
 تفصیلات بتانا شروع کر دیں۔ اس نے بتایا کہ وہاں ایک نیم وحشی  
 قبیلہ رہتا ہے۔ جس کا نام پاساٹینا ہے۔ یہ اس معنی میں نیم وحشی  
 ہے کہ جدید دور کا کوئی انداز انہوں نے نہیں اپنایا۔ بس وہ آدم خور  
 نہیں ہے لیکن دو کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں  
 کرتے۔ اسے فوری ہلاک کر دیتے ہیں اور اس کی لاش درخت سے  
 باندھ دیتے ہیں۔" فرانک نے کہا۔

"ان کی تعداد کتنی ہے..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 "وہ پانچ سو سے زائد ہیں۔ ان میں آدمی عورتیں ہیں۔" بوڑھے  
 فرانک نے جواب دیا۔  
 "کیا وہ لباس پہنتے ہیں..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 "ہاں، وہ لباس بھی پہنتے ہیں اور ان کے پاس جدید اسلحہ بھی ہے  
 لیکن بس اسلحے کی حد تک۔ ورنہ ان کا رہنا سہنا اور انداز سب قدیم دور  
 کا ہے..... فرانک نے جواب دیا۔  
 "آپ کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ آپ وہاں چھ سال تک رہے  
 ہیں..... ٹائیگر نے کہا۔  
 "ہاں، میں اپنی جان کے خوف سے وہاں گیا تو ان کا بوڑھا سردار  
 ان دنوں بیمار تھا۔ میں نے بھی اپنی زندگی میں جہی بوٹیوں سے  
 علاج کا تجربہ کیا ہوا تھا۔ میں نے اس بوڑھے سردار کا علاج کرنے کا کہہ  
 دیا اور پھر وہیں کی جہی بوٹیوں سے میں نے اس کا علاج کیا اور میری  
 خوش قسمتی کہ وہ سردار صحت یاب ہو گیا جس پر اس نے مجھے اپنا بھائی  
 قرار دے دیا اور اب قبیلے کے افراد مجھے ہلاک نہ کر سکتے تھے۔ میں وہاں  
 چھ سال تک ان کا مہمان بن کر رہا..... فرانک نے جواب دیا۔  
 "کیا اب بھی وہ سردار آپ کا بھائی ہے..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 "نہیں، وہ بوڑھا سردار اس وقت فوت ہو گیا تھا جب میں واپس آ  
 رہا تھا۔ اب اس کا بیٹا تا کوئی سردار ہو گا اور وہ اہتائی سخت مزاج اور  
 قالم آدمی ہے..... فرانک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اسلحہ انہیں کس نے دیا ہے؟..... ٹائیگر نے پوچھا۔  
 ”میں نے سردار سے پوچھا تھا تو اس نے بتایا کہ دو اجنبی ایک لانچ  
 میں وہاں آئے تھے۔ ہم نے انہیں ہلاک کرنا چاہا تو انہوں نے ہمارے  
 دو آدمی اس اسلحے سے ہلاک کر دیئے۔ ہم خوفزدہ ہو گئے۔ پھر ہم نے  
 انہیں امان دے دی۔ انہیں اپنا بھائی بنا لیا۔ انہوں نے ہمیں اس  
 اسلحے کو چلانا سکھایا اور نشانہ بازی کی مشق کرائی۔ ان کے پاس لانچ  
 میں بہت سا اسلحہ تھا۔ وہ اسلحہ انہوں نے ہمیں دے دیا۔ پھر وہ واپس  
 چلے گئے۔ تب سے ہم یہ اسلحہ چلاتے ہیں لیکن اس وقت جب اس کے  
 سوا اور کوئی چارہ نہ ہو۔ ورنہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں پڑتی۔“  
 فرانک نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔  
 ”سنا ہے وہاں کسی مافیائے قبضہ کر رکھا ہے؟..... ٹائیگر نے  
 کہا۔

”میں نے تو نہیں سنا۔ ہو سکتا ہے کر لیا ہو۔ لیکن اس جریرے پر  
 گھنا اور انتہائی خطرناک جنگل ہے اور وہاں کا سارا علاقہ ولدلی ہے۔  
 خوفناک چھوٹی بڑی ولدلیں ہر جگہ موجود ہیں اور ان پر جھاڑیاں ہیں۔  
 اس لئے پتہ بھی نہیں چلتا اور انسان دلدل میں گر کر غرق ہو جاتا  
 ہے۔ صرف پاساؤں قبیلے کے لوگ ان سے واقف ہیں۔ بارشیں بھی  
 وہاں بے پناہ ہوتی ہیں البتہ جریرے کے درمیان ایک قدرتی پہاڑی  
 ہے اور شمال مغربی طرف ہموار میدان ہے۔ جس میں قبیلے والوں نے  
 جھونپڑیاں بنائی ہوئی ہیں۔“ فرانک نے کہا اور پھر ٹائیگر نے بہت

سے سوالات کر کے اس سے اپنے مطلب کی تمام تفصیل معلوم کر لی  
 تو اس نے دو اور بڑے نوٹ نکال کر بوڑھے کے ہاتھ میں دیئے اور اس  
 کا شکر یہ ادا کر کے وہ اٹھ کر مڑا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ اس نے  
 دروازہ بند کر دیا تھا۔ پھر وہ سیردھیاں اترتا ہوا جیسے ہی نیچے ہال میں  
 پہنچا۔ اچانک وہاں کاؤنٹر کے قریب کھڑے دو لمبے ترنگے آدمیوں نے  
 چونک کر اسے دیکھا اور وہ اس کے پیچھے گیٹ کی طرف چل پڑے۔ ان  
 دونوں کے ہاتھ ان کی جیبوں میں تھے۔

”ایک لمحے میں گولی مار دیں گے۔ سامنے سیاہ کاریں بیٹھو۔“ ان  
 دونوں نے ٹائیگر کے دائیں بائیں آتے ہوئے انتہائی کراخت لہجے میں  
 کہا۔

”کہاں لے جانا چاہتے ہو مجھے؟..... ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے  
 میں کہا۔

”خاموش رہو اور بیٹھ جاؤ ورنہ.....“ ایک آدمی نے غراتے  
 ہوئے کہا تو ٹائیگر اثبات میں سر بلاتا ہوا کار کے اندر بیٹھ گیا۔ وہ  
 دونوں اس کے دائیں بائیں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک آدمی  
 پہلے سے موجود تھا۔ اس نے ایک جھٹکے سے کار آگے بڑھادی۔  
 ”چلو اب تو کچھ بتاؤ کہ کون ہو تم اور کہاں لے جا رہے ہو مجھے؟“  
 ٹائیگر نے کہا۔

”خاموش بیٹھ رہو۔ منزل پر پہنچ کر تمہیں سب کچھ بتا دیا جائے  
 گا۔“ ان میں سے ایک نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا تو ٹائیگر

گیا اور جیسے ہی وہ کرسی پر بیٹھا۔ کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے جسم کے گرد فولادی کڑے لگے۔

”اس کا خیال رکھنا، میں ابھی آ رہا ہوں“..... اس آدمی نے جس نے اسے کرسی پر بٹھانے کا کہا تھا، کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے پیچھے ہی ایک اور آدمی بھی باہر چلا گیا اور اب کمرے میں صرف دو آدمی تھے۔ ان میں سے ایک وہ تھا جو اسے ہوٹل سے لے آیا تھا اور دوسرا وہ جو پہلے سے وہاں موجود تھا۔ ٹائیگر نے کرسی کے راڈز نمودار ہوتے ہی سمجھ لیا تھا کہ کرسی سادہ انداز کی ہے اور اس کے راڈز کھولنے کے لئے عقبی طرف بٹن ہے۔ کرسی پر جب بھی وزن پڑتا تو راڈز نمودار ہو جاتے تھے اور پھر بٹن پریس کر کے انہیں کھولا جاسکتا تھا۔ اس نے اپنی ٹانگ کو اس انداز میں موڑا کہ جیسے ٹانگ تھک گئی ہو اور وہ اسے حرکت دے رہا ہو۔ دوسری ٹانگ کو اس نے ساتھ ہی موڑ دیا تھا تا کہ سامنے موجود دونوں افراد کو شک نہ پڑے اور چند لمحوں بعد جب اس نے کرسی کے عقب پائے میں موجود بٹن کو ہتھیک کر لیا تو اس نے ٹانگ کو واپس سامنے کی طرف کر دیا۔ اب وہ جب چاہتا چند سیکنڈز میں ٹانگ موڑ کر راڈز کھول سکتا تھا۔

تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا سخت چہرے والا آدمی اندر داخل ہوا تو وہاں موجود سب افراد یکجہت الرٹ ہو گئے اور پھر ایک آدمی نے جلدی سے ایک کرسی اٹھا کر اس کے پیچھے کی دی اور آنے والا بڑے فاخرانہ انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ٹائیگر

اس طرح سر ہلا کر خاموش ہو گیا جیسے بچے استاد کا کہا مان لیتے ہیں۔ ویسے وہ سمجھ گیا تھا کہ ان لوگوں کا تعلق لازماً ٹیپ سی سے ہی ہوگا۔ انہیں کسی طرح یہ اطلاع مل گئی ہوگی کہ وہ داخل جہیز کے بارے میں پوچھتا پھر رہا ہے لیکن جس طرح وہ اسے دیکھ کر چونکے تھے اور فوری اس کے پیچھے آنے تھے اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہیں باقاعدہ اس کا حلیہ بتایا گیا ہے اور پھر ان کا گارڈ ہوٹل پہنچنا بتا رہا تھا کہ یہ کام ریڈروڈ ہوٹل میں موجود اولڈ سمتھ کا ہی ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی کہ اگر اولڈ سمتھ نے بتایا ہوتا تو وہ فوری بتا دیتا۔ اس نے اتنی دیر کیوں لگائی کہ اس دوران وہ نہ صرف فرانک سے مل بھی لیا بلکہ اس کے ساتھ وہ کافی دیر تک رہا بھی۔ یہ سب خیالات اس کے ذہن میں آرہے تھے کہ کار یکجہت ایک جھٹکے سے مڑی اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر عمارت پر لگے ہوئے ریڈ ڈراگون کلب کا بورڈ پڑھ کر بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اس کا خیال درست ثابت ہوا تھا۔ کار کو عمارت کی بائیں طرف لے جا کر روک دیا گیا اور پھر وہ دونوں ٹائیگر کو ساتھ لے کر ایک برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو اور مسلح افراد بھی موجود تھے۔ انہوں نے وہاں ٹائیگر کی بڑی تفصیلی تلاشی لی اور اس کی جیب میں موجود زیردفا نیوٹرلائسنگ مشین پشٹ نکال لیا۔

”اسے کرسی پر بٹھا دو“..... ان میں سے ایک نے کہا تو ٹائیگر کو سامنے دیوار کے ساتھ پڑی ہوئی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بٹھا دیا

سوچ رہا تھا کہ کیا یہ ریڈ ڈراگون کا چیف ماسٹر ہے یا اس کا کوئی اسسٹنٹ ہے۔

”تم پاکیشیائی ہو“..... آنے والے نے کرخت اور قدرے جھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”میں اکیمریمین ہوں۔ میں تمہیں کس طرف سے پاکیشیائی نظر آ رہا ہوں“..... ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کا میک اپ واش کرو تا کہ اس کی اکڑ ختم ہو“..... اس آدمی نے اپنے آدمی سے کہا۔

”باس، آپ حکم دیں۔ یہ ابھی چند لمحوں میں اصل بات بک دے گا“..... ایک آدمی نے خوشامد ادا لہجے میں کہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں اور میں اسے فوری طور پر ضائع نہیں کرنا چاہتا“..... باس نے سخت لہجے میں کہا تو وہی آدمی جس نے بات کی تھی تیزی سے مڑا اور کمرے کے کونے

میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود ایک جدید میک اپ واش نکالا اور الماری کی سائیڈ پر

موجود ایک ٹرالی پر رکھ کر وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا ٹائیگر کے قریب لے آیا۔ ٹائیگر کو معلوم تھا کہ اس نے سپیشل میک اپ کیا ہوا ہے اس

لئے یہ واش اس کا میک اپ کسی صورت واش نہ کر سکے گا۔ اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا اور پھر وہی ہوا۔ تھوڑی دیر بعد جب واش

ہٹایا گیا تو سامنے موجود افراد کے چہروں پر ابھر آنے والے تاثرات دیکھ

کر ہی ٹائیگر سمجھ گیا کہ اس کا سپیشل میک اپ واش نہیں ہوا۔

”تو تم واقعی اکیمریمین ہو“..... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں، میرا نام مارشل ہے اور میں ولنگٹن سے آیا ہوں۔“ ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے اولڈ سمتھ سے فرانک کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں اور اسے بھاری رقم دی تھی“..... باس نے کہا۔

”ہاں، کیا سمتھ نے تمہیں اس بارے میں اطلاع دی ہے۔“ ٹائیگر نے اپنے ذہن میں ابھر آنے والے خدشے کے تحت پوچھا۔

”نہیں، اس کے پاس بھاری دولت ہونے کا کوئی امکان نہیں تھا لیکن اس نے بڑا بھاری جوا کھیلا تو اس سے اس دولت کے بارے میں

پوچھ گچھ کی گئی تو اس نے تمہارے بارے میں بتایا۔ جس پر ہم سمجھ گئے کہ تم پاکیشیائی لیجنٹ ہو۔ اس لئے تمہیں یہاں لانے کے لئے

آدمی بھیجے گئے“..... اس بار باس نے پوری تفصیل بتا دی۔

”پاکیشیائیوں سے تمہیں کیا خطرہ ہے“..... ٹائیگر نے اپنے لہجے میں حیرت پیدا کرتے ہوئے کہا۔

”پہلے تم بتاؤ کہ تم واجل جریرے کے بارے میں کیوں پوچھتے پھر رہے ہو“..... باس نے کہا۔

”میرا تعلق بلیک ہارڈ سینڈویچ سے ہے۔ بلیک ہارڈ یہ دونوں جریرے حکومت سے خریدنا چاہتی ہے۔ اس لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے

تاکہ میں معلوم کروں کہ ان جہیروں کی کیا پوزیشن ہے اور یہ ان کے کام کے ہیں یا نہیں۔ میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں جانتا چاہتا تھا جو وہاں رہا ہو۔ تاکہ اس سے تفصیلی معلومات حاصل کر کے خود جہیروں پر جاؤں اور پھر سینڈیکیٹ کو تفصیلی رپورٹ دوں۔" ٹائیگر نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ، پھر تو تم پر غلط ہاتھ ڈالا گیا ہے۔ تم ہمارے کام کے آدمی نہیں ہو اور تمہیں ہم زندہ بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے تمہیں بہر حال مرنا ہوگا۔"..... باس نے یقیناً ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ایک منٹ رک جاؤ۔ میری بات سنو۔"..... ٹائیگر نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی ٹانگ تیزی سے منظر کرسی کے عقبی پائے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"سوری مسٹر مارشل۔ البتہ تمہیں پانچ منٹ دے رہا ہوں۔ تم مرنے سے پہلے جو عبادت کرنا چاہو کر لو اور یہ بھی اس لئے کہ تم بے گناہ مارے جا رہے ہو۔"..... اس باس نے گردن موڑ کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اتنی مہربانی کر رہے ہو تو اپنا نام بھی بتا دو تاکہ میں مرنے سے پہلے تمہارا شکر یہ ادا کر سکوں۔"..... ٹائیگر نے کہا۔

"میرا نام مار کوئیس ہے۔"..... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ اپنے آدمیوں سے مخاطب ہو گیا۔

"میرے جانے کے پانچ منٹ بعد اسے گولی مار کر اس کی لاش برقی بھٹی میں ڈال کر رکھ کر دینا۔"..... مار کوئیس نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی آنے والے دو افراد بھی چلے گئے۔ اب کمرے میں صرف وہی دو آدمی رہ گئے تھے جو ٹائیگر کے یہاں آنے سے پہلے موجود تھے۔

"کیا یہ مار کوئیس چیف ماسٹر ہے؟"..... ٹائیگر نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"تم کیسے جانتے ہو چیف ماسٹر کو؟"..... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا تو ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا تعلق سینڈیکیٹ سے ہے۔ کیا تم بھول گئے ہو؟"..... ٹائیگر نے کہا۔

"اچھا، ٹھیک ہے۔ بہر حال مار کوئیس چیف ماسٹر کا نمبر نو ہے۔ چیف ماسٹر تو صرف احکامات دیتا ہے۔ اصل کام مار کوئیس ہی کرتا ہے۔"..... اس آدمی نے جواب دیا۔

"کیا وہ بھی یہاں ریڈ ڈراگون میں بیٹھتا ہے؟"..... ٹائیگر نے پوچھا۔

"نہیں، اس کا آفس الگ ہے اور اب خاموش ہو جاؤ اور جس کام کے لئے باس نے تمہیں مہلت دی ہے وہ کر لو۔"..... اس آدمی نے کہا۔

"تمہارا کیا نام ہے اور اپنے ساتھی کا نام بھی بتا دو۔"..... ٹائیگر نے



کہا۔  
 "خاموش رہو۔۔۔۔۔ اس آدمی نے اس بار جھڑکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کٹائی پر بندھی ہوئی گھڑی کی طرف دیکھا۔  
 "بس تین منٹ باقی رہ گئے ہیں۔۔۔۔۔ اس آدمی نے سر اٹھا کر ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔  
 "اچھا، میرا خیال تھا کہ دو منٹ رہ گئے ہوں گے۔۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا تو سامنے کھڑے وہ دونوں اس طرح حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگے جیسے انہیں اس آدمی کی سمجھ نہ آرہی ہو۔ جو یقینی موت کے سامنے اس انداز میں بات کر رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہرا اطمینان تھا اور ابھی ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے کہ یقیناً کھٹک کی آواز کسی بم کے دھماکے کی طرح گونجی اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اس آواز کے بارے میں کچھ سمجھتے۔ ٹائیگر کسی پرندے کی طرح اڑتا ہوا ان کی طرف آیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ان دونوں کے حلق سے نکلنے والی بے اختیار چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ دونوں چونکہ ساتھ ساتھ کھڑے تھے اس لئے ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں نے ان کے سینوں پر زور وار ضربیں لگا کر انہیں پشت کے بل اچھال دیا تھا جبکہ ٹائیگر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے ٹائیگر نے ایک زوردار جمپ لگایا اور کونے کی میز پر پڑے ہوئے اپنے مشین پستل کو اس نے جھپٹ لیا۔ اسی لمحے اس نے یقیناً چھلانگ لگائی اور گولیاں عین اس جگہ پڑیں جہاں پلک جھپکنے سے پہلے

جائیگر موجود تھا۔ یہ وہی آدمی تھا جس نے اس سے بات کی تھی۔ اس نے نیچے گر کر اٹھتے ہوئے جیب سے مشین پستل نہ صرف نکال لیا تھا بلکہ ٹائیگر پر فائر بھی کھول دیا تھا لیکن ٹائیگر تو پارہ بنا ہوا تھا۔ اس لئے نہ صرف وہ بچ گیا بلکہ اس نے دوسری جگہ قدم ٹکرانے سے پہلے ہی جوابی فائر کھول دیا اور دوسرا آدمی جو نہ صرف اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا بلکہ اس کے ہاتھ میں بھی مشین پستل نظر آنے لگا تھا۔ گولیاں کھا کر چیختا ہوا پہلے آدمی پر گر جو ایک بار پھر ہاتھ گھما کر ٹائیگر پر فائر کرنا چاہتا تھا لیکن دوسرے آدمی کے اچانک گرنے سے اس کے ہاتھ سے مشین پستل نکل کر ذرا فاصلے پر جا گرا۔ یہ سب کچھ واقعی پلک جھپکنے کے عرصے سے پہلے ہی ہو گیا تھا۔ پہلے آدمی نے تڑپ کر اپنے اوپر گرنے والے دوسرے آدمی کو ایک طرف اچھالا ہی تھا کہ ٹائیگر کے مشین پستل سے ایک بار پھر فائر ہوا اور اٹھنے کی کوشش کرتا ہوا پہلا آدمی چیختا ہوا نیچے گرا۔ گولیاں اس کے سینے پر بڑی تھیں اور پھر چند لمحے بری طرح ترپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ جبکہ دوسرا آدمی پہلے ہی ختم ہو چکا تھا۔ ٹائیگر دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر ہی سمجھ گیا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پر دف ہے۔ اس لئے اس نے بے دریغ فائرنگ کر دی تھی۔ ویسے اسے ایک بار تو یہ سوچ کر ہی جھڑکری سی آگئی تھی کہ وہ بھی فائرنگ کی زد میں آنے سے بس بال بال ہی بچا ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر میز پر پڑا ہوا اپنا زیر و فایو ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈالا اور پھر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کے لئے یہاں سے نکلنا مسئلہ

تھا۔ اس کی اصل کوشش تو یہی تھی کہ ان میں سے ایک آدمی کو زندہ رکھ کر وہ کرسی پر جکڑ کر اس سے اس جگہ کے بارے میں معلوم کرے جہاں مار کو نہیں بٹھتا تھا کیونکہ اسے اس بات کا اندازہ ہو گیا تھا کہ چیف ماسٹر کی بجائے اگر مار کو نہیں کو فوری طور پر کور کر لیا جائے تو ڈسپ سی کے آدمیوں کو زیادہ موثر طور پر پاکیشیائیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روکا جاسکتا تھا۔ لیکن یہاں حالات ہی ایسے ہو گئے تھے کہ اسے فوری دونوں کا خاتمہ کرنا پڑا۔ ورنہ اس کی اپنی زندگی کو بھی یقینی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا۔ باہر جانا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا کیونکہ اسے جب یہاں لایا گیا تھا تو اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور یہ انتہائی شامت کٹ تھا۔ وہ دراصل فوری طور پر مار کو نہیں کو کور کرنا چاہتا تھا۔ بہر حال یہاں سے باہر جا کر ہی وہ کچھ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے مشین پشٹل اور زرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈالا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کمرے سے ملحقہ دوسرا کمرہ خالی تھا۔ اس کا دروازہ کھول کر وہ باہر برآمدے میں آ گیا اور پھر برآمدے سے وہ ریڈ ڈراگون کلب کی عمارت کی سائیڈ پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس سے کوئی آدمی بھی نہ ٹکرایا تھا۔ وہ اطمینان سے چلتا ہوا کپاؤنڈ گیٹ سے باہر پہنچ گیا۔ اس نے خالی ٹیکسی روکی اور اسے مین مارکیٹ چلنے کا کہہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مین مارکیٹ پہنچ چکا تھا۔ وہاں سے اس نے اپنے ناپ کا نیا لباس خرید اور اس کے ساتھ ہی ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے اس نے میک اپ ریڈی میڈ باکس بھی خرید

یہ۔ ریڈی میڈ میک اپ باکس تھیںڑوں میں کام کرنے والوں کے لئے بنائے جاتے تھے تاکہ وہ جلد از جلد مختلف بہروپ بھر کر کام کر سکیں۔ میک اپ باکس اور لباس خرید کر وہ ایک قریبی ریسٹوران میں گیا اور اس کے واش روم میں جا کر اس نے نہ صرف لباس تبدیل کیا بلکہ چہرے اور گردن پر ریڈی میڈ میک اپ چڑھایا اور دونوں ہاتھوں سے اسے مخصوص انداز میں پھپھکا کر اس نے اسے اچھی طرح میڈجسٹ کیا۔ پھر پرانے لباس کی جیبوں سے سارا سامان اور ریڈی میڈ میک اپ باکس بھی اس نے نئے لباس میں منتقل کیا۔ پرانا لباس شاپر میں ڈال کر وہ جب واش روم سے باہر آیا تو وہ یکسر مختلف آدمی بن چکا تھا۔ ریسٹوران سے باہر آ کر وہ اس کے عقبی طرف چلا گیا۔ اب اس نے سوچا کہ وہ باس عمران کو اب تک کی رپورٹ دے دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا کیونکہ عمران نے اگر مار کو نہیں کے بارے میں پوچھا تو وہ جواب نہ دے سکے گا۔ اس لئے یہ رپورٹ ادھوری رہتی اور عمران کو ادھوری رپورٹ سے سخت چڑھتی۔ اس لئے ٹائیگر نے مار کو نہیں کو تلاش کرنے کے بعد رپورٹ دینے کا فیصلہ کیا اور پھر زرو فائیو ٹرانسمیٹر جیب میں ڈال کر وہ اس ریسٹوران کی عقبی طرف سے باہر سڑک پر آیا اور وہاں ایک خالی ٹیکسی اسے نظر آ گئی۔

ریڈ ڈراگون چلو..... ٹائیگر نے ٹیکسی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اسے ایک لمحے کے لئے حیرت بھری نظروں سے دیکھا اور پھر کاندھے اچکاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

یہ اور ٹیکسی آگے بڑھالے گیا اور ٹائیگر مڑ کر کپاؤنڈ گیٹ سے اندر داخل ہوا تو وہاں آنے جانے والے افراد کو دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ یہ ٹیب بھی جرائم پیشہ افراد کی آماجگاہ ہے۔ لیکن ٹائیگر سیدھا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ کاؤنٹر پر ایک پہلوان نما آدمی کھڑا تھا جبکہ سردس دینے والی دو نیم عریاں لباس پہنے مقامی لڑکیاں تھیں جن کے چہرے بتا رہے تھے کہ وہ ایسے ماحول کی عادی ہیں۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“..... ٹائیگر نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر بد معاشوں کے مخصوص جھٹکے دار لہجے میں کہا تو وہ آدمی چونک کر ٹائیگر کو دیکھنے لگا۔

”ماسٹر مار کوئیس سے کہو کہ سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو کا جیکب آیا ہے۔ ایک خاص پیغام دینا ہے اسے“..... ٹائیگر کو چونکہ ان کی فطرت کا بخوبی اندازہ تھا اس لئے اس نے اپنا انداز ان کی نفسیات کے مطابق ہی رکھا تھا۔

”سرکاری ایجنسی بلیک شیڈو“..... اس آدمی کے چہرے پر قدرے مرعوبیت کے تاثرات نمودار ہوئے۔

”تم کچھ نہیں جانتے کچھے۔ تمہارا ماسٹر سب جانتا ہے۔ بات کرو اس سے“..... ٹائیگر نے اور زیادہ اکڑے ہوئے لہجے میں کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ملاتے ہوئے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگر دو بٹن پریس کر دیئے۔

”کاؤنٹر سے سناؤ بول رہا ہوں باس۔ ایک آدمی یہاں آیا ہے۔

”تم کچھ کہنا چاہتے تھے“..... ٹائیگر نے نرم لہجے میں کہا۔  
”آپ شکل و صورت سے کوئی تاجر لگتے ہیں۔ ریڈ ڈراگون میں تو آپ لٹ جائیں گے۔ وہ لو پاک کی سب سے خطرناک جگہ ہے۔“  
ڈرائیور نے آہستہ سے کہا۔

”اوہ، مجھے تو مار کوئیس سے ملنا تھا جو چیف ماسٹر کا اسسٹنٹ ہے۔ سنا ہے کہ وہ ریڈ ڈراگون میں ہی بیٹھتا ہے“..... ٹائیگر نے کہا۔

”نہیں جناب۔ آپ کو جس نے یہ بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ مار کوئیس تو بلیک اسٹف کلب کا انچارج ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ، پھر تم مجھے وہیں لے چلو۔ تمہارا شکریہ“..... ٹائیگر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ملادیا۔ تھوڑی دیر بعد ٹیکسی ایک دو منزلہ کلب کے کپاؤنڈ گیٹ سے ذرا آگے رک گئی۔

”اندر ٹیکسی نہیں جاسکتی جناب۔ لیکن یہ بھی بتا دوں کہ یہاں کا ماحول بھی ریڈ ڈراگون سے مختلف نہیں ہے“..... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

”بے فکر رہو۔ میں نے صرف چند پیغامات پہنچانے ہیں۔“ ٹائیگر نے کہا اور پھر اس نے کرایہ کے علاوہ اسے بھاری رقم ٹیب کے طور پر بھی دے دی تو ڈرائیور کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے ٹائیگر کو سلام



اس کا نام جیکب ہے اس کا کہنا ہے کہ وہ سرکاری بجنسی بلیک شیڈ کا آدمی ہے اور آپ کو کوئی خصوصی پیغام پہنچانا چاہتا ہے..... کاؤنٹر مین نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ اڈ کے باس..... دوسری طرف سے کچھ سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”دوسری منزل کے آخر میں باس کا آفس ہے۔ چلے جاؤ..... کاؤنٹر مین نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلایا اور سیریلیوں کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دوسری منزل پر موجود تھا لیکن وہاں مشین گنوں سے مسلح چار افراد موجود تھے۔

”آپ کی جیب میں اسلحہ ہو تو وہ ہمیں دے جائیں۔ واپسی پر مل جائے گا..... ان میں سے ایک آدمی نے بڑے مہذب لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیب سے مشین پشٹل نکال کر اس کے حوالے کر دیا۔

”شکریہ مر۔ اب آپ جا سکتے ہیں..... اس آدمی نے مشین پشٹل لے کر کونے میں موجود دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھل گیا اور ٹائیگر اندر داخل ہوا تو سامنے ہی ایک بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے وہی مارکوئیس بیٹھا تھا جس نے اس کی ہلاکت کا حکم دیا تھا۔

”میرا نام جیکب ہے اور میرا تعلق بلیک شیڈ سے ہے۔“ ٹائیگر نے کہا۔ چونکہ مارکوئیس اس کی آمد پر اٹھا بھی نہ تھا اس لئے ٹائیگر نے

بھی مصافحے کے لئے اس کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا تھا۔

”کیا پیغام ہے.....“ ماسٹر مارکوئیس نے اسے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”صرف اتنا کہ تم ڈی سی کے اڈیسوں کو الٹ کر دو کیونکہ چیف کو اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیائی بجنٹ لو پاک پہنچ چکے ہیں.....“ ٹائیگر نے بڑے پراعتماد لہجے میں کہا۔

”یہ بات تو وہ فون پر بھی کر سکتے تھے اور یہ بات انہیں میری بجائے چیف ماسٹر سے کہنی چاہئے تھی۔ مجھے تو وہ جانتے ہی نہیں۔“ مارکوئیس نے کہا۔

”چیف سرکاری بجنسی کے چیف ہیں سمجھئے۔ اس لئے وہ سب کچھ جانتے ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ عملی انچارج تم ہو چیف ماسٹر نہیں اور پھر اتہائی خطرناک بجنٹوں کی موجودگی میں فون پر بات نہیں کی جاسکتی.....“ ٹائیگر نے جواب دیا تو مارکوئیس بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں یہاں کا پتہ کس نے بتایا ہے.....“ مارکوئیس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک ٹیکسی ڈرائیور نے.....“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”یہ بتاؤ کہ تم مجھے احمق سمجھتے ہو۔ نیا لباس تبدیل کر کے اور۔۔۔ میڈ میک اپ کر کے تم سمجھتے ہو کہ میں تمہیں پہچان نہیں سچوں گا.....“ مارکوئیس نے یکفخت دانت نکالتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ٹائیگر کوئی رد عمل ظاہر کرتا، چٹک کی آواز کے ساتھ ہی

ٹیکسی ریڈ ڈراگون کلب سے کچھ فاصلے پر رک گئی۔  
 "جواب۔ ٹیکسیوں کو کلب کے اندر یا قریب لے جانے سے منع  
 کیا گیا ہے۔ اگر خلاف ورزی کی جائے تو ٹیکسی تباہ کر دی جاتی ہے۔"  
 ڈرائیور نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔  
 "کوئی بات نہیں۔ ہم یہیں اتر جاتے ہیں۔"..... عمران نے کہا اور  
 ٹیکسی سے نیچے اتر گیا۔ عقبی سیٹ سے جوزف اور جوانا بھی نیچے اتر  
 آئے۔ جوزف نے ڈرائیور کو کرایہ اور ٹپ دی۔ عمران ایکریمنٹ  
 میک اپ میں تھا جبکہ جوزف اور جوانا دونوں اپنے اصل چہروں میں  
 ہی تھے۔ ان دونوں نے گہرے نیلے رنگ کے سوٹ پہنے ہوئے تھے  
 جبکہ عمران نے ہلکے نیلے رنگ کا سوٹ پہنا ہوا تھا۔  
 "ماسٹر آپ صرف تماشہ دیکھیں گے۔"..... جوانا نے ٹیکسی کے  
 قعے بڑھتے ہی کہا۔

چھت سے سرخ رنگ کی تیز روشنی اس پر پڑی اور اس کے ساتھ ہی  
 اس کا ذہن جیسے تاریک دلدل میں ڈوبتا چلا گیا۔ البتہ ذہن کے  
 تاریک ہونے سے پہلے آخری احساس ٹائیگر کے ذہن میں یہی ابھرا تھا  
 کہ باوجود اپنی مہارت کے وہ مار کو نہیں جیسے عام سے آدمی سے مار کھا  
 گیا ہے۔

"یعنی میرا کام صرف تالیاں بجانا ہو گا لیکن تالی تو سنا ہے کہ دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔ اس لئے کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ تم اور جوزف مل کر تالیاں بجاؤ"..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے جواب دیا۔

"خاموش رہو جوانا۔ زیادہ بے تاب ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے موقع ہو گا ویسے ہی کیا جائے گا"..... جوزف نے منہ بنا کر جوانا سے کہا۔

"واہ، جوزف کو تو تعلیم بالغاں کے سکول کا ہیڈ ماسٹر ہونا چاہئے" عمران نے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا جبکہ جوزف خاموش رہا تھا۔ اس نے کوئی جواب نہ دیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوئے تو واقعی وہ ایک نئی دنیا میں آگئے تھے۔ کلب میں آنے اور جانے والے تمام مرد اور عورتیں اپنے اپنے انداز اور لباسوں سے جرائم پیشہ ہی دکھائی دے رہے تھے۔ جبکہ عمران، جوزف اور جوانا تینوں ان سب میں منفرد نظر آ رہے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ عورتیں بڑی پسندیدہ نظروں سے ان تینوں کو دیکھ رہی تھیں۔ خاص طور سے آگے جاتا ہوا عمران تو ان کی نظروں کا مرکز تھا۔

"میرا نام سوئی ہے۔ مجھ سے دوستی کرو گے۔ خوش کروں گی۔" اچانک ایک عورت نے آگے بڑھ کر بڑے لاڈ بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"چیف ماسٹر سے پوچھنا پڑے گا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو وہ عورت اس طرح بدکی جیسے عمران نے چیف

ماسٹر کا نام نہ لیا بلکہ اسے کوڑا مار دیا ہو۔

"واہ، واہ اچھا"..... اس عورت نے اتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اتنی تیزی سے گیٹ کی طرف بڑھ گئی جیسے اس کے پیچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔ عمران مسکراتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جب وہ ہال میں داخل ہوئے تو وہاں دسویں کمرے کے ساتھ ساتھ سستی شراب کی تیزبو ہر طرف چھائی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ عورتوں اور مردوں کے بے ہنگم قہقہے بھی سنائی دے رہے تھے۔ چند لمحوں تک گیٹ پر رکنے کے بعد انہیں ہال کا ماحول پوری طرح نظر آیا اور وہ بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔ کاؤنٹر پر چار ظہیم ظہیم آدمی موجود تھے جن میں سے تین سروس دینے میں مصروف تھے جبکہ ایک فون سننے میں مصروف تھا۔ عمران ایک لمحے کے لئے کاؤنٹر پر رکا، دوسرے لمحے اس نے اس آدمی کے ہاتھ سے رسیور چھینا اور اسے ایک جھٹکے سے کریڈل پر رکھ دیا۔

"پہلے ہماری بات سنو مسٹر۔ ہم تمہاری فون کال ختم ہونے کا انتظار نہیں کر سکتے"..... عمران نے اتہائی سرد لہجے میں کہا اور وہ آدمی چند لمحے تو حیرت بھری نظروں سے عمران اور اس کے پیچھے کھڑے ہوئے جوزف اور جوانا کو دیکھتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"تمہیں معلوم ہے میں کون ہوں۔ میرا نام ساک ہے ساک۔ دو انگلیوں میں ہاتھوں کو مسل دیتا ہوں۔ سمجھے"..... اس آدمی نے

یکفکنت غصے سے کاؤنٹر پر مکا مارتے ہوئے کہا۔ وہ واقعی لمیم شمیم جسم کا مالک تھا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم نہیں ہوا تھا کہ کاؤنٹر کے بالکل قریب کھڑے عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور اس کے ساتھ ہی ساکے چیختا ہوا اچھل کر کاؤنٹر پر کھڑے باقی تینوں آدمیوں پر جا گرا۔ پھر پلٹ کر کاؤنٹر کے نیچے گر گیا۔ پورا ہال تھپڑ کی زوردار آواز اور ساکے کے چیخنے کی وجہ سے یکفکنت خاموش ہو گیا۔

"یہ تم نے کیا کیا۔ ساکے۔ ساکے تو اتہائی ماہر لڑاکا ہے۔" کاؤنٹر پر موجود ایک آدمی نے حیرت کی شدت سے ہکلاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے جیسے کوئی آتش فشاں اچانک پھٹتا ہے اور اس میں سے ایک زوردار جھٹکے سے لاوا باہر بہتا ہے اس طرح چیختا ہوا ساکے اچھل کر کھڑا ہوا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ ایک بار پھر حرکت میں آیا اور اس بار لمیم شمیم ساکے چیختا ہوا میں تھکا بازی کھا کر کاؤنٹر کے اوپر سے اڑتا ہوا ایک زوردار دھماکے سے خالی جگہ پر جا گرا۔ اس کے ساتھ ہی خاموش کھڑے جوانانے قدم بڑھا کر پیر اس کے سینے پر رکھ دیا۔

"خبردار۔ اگر حرکت کی تو جیونٹی کی طرح مسل دوں گا۔" جوانانے عزاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی ساکے نے جو اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ جوانانے پیر کے ایک ہی جھٹکے سے یکفکنت ڈھیلا پڑ گیا۔

"پڑے رہو۔"..... جوانانے عزاتے ہوئے کہا۔ پورے ہال پر موت کا سا سکوت طاری تھا۔

"چیف ماسٹر کہاں بیٹھا ہے۔ اسے کہو کہ سائبرس سے رونا لڈ آیا۔" کہو اسے..... عمران نے عزاتے ہوئے لہجے میں کہا تو ایک تیز پڑا ایک آدمی تیزی سے دوڑتا ہوا سیڑھیاں چڑھ گیا۔

"تھوڑو اسے۔ اب اگر اس نے کوئی غلط حرکت کی تو زندہ قبر میں بندوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ چیف ماسٹر کا کوئی آدمی میرے ہاتھوں سناٹ ہو۔"..... عمران نے اونچی آواز میں جوانانے سے کہا۔

"میں ماسٹر..... جوانانے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیر پیچھے ہٹا لیا۔ لیکن ساکے نے چند لمحوں تک کوئی حرکت نہ کی۔ پھر اس نے اس انداز میں حرکت کرنا شروع کی جیسے کسی فلم کا کردار سلوموشن میں حرکت کرتا ہے۔ دل پر ہڑنے والے دیوانے اس کے اعصاب کو جیسے بخند کر دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ اٹھتا سیڑھیوں پر سے اس طرح دھم دھم کی آوازیں سنائی دیں جیسے کوئی بڑا رولر سیڑھیاں اتر رہا ہو۔ دوسرے لمحے ایک دیو قامت آدمی تیس کی ایک آنکھ خراب تھی جیسا اور جیکٹ پہنے نیچے پہنچا۔ اس کے تیرے کے اعصاب غصے کی شدت سے تھر تھرا رہے تھے۔ اکلوتی آنکھ میں سرنی جیسے تھوپ دی گئی تھی۔ اس کے پیچھے مشین گن بردار دو قوی بیکل آدمی تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ ساکے کو کیا ہوا ہے۔ یہ نیچے گرا پڑا ہے۔" سے گولی مار دو..... اس آنے والے نے یکفکنت چپکے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ ختم ہوتا۔ ٹرٹراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی

”ارے، ارے۔ آؤ رونالڈ ایسے کیڑے کوڑے تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ آؤ..... چیف ماسٹر نے بڑے لاپرواہ سے لہجے میں کہا اور واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے جوزف اور جوانا کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران، جوزف اور جوانا سمیت ایک وسیع کمرے میں موجود تھا۔ اس کمرے کو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا لیکن دیواروں پر ہر طرف نیم عریاں لڑکیوں کی بڑی بڑی تصویریں لگی ہوئی تھیں۔ ایک بڑی تصویر میں دو جنگی سانڈوں کو ٹرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔

”بٹھو اور بتاؤ کیا پیو گے۔ میرے پاس تین سو سال پرانی شراب بھی ہے۔“..... چیف ماسٹر نے انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا اور خود وہ سائیڈ سے گھوم کر بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کچھ نہیں۔ رونالڈ اور اس کے ساتھیوں نے شراب چھوڑ دی ہے۔ کیا تمہیں واقعی اس کی اطلاع نہیں تھی حالانکہ دنیا کے تمام براعظموں میں یہ بریکنگ نیوز کی طرح پھیل گئی تھی۔“..... عمران نے کہا۔

”اچھا۔ حیرت ہے ساری دنیا جانتی ہے اور مجھے اس کا علم نہیں ہے۔ بہر حال بتاؤ کیسے آنا ہوا۔“..... چیف ماسٹر نے آگے کی طرف جھٹکتے ہوئے کہا۔

”ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا ایک سرکاری ایجنسی ڈیپ سی کے

حرکت کرتا ہوا سا کہ چیختا ہوا واپس گرا اور چند لمحے تپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”تم ہو چیف ماسٹر..... عمران نے بڑے سرو لہجے میں کہا۔  
”ہاں، تم کون ہو اور تم نے کیسے سا کہ کو زیر کر لیا۔ تم لگتے تو چڑیا جتنے ہو۔“ اس نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔  
”تمہیں بتایا نہیں گیا کہ ہمارا تعلق سائبرس سے ہے اور میرا نام رونالڈ ہے۔ کبھی نہیں سنا رونالڈ کا نام۔ تمہارے اکیڑیسا بے ریڈ ڈاگز بھی رونالڈ کا نام سنتے ہی اپنی دین ٹانگوں میں دبا لیتے ہیں۔“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور ریڈ ڈاگز کا نام سن کر چیف ماسٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ، اوہ تو تم ہو وہ مشہور زمانہ رونالڈ۔ اوہ، اوہ اچھا اچھا۔ تمہارے بارے میں تو کہا جاتا ہے کہ سانڈ بھی تم سے کترا کر نکل جاتا ہے۔ اوہ آؤ۔ میرے ساتھ آؤ۔ ویلکم رونالڈ ویلکم۔“..... چیف ماسٹر نے یکھت مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا سارا غصہ یکھت ختم ہو گیا تھا۔

”میرا ساتھی چاہتا تو ذرا سا جھٹکا دینے سے اس سا کہ کا دل پھٹ جاتا اور میں چاہتا تو کاؤنٹر کے پیچھے سے اس کے آگے گرنے کے دوران اس کی گردن ٹوٹ چکی ہوتی لیکن میں تمہارا آدمی نہیں مارنا چاہتا تھا۔ اب بھی تم نے اسے مروایا ہے۔“..... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔



لوگ پیچھے ہٹ جائیں تاکہ ہم اپنا شکار کھیل سکیں۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سوری مسٹر روناڈ، ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ چیف نے مجھے حکم دیا ہے اور میں نے چیف کا حکم ہر حالت میں بجالانا ہے۔..... چیف ماسٹر نے کہا۔

”سوچ لو۔ میں تو اس لئے خود چل کر یہاں آیا ہوں ورنہ روناڈ سے ملنے کے لئے تو لوگ سالوں اپنی باری کا انتظار کرتے رہتے ہیں۔..... عمران نے کہا۔

”لیکن اگر وہ تم سے مارے نہ گئے تب۔..... چیف ماسٹر نے کہا۔

”یہ بات دوبارہ مت منہ سے نکالنا۔ جس طرح تیز رفتار گھوڑے کو چابک مارنے سے وہ بدک جاتا ہے اس طرح تمہاری یہ بات مجھے چابک کی طرح لگی ہے۔ بہر حال آئندہ یہ بات منہ سے نہ نکالنا۔ وہ لوگ یہاں قدم رکھتے ہی دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ چیف ماسٹر کوئی جواب دیتا۔ سلسلے بڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور چیف ماسٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیں۔..... چیف ماسٹر نے کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔

”ٹھیک ہے۔ یہ کام میں خود کر لوں گا۔ تم اسے فوری طور پر کلب کے بلیک روم میں پہنچا دو۔..... چیف ماسٹر نے کہا اور رسیور

انچارج بھی ہو اور اس سلسلے میں ہم آئے ہیں۔..... عمران نے کہا تو چیف ماسٹر بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ تمہارا کیا تعلق ہے کسی سرکاری ایجنسی سے۔“ چیف ماسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہمارا کسی سرکاری ایجنسی سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ لیکن جن لوگوں کو ہلاک کرنے کا ناسک تمہیں دیا گیا ہے یعنی پاکیشیائی ایجنٹوں کا وہ ہمارا بھی نارگٹ ہیں اور انہیں ہم نے ہلاک کرنا ہے، تم نے نہیں۔..... عمران نے کہا۔

”پاکیشیائی ایجنٹوں سے تمہارا کیا تعلق ہو سکتا ہے۔..... چیف ماسٹر کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

”روناڈ سینڈیکٹ کو انہوں نے دھوکہ دیا ہے اور روناڈ سب کچھ معاف کر سکتا ہے لیکن دھوکہ معاف نہیں کر سکتا۔..... عمران نے کہا۔

”اگر تمہارا مقصد انتقام لینا ہے تو چاہے وہ ہمارے ہاتھوں ہلاک ہوں یا تمہارے ہاتھوں۔ اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔..... چیف ماسٹر نے کہا۔

”فرق پڑتا ہے چیف ماسٹر، بہت زیادہ فرق پڑتا ہے۔ روناڈ اپنا انتقام خود دیتا ہے کبھی۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ان کی لاشیں مل جائیں گی اور تمہیں تو دلچسپی ان کی ہلاکت سے ہی ہوگی ان سے تو نہیں۔ اس لئے تم اپنے آدمیوں کو فون کر کے منع کر دو۔ تمہارے

ہی ہوا تھا کہ چھت سے چٹک چٹک کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سرخ رنگ کی تیز روشنی کا دھارا عمران اور اس کے ساتھیوں پر پڑا اور عمران کو یوں محسوس ہوا کہ جیسے وہ کرسی سمیت نیچے کہیں بہت نیچے اترتا چلا جا رہا ہو۔ البتہ آخری احساس ختم ہونے سے پہلے اس کے ذہن میں چیف ماسٹر کا بلند آہنگ قہقہہ گونج رہا تھا۔

رکھ دیا۔  
"ایک آدمی تو پکڑا گیا ہے باقی بھی پکڑے جائیں گے۔..... چیف ماسٹر نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا وہ زندہ ہاتھ آیا ہے..... عمران نے سرد لہجے میں پوچھا۔  
"ہاں، میرے نمبر نو مار کو نیس کا فون تھا۔ میں تو یہاں رہتا ہوں اور صرف احکامات صادر کرتا ہوں۔ کام مار کو نیس کرتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا گیا ہے کہ یہ آدمی اس کے آفس پہنچ گیا لیکن وہ اسے پہچان گیا تو اس نے اسے بے ہوش کر دیا۔ وہ اسے ہلاک کر دیتا لیکن میں نے حکم دیا ہوا تھا کہ پہلے ایسے آدمی کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔ اس لئے مجھے بتایا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں ہے لیکن اس کا میک اپ داش نہیں ہو رہا۔ ویسے جب وہ مار کو نیس کے آفس میں پہنچا تو اس نے ریڈی میڈ میک اپ کر رکھا تھا اور مار کو نیس خود ریڈی میڈ میک اپ کا ماہر ہے۔ اس لئے وہ فوری پہچان گیا کہ یہ آدمی ریڈی میڈ میک اپ میں ہے..... چیف ماسٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم بھی اسے چیک کریں گے۔ تم اس مار کو نیس کو کہہ دو کہ وہ اب باقی پاکیشیائیوں کو چیک نہ کرے..... عمران نے کہا۔

"تم پہلے اس گرفتار آدمی سے مل لو۔ پھر یہ بات بھی ہو جائے گی..... چیف ماسٹر نے کہا۔  
"ٹھیک ہے..... عمران نے جواب دیا لیکن ابھی اس کا فقرہ ختم

ٹائیگر کی آنکھیں کھلیں تو پہلے چند لمحے تک تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن اور اعصاب دونوں بیک وقت منجمد ہو گئے ہوں لیکن پھر جیسے اچانک اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی روشنی کی لہریں ابھریں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں بے ہوش ہو جانے سے پہلے کے تمام مناظر فلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ اسے یاد آ گیا کہ وہ ریڈی میڈ میک اپ کر کے مارکوئیس کے آفس گیا تھا کہ اچانک چھت سے چٹک کی آواز کے ساتھ ہی اس پر سرخ رنگ کی روشنی کا وھار سا پڑا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا تھا۔ اس نے آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھا اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ کسی بڑے کمرے میں دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا موجود ہے۔ اس کے دونوں بازو اوپر کر کے دیوار کے ساتھ کڑوں میں

جکڑے تھے جبکہ ایک زنجیر ایک کڑے سے نکل کر اس کے جسم سے گرو گھوم کر اس کی پنڈلیوں کے قریب دیوار میں موجود کڑے سے منسلک تھی۔ لیکن اس کی پنڈلیاں اور پیر کڑوں سے آزاد تھیں۔ گو وہ بے ہوش ہونے کی وجہ سے اپنے بازوؤں اور اپنی ٹانگوں کے بل پر کھڑا ہوا تھا اور اب ہوش آنے پر سیدھا ہوا تھا لیکن اس کے بازو اس کے بازوؤں میں ورد کی لہریں موجود نہ تھیں۔ اس کی وجہ کڑوں کا زیادہ اوپر ہونا نہ تھا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں ٹائپرنگ کا تمام سامان موجود تھا۔ لیکن کمرے میں کوئی اور آدمی موجود نہ تھا۔ البتہ کمرے کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ ٹائیگر ہوش میں آنے کے بعد صرف اس بات پر حیران تھا کہ مارکوئیس نے اسے زندہ کیوں رکھا تھا۔ بہر حال اس نے اپنے ہاتھ کڑوں پر پھیرنے شروع کر دیئے۔ زنجیریں چونکہ قدرے ڈھیلی تھیں اس لئے اسے کڑوں کو چٹیک کرنے میں بے حد آسانی محسوس ہو رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے انگلیوں کی مدد سے کڑوں میں موجود بٹن چٹیک کر لئے لیکن اس سے پہلے کہ وہ انہیں پریس کر کے ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتا، دروازے کے باہر سے تیز اور بھاری قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو ٹائیگر نے آنکھیں بند کر لیں اور جسم کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیا جیسے وہ ابھی تک بے ہوش ہو۔ کیونکہ اسے یہ تو معلوم تھا کہ اسے ریز کے فائر سے بے ہوش کیا گیا ہے اور ایسا آدمی ان ریز کا اینٹی انجکشن کے بغیر ہوش میں نہ آتا تھا۔ یہ دوسری بات تھی کہ ٹائیگر، عمران سے سیکھی ہوئی ذہنی



ورزشیں روزانہ باقاعدگی سے کرتا تھا اور یہ انہی ذہنی ورزشوں کا کمال تھا کہ اسے از خود ہوش آگیا تھا لیکن وہ اپنے ہوش کو فوری طور پر ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔ چند لمحوں بعد فولادی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹائیگر جو بند آنکھوں کے درمیان معمولی سی جھری سے دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا ذہنی طور پر بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ آنے والے کافی تعداد میں تھے اور انہوں نے تین افراد کو اس طرح اٹھایا ہوا تھا کہ جیسے بے ہوش افراد کو اٹھا کر لے جایا جاتا ہے اور پھر جیسے ہی وہ اندر آئے ٹائیگر اچھلنے سے اپنے آپ کو بمشکل روک سکا کیونکہ وہ انہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ آنے والے عمران، جوزف اور جوانا تھے۔ عمران کو دو آدمیوں نے اٹھایا ہوا تھا جبکہ جوزف اور جوانا کو تین قوی ہیکل افراد نے علیحدہ علیحدہ اٹھایا ہوا تھا۔ پھر ان تینوں کو بھی ٹائیگر کے ساتھ ہی زنجیروں میں جکڑ دیا گیا۔

”چیف ماسٹر نے انہیں زندہ کیوں رکھا ہوا ہے؟“ ایک آدمی نے قدرے جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ روناؤ دنیا کا سب سے خطرناک گینگسٹر سمجھا جاتا ہے۔“ چیف ماسٹر کو ابھی شبہ ہے کہ یہ اصل آدمی نہیں ہے لیکن وہ اب چیک کر رہے ہیں۔ اگر یہ اصل نکلا تو شاید چیف ماسٹر ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگ لیں۔“ دوسرے آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر چلیں۔“ دوسرے نے کہا اور پہلے نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ہم میں سے ایک دو کو یہاں رہنا چاہیے۔“ اچانک ایک آدمی نے کہا۔

”یہ بے ہوش ہیں اور بغیر انجکشن لگائے ہوش میں نہیں آسکتے اور جگر ابھی جائیں تب بھی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں سہیف ماسٹر کو نجانے تصدیق کرنے میں کتنا وقت لگے۔ اس لئے یہاں کھڑے ہو کر ہم صرف بوری ہوں گے۔“ دوسرے آدمی نے کہا اور پھر سب نے بی اس کی بات کی تائید کر دی اور وہ سب ایک دوسرے کے پیچھے جیتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے اور فولادی دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے نہ صرف آنکھیں کھولیں بلکہ وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کی انگلیاں تیزی سے کڑوں پر حرکت کرنے لگیں اور چند لمحوں بعد یہ محسوس کر کے اس کے ذہن کو نغدہ دار جھٹکا لگا کہ اس کے کڑوں کے بنٹوں کو باقاعدہ پریس کر کے پھیلا دیا گیا ہے اور اب سوائے ان کڑوں کے کلٹنے کے اور رہائی کی کوئی صورت نہ تھی۔ وہ سوچنے لگا کہ صرف اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں کیا گیا ہے کیونکہ اس کے سامنے ہی عمران اور اس کے ساتھیوں کو زنجیروں میں جکڑا گیا تھا۔ لیکن ان کے کڑوں کے بنٹوں کو پریس کر کے نہیں پھیلا یا گیا تھا اور پھر جس طرح بجلی کا جھٹکا ہوتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی اس کی وجہ بھی آگئی۔ اس نے چونکہ کرسی پر بیٹھے بیٹھے راڈ ہٹا دیئے تھے اس لئے انہوں نے حفظ ماتقدم کے طور پر کڑوں کے بنٹوں کو پریس کر کے پھیلا دیا تھا۔ اس نے ہاتھوں کو

سکیز کرکڑوں سے ٹکلنے کی کوشش کی لیکن اس کوشش کا کوئی نتیجہ نہ نکلا تو اس نے بے اختیار طویل سانس لیا۔ اب اس کے پاس موائے انتظار کرنے کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ اب تو یہی ہو سکتا تھا کہ عمران ہوش میں آئے اور ان زنجیروں سے خود بھی آزادی حاصل کرے اور پھر باقی ساتھیوں کو بھی آزاد کرائے لیکن اس کے ذہن میں بار بار یہ خیال آ رہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں بھی ریزائیک سے بے ہوش کیا گیا ہے اور یہ ریزائیک تھوڑی دیر پہلے کیا گیا ہے۔ اس لئے عمران صاحب کی ذہنی مستحکم کے باوجود انہیں ہوش میں آنے میں بہر حال کافی وقت چاہئے تھا اور جو گشتگو اس نے انہیں لے آنے والوں کی سنی تھی اس سے اسے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ کسی بھی لمحے وہ لوگ یہاں آکر ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں اور ٹائیگر یہ برداشت نہ کر پا رہا تھا کہ اس کے سامنے عمران اور اس کے ساتھی بے بسی کی موت مرجائیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر کڑوں کے بٹنوں کو پریس کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن اس کی تمام کوششیں بے سود ثابت ہو رہی تھیں اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی جھنجھلاہٹ بڑھتی جا رہی تھی لیکن وہ حقیقتاً بے بس سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے اور کس طرح آزادی حاصل کرے کہ اسے دروازے کی دوسری طرف قدموں کی آواز سنائی دی اور اس کا جسم تن گیا۔ اس نے اب بے ہوش رہنے کی ایکٹنگ ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا تاکہ وہ آنے والوں

۱۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کرنے آرہے ہیں، اپنی دقت حوٰجہ کر کے مزید دقت لے سکے۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور حصے مٹیوں سے مسلح دو افراد اندر داخل ہوئے۔  
 دوسرے جہیں ہوش آ گیا۔ کیسے..... ان میں سے ایک نے ہنس کر ہوش میں دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔  
 "تجھے یہاں لے آنے والا کون تھا....." ٹائیگر نے ہفت لہجے میں جواب دینے کی طرزیہ انداز میں ہنس پڑے۔  
 "میں سے تمہیں کوئی فرق نہیں پڑے گا مسٹر۔ کیونکہ تم سب کی موت کا حکم دیا جا چکا ہے۔ اس لئے موت کے لئے تیار ہو جاؤ۔" ان میں سے ایک نے ہونٹ میچھنتے ہوئے کہا۔  
 "میرے ساتھیوں کو پانی پلا کر ہوش میں لے آؤ۔ پھر بے شک ہم سب کو گولی مار دینا....." ٹائیگر نے کہا تو وہ دونوں ایک بار پھر طرزیہ انداز میں ہنس پڑے۔  
 "ہم کیوں اتنی تکلیف کریں۔ جبکہ تم سب کو بے ہوشی کے موائے ہی گولی مارنے کا حکم دیا گیا ہے....." اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار لی جبکہ دوسرا پہلے ہی مشین گن ہاتھوں میں لئے ہوئے تھا۔  
 "دقت مت ضائع کرو کالنگر۔ واپس جا کر چیف ماسٹر کو رپورٹ بھی کرنی ہے....." دوسرے آدمی نے جواب تک سوائے وہ بارہنسنے کے خاموش رہا تھا، منہ بناتے ہوئے کہا۔

یہ شخص میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ یقینی موت کو سامنے دیکھ کر بھی اس کے چہرے پر خوف کے معمولی سے اثرات بھی نہیں ہیں۔ حالانکہ میں نے ایسے وقت میں بڑے بڑے بہادروں کا رنگ زرد پڑتے ہوئے دیکھا ہے....." کالگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہ لوگ تربیت یافتہ ہوتے ہیں اور موت زندگی ان کے لئے کھیل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ نجانے اس آدمی کے ہاتھوں کتنے افراد ہلاک ہو چکے ہوں گے۔ اب اگر اس کی موت آگئی ہے تو اس کو کیا فرق پڑتا ہے..... دوسرے آدمی جمی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عین اسی لمحے ٹائیگر کے ذہن میں یکثرت جھماکا سا ہوا۔ اسے عمران کی بات یاد آگئی تھی کہ جب کڑوں کے بٹنوں کو پریس کر دیا جائے تو انہیں اوپر سے نیچے دبانے کی بجائے دائیں بائیں دبایا جائے تو بٹنوں کے نیچے موجود میکانزم حرکت میں آجاتا ہے۔

”تھینک یو کالگر۔ تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ بہر حال مرنے سے پہلے  
جانور کو بھی پانی پلا دیا جاتا ہے۔ اگر تم مجھے چار گھونٹ پانی پلاؤ تو  
کوئی قیامت نہیں ٹوٹ پڑے گی۔“ رٹائیگر نے فوراً ہی انگلیوں کی  
مدد سے پٹنوں کو دائیں بائیں دبانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔  
”تم نے جنہیں موت کے گھاٹ اتارا تھا کیا انہیں پانی پلایا  
تھا۔“ کالگر نے کہا۔

نہیں، انہوں نے پانی مانگا ہی نہیں تھا..... مائیکر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور وہ دونوں اس کے جواب پر بے اختیار ہنس

پڑے۔  
اوپر کے، پھر ہمیں مانگنے کے باوجود پانی نہیں مل سکتا..... کانگر  
نے کہا اور مشین گن کو سیدھی کرنے ہی لگا تھا کہ یقیناً کھڑکھاہٹ  
کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی ٹائیکر کے نہ صرف دونوں  
ہاتھ کڑوں سے باہر آگئے بلکہ اس کے جسم کے گرد موجود زنجیر بھی  
کھڑکھراتی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جاگری تھی۔  
”یہ کیا؟“ ان دونوں کے منہ سے نکلا ہی تھا کہ ٹائیکر کسی  
بھوکے عقاب کی طرح ان پر جھپٹ پڑا اور اس کے ساتھ ہی تیز فائرنگ  
اور ایک انسانی چیخ سنائی دیں لیکن ابھی فائرنگ ختم نہیں ہوئی تھی  
کہ ایک بار پھر فائرنگ ہوئی اور دوسری انسانی چیخ سنائی دی۔  
”ہمیں بھی پانی پئے بغیر مرنا پڑے گا“ ٹائیکر نے ٹریگر سے  
انگی ہٹاتے ہوئے کہا۔ پہلی فائرنگ جمی نے کی تھی۔ یہ وہ لمحہ جب  
ٹائیکر کانگر کے ہاتھوں سے مشین گن جھپٹ کر سائیڈ پر ہوا تھا اور کانگر  
اس سے مشین گن واپس لینے کے لئے تیزی سے گھوما تھا اور عین اسی  
لمحے گھبراہٹ میں مڑکر جمی نے فائر کھول دیا تھا لیکن اس کا نشانہ ٹائیکر  
نہیں بلکہ کانگر بن گیا تھا اور کانگر کی چیخ اور نیچے گرنے سے جمی بوکھلایا  
ہی تھا کہ ٹائیکر نے اس پر فائر کھول دیا اور اب وہ دونوں فرش پر پڑے  
توڑ رہے تھے۔ جمی کے ہاتھوں سے مشین گن بکل کر کچھ دور جاگری  
تھی۔ ٹائیکر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دروازے کو اندر سے لاٹ  
کر دیا۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز سن کر وہ پہلے ہی اندازہ کر

ٹائیگر تم، یہ کون سی جگہ ہے..... عمران نے حیرت بھرے  
 لہجے میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی  
 فرش میں آنے لگ گئے۔ ٹائیگر نے دونوں ہاتھ اٹھا کر عمران کے  
 تئیں کے عام سے بٹنوں کو پرہیز کیا تو کھڑکھڑاہٹ کی آواز کے ساتھ  
 ہی نہ صرف عمران کے ہاتھ کڑوں سے آزاد ہو گئے بلکہ اس کے جسم  
 کے گرد موجود زنجیر بھی کھڑکھڑاتی ہوئی نیچے فرش پر گر گئی اور ٹائیگر،  
 عمران کی طرف سے بے فکر ہو کر جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا اور  
 چند لمحوں بعد وہ دونوں بھی زنجیروں سے آزادی حاصل کر چکے تھے۔

یہ کون سی جگہ ہے اور یہ لوگ کیسے مرے ہیں..... عمران نے  
 آگے بڑھ کر جی کے ہاتھوں سے ٹکل کر ایک طرف گری ہوئی مشین  
 گن اٹھاتے ہوئے کہا تو ٹائیگر نے مختصر طور پر اسے ساری بات بتا  
 دی۔

اس کا مطلب ہے کہ اصل آدمی مارا کو نہیں ہے۔ اسے کور کرنا  
 چاہیے..... عمران نے کہا۔

میں نے اسے کور کر لیا تھا۔ لیکن..... ٹائیگر کہتے کہتے رک  
 گیا۔

پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم بھی تمہاری طرح ریز کا  
 شکار ہوئے ہیں..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

باس، اس چیف ماسٹر کا خاتمہ بھی ضروری ہے..... جوانا نے  
 منہ بناتے ہوئے کہا۔

چکا تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ ویسے بھی ٹارہ جنگ کے لئے استعمال  
 ہونے والے کمرے ساؤنڈ پروف ہی بنائے جاتے تھے۔ پھر اس نے  
 مشین گن کا ندھے سے لٹکائی اور تیزی سے کونے میں موجود لوہے کی  
 الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی تو اس کی آنکھوں میں  
 چمک آگئی۔ اس کی توقع کے عین مطابق الماری کے نچلے حصے میں پانی  
 کی بوتلیں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ ٹارہ جنگ کے دوران چونکہ شکار  
 کو اگر زندہ رکھنا مقصود ہو تو اسے وقفے وقفے سے پانی پلانا ضروری  
 ہوتا ہے۔ اس لئے ٹارہ جنگ روم میں پانی کی بوتلوں کا ذخیرہ لازماً رکھنا  
 پڑتا ہے۔ اس لئے ٹائیگر کو توقع تھی کہ اس الماری میں پانی کی بوتلیں  
 موجود ہوں گی اور اس کی توقع پوری ہوئی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ ریز  
 کا ایک توڑ سادہ پانی بھی ہے اس لئے اس نے ایک بوتل اٹھا کر اس کا  
 ڈھکن کھولا اور تیزی سے عمران کی طرف بڑھ گیا اور عمران کا سر اٹھا کر  
 پانی کی بوتل کا دہانہ جبراً اس کے منہ میں ڈال کر بوتل کو اوپر کر دیا۔  
 چند لمحوں کی کوشش کے بعد عمران کے حلق سے کچھ پانی نیچے اتر گیا تو  
 ٹائیگر نے بوتل ہٹائی اور پھر جوزف اور جوانا کی طرف بڑھ گیا۔ اس  
 نے ان دونوں کو بھی باری باری پانی پلایا۔ اسی لمحے عمران کے جسم  
 کے گرد موجود زنجیر کی کھڑکھڑاہٹ سنائی دی اور وہ عمران کی طرف مڑ  
 گیا۔ عمران ہوش میں آنے کی کیفیت سے گزر رہا تھا۔

عمران صاحب۔ عمران صاحب..... ٹائیگر نے قریب جا کر کہا  
 تو عمران ایک جھٹکے سے سیدھا ہوا اور اس کی آنکھیں کھل گئیں۔

”ہاں، اگر ٹائیگر یہاں موجود نہ ہوتا اور ہوش میں نہ آتا تو ہم تینوں موت کا شکار ہو چکے ہوتے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے کرم کیا اور ہمیں اس یقینی موت کے منہ سے نکال لیا“..... عمران نے کہا۔

”باس، میرا خیال ہے کہ ان دونوں کی جیبوں میں پستلز موجود ہیں“..... ٹائیگر نے کہا۔

”تلاشی لو۔ ہمیں بہر حال اسلحہ کی ضرورت ہے“..... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے آگے بڑھ کر فرش پر مردہ پڑے ہوئے کالگر اور جی کی جیبوں کی تلاشی لی اور چند لمحوں بعد وہ مشین پستلز برآمد کر لینے میں کامیاب ہو گئے۔

”آؤ“..... عمران نے کہا اور دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ اس کے پیچھے تھے۔ دوسری طرف ایک راہداری تھی اور پھر وہ یہ دیکھ کر واقعی حیران رہ گئے کہ وہ اس راہداری سے گزر کر کلب کی عقبی گلی میں پہنچ گئے تھے۔ شاید یہ خفیہ راستہ تھا۔

”میں اور ٹائیگر مار کوئیس کے پاس جا رہے ہیں۔ تم دونوں اس چیف ماسٹر کا خاتمہ کر کے بندرگاہ پر موجود ہوٹل گرین لائٹ پہنچ جانا۔ وہاں کاڈنٹر تم ماسٹر ڈیاس کا نام لو گے تو تمہیں ہوٹل کے مالک اور جنرل مینجر ماسٹر ڈیاس تک پہنچا دیا جائے گا۔ ہمارے پہنچنے تک تم نے وہیں رہنا ہے“..... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلک شیڈ کا چیف جان وکٹر اپنے آفس میں موجود تھا اور سلمے کچی فائل پڑھنے میں مصروف تھا لیکن درحقیقت اس کا ذہن مسلسل سانگر کے کیس کی طرف ہی متوجہ تھا۔ وہ دن رات اس فکر میں مبتلا رہتا تھا کہ کسی طرح سانگر کامیاب ہو جائے اور وہ ڈاکٹر چیانگ کا بیڑ مولا سانگر کے ذریعے سیکرٹری دفاع تک پہنچا دے تاکہ اس کا ہاتھ بونچا رہے کیونکہ اس کیس کو سانگر کے حوالے اسی نے ہی کرایا تھا۔ اس لئے اب سانگر کی کامیابی اس کی اپنی کامیابی تھی اور سانگر کی ناکامی بہر حال اس کے کھاتے میں ہی پڑے گی۔ ویسے تو اسے کسی اور طرف سے کوئی خدشہ نہ تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شوگرانی لہجنت چاہے لاکھ کوشش کر لیں لیکن وہ کسی طرح بھی سانگر تک نہیں پہنچ سکتے لیکن اسے اصل خدشہ پاکیشیائی لہجنت عمران سے تھا۔ عمران کے بارے میں اسے پاکیشیا سے یہی اطلاع ملی تھی کہ عمران اچانک



پاکیشیا سے غائب ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ نہ ایئر پورٹ پر پہنچا تھا اور نہ ہی اسے چارٹرڈ ایئر پورٹ پر دیکھا گیا تھا۔ اس کے باوجود وہ پاکیشیائی دارالحکومت میں موجود نہ تھا اور اس کے باوجود ہی بیان یہی تھا کہ عمران کسی مشن کے سلسلے میں ملک سے باہر گیا ہوا ہے لیکن باوجود یہ نہ بتا سکتا تھا کہ وہ کہاں گیا ہے اور اسے معلوم تھا کہ عمران جیسا آدمی کیسے اپنے باوجودی کو بتا کر جاسکتا ہے کہ وہ کہاں جا رہا ہے۔ اس لئے اس نے لو پاک میں ڈسپ سی کو الرٹ کرا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اگر عمران سانگر کے پیچھے ہے اور اپنی شہرت کے مقصد پر اگر عمران نے سانگر کا سراغ لگایا ہے تو بہر حال اسے ہر صورت میں لو پاک آنا ہی پڑے گا اور لو پاک سے وہ کسی لانچ کے ذریعے ہی داخل آئی لینڈ پر پہنچ سکتا تھا کیونکہ جہازوں کا وہ روٹ نہ تھا اور ہیلی کاپٹر کو داخل پر موجود حفاظتی انتظامات کے ذریعے فضا میں ہی تباہ کر دیا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے سانگر کے چیف گریٹ مین کو بھی ریڈ الرٹ کر دیا گیا تھا۔ اپنے ان انتظامات کی وجہ سے وہ کافی حد تک مطمئن تھا لیکن اس کے باوجود جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کے اندر ایک نامعلوم سی بے چینی بڑھتی جا رہی تھی۔ لیکن وہ اس نئے خاموش تھا کہ بار بار اسکاٹ یا گریٹ مین کو فون کر کے خدشات کا اظہار کرنے سے اس کی پوزیشن میں فرق پڑ سکتا تھا۔ اس لئے وہ فائٹر پڑھنے کے ساتھ ساتھ عمران اور سانگر کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ دل ہی دل میں مسلسل دعائیں مانگ رہا تھا کہ دس روز گزر جائیں

مردم مولا سانگر کے ذریعے اسے مل جائے لیکن ظاہر ہے دس روز یہ لمحے میں تو نہیں گزر سکتے تھے۔ اچانک پانس پڑے ہوئے فون کی صفحہ بج اٹھی تو وہ اپنے خیالات سے چونک پڑا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

نہیں..... جان وکٹر نے سخت لہجے میں کہا۔

لو پاک سے انکسٹس کی کال ہے باس..... دوسری طرف سے

جی پر سنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

لو پاک سے۔ اوہ ملاؤ فوراً..... جان وکٹر نے چونک کر کہا۔

انکسٹس اس کا آدمی تھا جسے اس نے لو پاک بھجوا دیا تھا تاکہ وہ ڈسپ سی کے بارے میں اسے رپورٹیں بھجواتا رہے اور جب سے وہ گیا تھا آج اس کی پہلی کال آئی تھی۔ اس لئے جان وکٹر کا خیال تھا کہ کوئی خاص بات ہوئی ہے اور ظاہر ہے یہ خاص بات یہی ہو سکتی ہے کہ ڈسپ سی کے آدمیوں نے پاکیشیائی بمبھٹوں کو ٹریس کر کے پایا ہے۔

بیلو۔ انکسٹس بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ صحت سنائی دی۔

نہیں۔ جان وکٹر بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے انکسٹس۔ جان وکٹر نے تیزی سے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

باس، یہاں ڈسپ سی کے آدمیوں پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو....." جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔  
 "باس۔ لو پاک میں ڈسپ سی کا انچارج یہاں کا بہت بڑا گینگسٹر  
 چیف ماسٹر ہے جو لو پاک کے بدنام ترین کلب ریڈ ڈراگون کا مالک  
 اور جنرل سینجر ہے۔ اس کا نائب مار کوئیس ہے جو عملی طور پر یہاں  
 ڈسپ سی کا انچارج ہے۔ وہ بھی ایک کلب بلیک اسٹف کا مالک اور  
 جنرل سینجر ہے اور مشہور بد معاش بھی ہے۔ اس لئے لو پاک میں ڈسپ  
 سی کا بڑا رعب و دبدبہ اور اثر و رسوخ ہے۔ کوئی ان کی طرف آنکھ اٹھا  
 کر بھی نہیں دیکھ سکتا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ مار کوئیس نے ایک آدمی  
 کو پاکیشیائی لہجہ بولنے کے طور پر پکڑا ہے اور اسے چیف ماسٹر کے حکم پر  
 ریڈ ڈراگون کلب کے مارچنگ روم میں بھجوا دیا گیا ہے تاکہ چیف  
 ماسٹر اس سے پوچھ گچھ کر سکے۔ ادھر یہ بھی اطلاع ملی کہ چیف ماسٹر کے  
 پاس تین آدمی سائبرس کے رونالڈ گروپ کے افراد بن کر پہنچے لیکن  
 چیف ماسٹر کو ان پر شک پڑ گیا اور اس نے انہیں بے ہوش کر کے  
 مارچنگ روم میں بھجوا دیا۔ پھر چیف ماسٹر نے سائبرس میں رونالڈ  
 معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ رونالڈ یا اس کے گروپ کا آدمی  
 آدمی لو پاک نہیں گیا۔ چنانچہ چیف ماسٹر کنفرم ہو گیا کہ یہ آدمی  
 پاکیشیائی لہجہ بولتا ہے اس لئے ان سب کو بے ہوشی کے دوران  
 ہلاک کرنے کا حکم دے دیا۔ لیکن پھر اطلاع ملی کہ مار کوئیس  
 اور چیف ماسٹر کو بلنے والے تینوں آدمی مارچنگ روم سے لے کر  
 چکے ہیں جبکہ چیف ماسٹر کے دو آدمیوں کی لاشیں وہاں پڑی ہیں۔

جبکہ یہ سب لوگ ریزائیک سے بے ہوش تھے اور بغیر اینٹی انجکشن  
 کے انہیں ہوش نہ آ سکتا تھا اور ان میں سے دو آدمی جو چیف ماسٹر کے  
 پاس آئے تھے، ریڈ ڈراگون کلب کے سلمے نمودار ہوئے۔ یہ دونوں  
 حبشی تھے۔ ایک افریقی حبشی تھا اور ایک افریقی حبشی۔ ان دونوں  
 نے ریڈ ڈراگون پر پلک جھپکنے میں پچاسیوں خوفناک اور انتہائی  
 طاقتور میزائل فائر کئے اور پھر غائب ہو گئے۔ ریڈ ڈراگون بری طرح  
 بلکہ مکمل طور پر تباہ و برباد ہو گیا اور اس میں موجود چیف ماسٹر سمیت  
 تقریباً ساڑھے تین سو افراد ہلاک ہو گئے۔ ان سب کے جسموں کے  
 پرچے اٹکے۔ ارد گرد کی عمارتیں بھی تباہ ہو گئیں۔ بے حد خوفناک  
 مہابی ہوئی ہے۔ دوسری طرف دو آدمی مار کوئیس کے کلب بلیک  
 اسٹف پہنچے اور وہ کافی دیر تک مار کوئیس کے آفس میں رہے۔ پھر وہاں  
 سے اٹھ گئے اور بعد میں معلوم ہوا کہ مار کوئیس کی لاش اس کے  
 کلب میں پڑی ہوئی ہے اور پھر یہ اطلاع بھی ملی کہ مار کوئیس کے تحت  
 مار کوئیس کے اٹھارہ آدمی جو شہر میں پاکیشیائی لہجہ بولنے والے تھے  
 مار کوئیس نے اپنے ایک اڈے پر فوری اکٹھے ہونے کا  
 حکم دیا۔ یہ اٹھارہ آدمی وہاں اکٹھے ہوئے تو اس عمارت پر دو آدمیوں  
 نے فائر کیا اور یہ اٹھارہ کے اٹھارہ آدمی ہلاک کر دیئے گئے۔ اس لحاظ  
 سے لو پاک میں ڈسپ سی کا مکمل صفایا کر دیا گیا ہے اور یہ چاروں آدمی  
 مار کوئیس نہیں ہو سکے..... گینگسٹس نے پوری تفصیل بتاتے  
 ہوئے جان وکٹر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ اسے یوں

۔۔۔ ثابت نہیں ہوگی جس طرح ڈب سی ثابت ہوئی ہے۔ تھوڑی  
۔۔۔ حد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔  
"نہیں..... جان وکٹر نے کہا۔

۔۔۔ مسٹر اسکاٹ سے بات کیجئے باس..... دوسری طرف سے  
چم سن سیکر ٹری کی موڈ بانہ آواز سنائی دی۔  
۔۔۔ بیلو۔ اسکاٹ بول رہا ہوں..... چند لمحوں بعد ڈب سی کے  
جیت اسکاٹ کی آواز سنائی دی۔

۔۔۔ اسکاٹ تمہیں لوپاک میں ہونے والی واردات کا علم ہوا  
ہے..... جان وکٹر نے کہا۔

۔۔۔ ہاں، مجھے ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے۔ میرا وہاں مکمل سیٹ اپ  
بنا ختم کر دیا گیا ہے..... اسکاٹ نے جواب دیا۔

۔۔۔ کیا تمہارے آدمی اس قدر غیر تربیت یافتہ تھے کہ چار آدمی ان  
سے نہیں سنبھالے گئے..... جان وکٹر نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

۔۔۔ میرے آدمیوں سے ایک غلطی ہوئی ہے کہ وہ انکو آری کے چکر  
میں پڑ گئے اور انہوں نے ان کا فوری خاتمہ نہیں کیا ورنہ میرے

آدمیوں نے ان چاروں کو بے ہوش کر کے زنجیروں میں جکڑ دیا  
تھا..... اسکاٹ نے قدرے تیز لہجے میں کہا۔

۔۔۔ ہاں۔ واقعی یہ ان کی مہلک غلطی تھی۔ کیا اب وہاں تمہارا  
فوری طور پر کوئی اور سیٹ اپ ہے جو ان پاکیشیائیوں کو ٹریس کر

سکے..... جان وکٹر نے کہا۔

محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے اپنے اوپر قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔  
۔۔۔ کیا، کیا تم درست کہہ رہے ہو..... جان وکٹر نے رک رک کر  
کہا۔

۔۔۔ یس باس، میں پوری تحقیق کے بعد آپ کو رپورٹ دے رہا  
ہوں..... ایکسٹنس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ اوہ، ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ڈب سی ان کے مقابل  
ریت کی دیوار ثابت ہوئی ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ لوگ لازماً اب داخل  
آئی لینڈ جائیں گے اور لامحالہ کسی لانچ پر ہی جائیں گے۔ تم بندرگاہ پر  
اس جگہ کی نگرانی کرو جہاں سے لانچیں ہائر کی جاتی ہیں..... جان  
وکٹر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

۔۔۔ یس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر نے  
کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے تین نمبر  
پریس کر دیئے۔

۔۔۔ یس باس..... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی  
آواز سنائی دی۔

۔۔۔ ڈب سی کا چیف اسکاٹ جہاں بھی ہو میری اس سے بات  
کراؤ..... جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ کر اس  
نے بے اختیار دونوں ہاتھوں سے اپنا سر پکڑ لیا۔ اس کے ذہن میں جو  
خدشات تھے وہ درست ثابت ہو رہے تھے لیکن اسے بہر حال اس  
اطمینان ضرور تھا کہ سانگر پاکیشیائی بمبھٹوں کے لئے اس طرح



”نہیں۔ فی الحال تو نہیں ہے۔“ اسکاٹ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ پھر میں کوئی اور انتظام کرتا ہوں۔ گڈ بائی۔“ جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود بٹن پریس کر کے اس نے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک نمبر پریس کرتا رہا پھر دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”یس۔“ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”چیف آف بلیک شیڈ جان وکٹر بول رہا ہوں۔ گریٹ مین سے بات کراؤ۔“ جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس، ہولڈ کریں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو، گریٹ مین بول رہے ہوں۔“ چند لمحوں بعد گریٹ مین

کی بھاری آواز سنائی دی۔

”گریٹ مین۔ پاکیشیائی نہجنت اس وقت لو پاک میں موجود ہیں اور وہ کسی بھی لمحے داخل آئی لینڈ پر پہنچ سکتے ہیں۔“ جان وکٹر نے کہا۔

”آپ کو کیسے اطلاع مل گئی ہے۔“ دوسری طرف سے گریٹ

مین نے کہا۔

”میں نے وہاں سرکاری ایجنسی ڈسپ سی کی ڈیوٹی لگائی تھی لیکن ابھی ابھی مجھے رپورٹ ملی ہے کہ چار آدمی لو پاک پہنچے اور انہوں نے ریڈ ڈراگون کلب کی اینٹ سے اینٹ بجا دی ہے اور لو پاک میں ڈسپ

سی کے انچارج چیف ماسٹر کو ہلاک کر دیا۔ اس کے نائب مار کوئیس کے اٹھارہ آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔“ جان وکٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہی رپورٹ ملی ہے کہ لو پاک میں ریڈ ڈراگون کلب کو میاٹوں سے تباہ کر دیا گیا ہے۔ بہر حال آپ بے فکر رہیں۔ وہ اگر مہر کا رخ کریں گے تو ان کی موت یقینی ہے۔ سانگر اپنی اور اپنے شیٹوں کی حفاظت کرنا جانتی ہے۔“ گریٹ مین نے کہا۔

”یہ تو مجھے معلوم ہے ورنہ میں حکومت اکیمریمیا کو سانگر کا نام ہی نہ دیتا۔ مجھے فکر صرف اس بات کی ہے کہ وہ سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے کو نہ چھڑوا کر لے جائیں۔“ جان وکٹر نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا قطعی ممکن ہی نہیں ہے۔“ دوسری طرف سے بڑے قطعی لہجے میں کہا گیا۔

”اوکے، بہر حال کوئی بھی خلاف معمول بات ہو تو تم نے مجھے اطلاع دینی ہے اور ہاں۔ یہ بھی سن لو کہ ان لوگوں کو معمولی سا وقفہ بھی نہیں ملنا چاہئے ورنہ یہ لوگ سچوٹیشن بدل دینے کے ماہر ہیں۔“ جان وکٹر نے کہا۔

”آپ قطعی بے فکر رہیں۔ سانگر اپنا کام بخوبی سرانجام دے

گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا گیا تو جان وکٹر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ ظاہر ہے اب اس سے زیادہ وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

”سید کی کس طرح کھل کر تعریف کی تھی“..... جوزف نے کہا۔  
 ”ہاں، ٹائیگر واقعی ماسٹر کا شاگرد ثابت ہو رہا ہے۔ وہ واقعی ماسٹر  
 کے نقش قدم پر چل رہا ہے“..... جوانا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہاں سے واپسی پر تمہیں اب ٹائیگر کے نقش  
 قدم پر چلنا پڑے گا“..... جوزف نے کہا تو جوانا بے اختیار اچھل پڑا۔  
 ”کیا مطلب۔ کیا مجھے ٹائیگر کا شاگرد بنایا جا رہا ہے۔ ایسا نہیں ہو  
 سکتا“..... جوانا نے یکفخت غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم ٹائیگر کی بات کر رہے ہو۔ مجھے اگر باس حکم دے تو میں  
 سلیمان کا شاگرد بننے کے لئے تیار ہوں۔ میرے نزدیک باس کا حکم  
 ناسل ہوتا ہے“..... جوزف نے جواب دیا۔

”تمہارے اور میرے درمیان فرق ہے جوزف۔ تم جو کچھ کر سکتے  
 ہو وہ میں نہیں کر سکتا۔ تم واقعی ماسٹر کے حکم پر سلیمان کے شاگرد  
 بن سکتے ہو میں نہیں“..... جوانا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جوزف  
 بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ باس خود سلیمان کا شاگرد  
 ہے“..... جوزف نے کہا تو جوانا اس طرح اچھل پڑا جیسے کرسی میں  
 اچانک ہائی وولٹیج الیکٹرک کرنٹ آگیا ہو۔

”کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ سلیمان محض باورچی  
 ہے“..... جوانا نے کہا۔

”وہ عملی کام نہیں کرتا لیکن اس کا ذہن بے حد کام کرتا ہے۔ جب

گرین لائن ہوٹل کے ایک تہہ خانے میں جوزف اور جوانا بیٹھے  
 ہوئے تھے۔ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے۔ انہوں نے عمران کی ہدایت کے  
 مطابق کاؤنٹر پر ماسٹر ڈیاس کا نام لیا تھا تو انہیں فوراً ماسٹر ڈیاس کے  
 آفس پہنچا دیا گیا جہاں لطیم شمیم ماسٹر ڈیاس نے بڑے گرمجوشانہ انداز  
 میں ان کا استقبال کیا اور پھر انہیں عمران کی آمد تک آرام کرنے کے  
 لئے اس تہہ خانے میں پہنچا دیا گیا تھا۔

”تمارا ڈپریشن کچھ دور ہوا ہے یا نہیں“..... جوزف نے مسکراتے  
 ہوئے جوانا سے کہا تو جوانا بے اختیار ہنس پڑا۔

”ڈپریشن کیا دور ہونا ہے۔ ماسٹر یہ سارے کام مجھ پر چھوڑ دیتا تو ذرا  
 ہاتھ مزید کھل جاتا“..... جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر ٹائیگر ہمت نہ کرتا تو ہم دونوں اس وقت کسی گٹر میں  
 لاشوں کی صورت میں تیر رہے ہوتے۔ تم نے دیکھا نہیں کہ باس نے

باس کسی مسئلے پر پھنس جاتا ہے اور اسے کوئی راستہ سمجھ میں نہیں آتا تو وہ سلیمان سے مشورہ کرتا ہے اور میں نے خود دیکھا ہے کہ سلیمان کا مشورہ ایسا کامیاب اور عملی ہوتا ہے کہ باس کی ساری الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔..... جوزف نے جواب دیا۔

"ماسٹر سلیمان سے مشورہ کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ حیرت ہے۔..... جو انانے کہا۔

"اصل میں باس کا ذہن بے حد کھلا ہے۔ اس کی نظریں سیٹوں کی کوئی اہمیت نہیں آدمیوں کی اہمیت ہے۔ سلیمان باورچی ہے تو کیا ہوا۔ باس اس کے ذہن کا قاتل ہے۔..... جوزف نے جواب دیا۔

"تم یہ کیا کہہ رہے تھے کہ مجھے ٹائیگر کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔ کیا مطلب ہوا اس کا۔..... جو انانے کہا۔

"یہ مشورہ بھی سلیمان نے باس کو دیا ہے کہ تم واقعی بے حرکت ہو کر رہ گئے ہو۔ اس لئے تمہیں ٹائیگر کی طرح انڈر ورلڈ میں کھل کر اور اپنی مرضی سے کام کرنے کا موقع دیا جائے۔..... جوزف نے کہا۔

"تمہیں کس نے بتایا ہے۔..... جو انانے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

"ماسٹر نے خود بتایا تھا جب ہم سمندری راستے سے کافرستان جا رہے تھے اور میں نے سلیمان کے مشورے کی تائید کی تھی۔ جوزف نے جواب دیا تو جو انانے بے اختیار مسکرا دیا۔

"واقعی مشورہ تو اچھا ہے۔ میں ایک کلب بناؤں گا جس میں ایسے لوگوں کا باقاعدہ گروپ بناؤں گا جو انڈر ورلڈ میں بڑے بڑے اثر ہوں

جو تیس کریں گے اور میں ان کا خاتمہ کروں گا۔..... جو انانے بہت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں کے ساتھ ساتھ تمہیں ایک اور کام بھی کرنا ہوگا۔ جوزف نے کہا۔

"وہ کیا۔..... جو انانے چونک کر پوچھا۔

"اور یہی وہ اصل کام ہے جس کے لئے تمہیں انڈر ورلڈ میں بھیجا ہے۔..... جوزف نے کہا۔

"کو نسا کام۔ کچھ بتاؤ بھی سہی۔..... جو انانے قدرے جھلنے جتنے لہجے میں کہا۔

"جو کام انڈر ورلڈ میں رہ کر ٹائیگر کرتا ہے۔ وہ پارٹیوں سے رابطے کرتا ہے اور جیسے ہی اسے کسی ایسی سازش یا ایسے کسی اقدام کا پتہ چلتا ہے کہ جس کے ذریعے پاکیشیا کے مجموعی مفادات کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو وہ اس بارے میں باس کو اطلاع دیتا ہے اور باس فوری ترمیم کر کے اس سازش کا خاتمہ کر دیتا ہے۔..... جوزف نے کہا۔

"اور، پھر تو میں وہ کام نہیں کر سکتا جو میں نے پہلے بتایا ہے۔ ورنہ تو جوگ مجھ سے رابطے ہی نہ رکھیں گے۔ بہر حال ٹھیک ہے میں تمہیں گا کہ انڈر ورلڈ میں میری کیا جگہ بنتی ہے۔..... جو انانے کہا۔

"مگر اس نے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور ٹرین اور اس کے پیچھے ٹائیگر اندر داخل ہوئے تو جوزف اور جو انانے دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”تم دونوں نے بڑا زبردست ہنگامہ کیا ہے۔ پورا کلب ہی زمین بوس کر دیا ہے“..... عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔  
 ”وہ لوگ تو اس سے بھی زیادہ کے قابل تھے ماسٹر۔ میں تو چن چن کر انہیں ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن جوزف نے مجھے ایسے کرنے سے روک دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس صورت میں چیف ماسٹر غائب ہو جائے گا۔ اس لئے مجبوراً ہمیں سپیشل مارکیٹ جا کر میزائل گنیں خریدنا پڑیں“..... جو انا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بہر حال تم نے ایک ہی قدم اٹھا کر پورے لو پاک پر اپنی دہشت طاری کر دی ہے۔ مجھے ماسٹر ڈیاس بتا رہا تھا کہ پورے لو پاک میں لوگ تم دونوں سے انتہائی خوفزدہ ہو رہے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جو انا اسے مسکراتے دیکھ کر اس طرح خوش ہو گیا جیسے عمران نے مسکرا کر اس کے اقدام پر انتہائی پسندیدگی کا اظہار کر دیا ہو۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔

”میرا نام لوگر ہے۔ مجھے ماسٹر ڈیاس نے آپ کے پاس بھیجا ہے“..... بوڑھے نے بڑے عاجزانہ سے لہجے میں کہا۔  
 ”بیٹھو“..... عمران نے کہا تو بوڑھا ایک کرسی پر اس طرح بیٹھ کر بیٹھ گیا جیسے عمران نے اسے غلطی سے کرسی پر بیٹھنے کا کہہ دیا، کسی بھی لمحے اسے دوبارہ اٹھنا پڑ جائے گا۔

”لوگر، مجھے ماسٹر ڈیاس نے بتایا ہے کہ تم حال ہی میں“

جریرے پر جا چکے ہو“..... عمران نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر بوڑھے لوگر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور بوڑھے لوگر نے نوٹ اس طرح چھینا جیسے ایک لمحے کا توقف بھی ہو گیا تو شاید نوٹ غائب ہو جائے گا اور اسی تیزی سے اس نے نوٹ کو جیب میں رکھ لیا۔

”آپ کی بات درست ہے جناب۔ میں گزشتہ ہفتے داخل گیا تھا“..... لوگر نے جواب دیا۔

”کس طرح گئے تھے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ لانچ کو بھی سمندر میں ہی تباہ کر دیا جاتا ہے اور جو اہل وہاں قدم رکھتا ہے اسے بھی درختوں میں چھپی ہوئی مشین گانوں سے گولی مار دی جاتی ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے جناب۔ لیکن یہ تمام انتظامات جریرے کے شمالی حصے کی طرف ہیں کیونکہ یہ علاقہ دلدلی نہیں ہے۔ جبکہ دلدلی حصے کی زمین دلدلی ہے۔ وہاں گھنا جنگل بھی ہے اور جھاڑیوں کا لکڑی بھی ہے۔ وہاں کوئی اجنبی زیادہ دور جا ہی نہیں سکتا۔ کسی نہ کسی لالچ میں اتر کر غائب ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہاں ایسے انتظامات کیے گئے ہیں۔ میں لانچ پر نہیں گیا تھا۔ میں غریب آدمی ہوں لانچ کا کرایہ نہ کر سکتا ہوں۔ ماہی گیروں کی کشتیاں ادھر جاتی ہیں لیکن یہ وہاں گاس ٹاپو کے باہر سے مڑ جاتی ہیں۔ گاس ٹاپو داخل

جزیرے سے تھوڑے فاصلے پر ہے۔ میں ایک کشتی میں گاس ٹاپو پر جا گیا اور پھر وہاں سے میں تیرتا ہوا جزیرے پر گیا اور جنوبی حصے میں چڑھ کر اندر گیا تھا..... بوڑھے لوگ نے کہا۔

”وہاں تم کیا کرنے گئے تھے..... عمران نے پوچھا۔

”آپ اگر کسی کو نہ بتائیں تو میں بتا دیتا ہوں.....“ لوگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بے فکر ہو کر بتا دو۔ لیکن سچ بتانا.....“ عمران نے کہا۔

”جواب، اس جزیرے پر ڈینا قبیلہ رہتا ہے۔ ان کا سردار تاگوئی میرا بیٹا ہے۔ میں اس سے ملنے گیا تھا.....“ لوگ نے جواب دیا۔

”تمہارا بیٹا، کیا مطلب۔ تم ڈینا قبیلے سے تعلق رکھتے ہو اور اگر رکھتے ہو تو پھر سردار تمہیں ہونا چاہئے تھا۔ تمہاری زندگی میں تمہارا بیٹا کیسے سردار بن سکتا ہے.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا یا میرے بیٹے کا تعلق ڈینا قبیلے سے نہیں ہے۔ وہ اپنی مہارت سے قبیلے کا سردار بن گیا ہے۔ میں بوڑھا ہونے سے پہلے ماہی گیر تھا اور میرا بیٹا بھی۔ پھر ڈینا قبیلے کا سردار فوت ہو گیا۔ ان کے ہاں رواج ہے کہ وہی سردار بنتا ہے جو دلدل میں رہنے والی خاص کھلی کو شو کو پکڑ سکے۔ کو شو کو کھلی دلدل کے اندر رہتی ہے اور اسے پکڑنا تقریباً ناممکن ہوتا ہے لیکن میں نے بزرگوں سے سنا تھا کہ کو شو کو کھلی سفید کینچوے کی بو دلدل کی تہ سے بھی سونگھ لیتی ہے اور اسے کھانے

نے کھنچ لی آتی ہے۔ جب پورے قبیلے میں کوئی بھی کو شو کو کھلی نہ مل سکا تو قبیلے کے لوگ پریشان ہو گئے اور ان میں سے کئی یہاں لوہاگ میں آکر ماہی گیروں سے ملے اور انہیں بتایا تو میرے بیٹے نے جیسے کا سردار بننے کا فیصلہ کر لیا چنانچہ وہ ان کے ساتھ چلا گیا۔ اس کے پاس سفید کینچو تھا۔ اس نے سفید کینچوے کی مدد سے کو شو کو کھلی پکڑ لی اور وہ قبیلے کا سردار بن گیا اور اب وہ وہیں رہتا ہے۔ میں اکثر اس کے پاس جاتا ہوں۔ وہ خاموشی سے مجھے بھاری رقم دے دیتا ہے اور میں اس رقم سے جی بھر کر شراب پیتا ہوں، جو اکیلتا ہوں لیکن اس بات کا کسی کو علم نہیں ہے۔ موائے میرے بیٹے کے وہ مجھے جنوبی حصے میں آکر ایک خاص جگہ پر ملتا ہے اور میں اس سے مل کر اور اس سے رقم لے کر واپس آجاتا ہوں.....“ لوگ نے جواب دیا۔

”وہ وہاں کیوں رہتا ہے اور اس کے پاس بھاری رقم کہاں سے آتی ہے.....“ عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جواب، اب سب کچھ بتا دیا ہے تو یہ بھی بتا دوں کہ سردار قبیلے کی ہر عورت کا مالک ہوتا ہے اور میرا بیٹا قبیلے کی عورتوں کا دیوانہ ہے۔ اس لئے وہ وہاں خوشی سے رہتا ہے اور جہاں تک رقم کا تعلق ہے تو یہ رقم نقد نہیں ہوتی۔ منشیات کی شکل میں ہوتی ہے۔ وہاں کسی بڑی تنظیم کے منشیات کے سنور ہیں۔ میرا بیٹا وہاں سے کچھ منشیات حاصل کر لیتا ہے اور میں وہ منشیات یہاں لا کر فروخت کر کے رقم حاصل کر لیتا ہوں.....“ لوگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

لیکن وہ تمہارا بیٹا ہے۔ پھر وہ تم سے چھپ کر کیوں ملتا ہے جبکہ وہ قبیلے کا سردار بھی ہے۔..... عمران نے کہا۔

”جنتاب، وہ قبیلے کا سردار اس لئے ہے کہ اس نے سفید کینچوے کی مدد سے کوٹھو کو کچھلی پکڑ لی تھی۔ اس لئے صدیوں کے رواج کے مطابق قبیلے والوں کو اس کی سرداری قبول کرنا پڑی لیکن یہ بھی وہاں کا رواج ہے کہ وہ کسی اجنبی کو برداشت نہیں کرتے۔..... بوڑھے لوگ نے جواب دیا۔

”اگر ہم وہاں جائیں تو کیا تمہارا بیٹا ہماری کوئی مدد کر سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”کس قسم کی مدد جنتاب۔..... لوگ نے چونک کر پوچھا۔  
”کسی بھی قسم کی۔ مثلاً ہم چند روز وہاں رہ سکیں۔..... عمران نے کہا۔

”چند دن تو نہیں البتہ چند گھنٹوں کی بات ہو سکتی ہے۔ سورج طلوع ہونے سے سورج غروب ہونے تک اگر میرا بیٹا چاہے تو آپ کو رواج کے مطابق پناہ دے سکتا ہے۔ مجھے اس نے خود بتایا تھا لیکن یہ اس کی مرضی ہے کہ وہ پناہ دیتا ہے یا نہیں۔..... بوڑھے لوگ نے جواب دیا۔

”یہ بتاؤ کہ تمہارا بیٹا کہاں بھی آتا رہتا ہے۔..... عمران نے کہا۔  
”نہیں جنتاب۔ سردار کو جہیز سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اسے ساری زندگی وہیں رہنا پڑے گا اور میرا بیٹا اس میں خوش

نہ کیونکہ ڈینا قبیلے کی عورتیں بے حد خوبصورت اور جوان ہوتی ہیں۔ اس کی تعداد سینکڑوں میں ہے اور میرا بیٹا سب کا مالک ہے۔“  
”جسے لوگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس قبیلے کی تعداد کتنی ہوگی۔..... عمران نے پوچھا۔

”فینڈھ دو ہزار تو ہوگی۔..... لوگ نے جواب دیا۔

”تم کوئی خاص نشانی دے سکتے ہو جو تمہارے بیٹے کو دے کر بتایا جاسکے کہ ہماری تم سے بات ہو چکی ہے۔..... عمران نے کہا تو  
”بوڑھے لوگ نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی ایک پرانی سی انگوٹھی اتار کر عمران کی طرف بڑھادی۔

”یہ اسی کی دی ہوئی ہے۔ وہ اسے اچھی طرح پہچانتا ہے۔ لیکن جنتاب وہ میرا بیٹا ضرور ہے لیکن اب وہ قبیلے کا سردار بھی ہے۔ اس لئے میں معافی چاہتا ہوں کہ اگر وہ آپ سے بدتمیزی کرے یا کوئی غلط حرکت کرے۔..... بوڑھے لوگ نے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم فکر مت کرو۔..... عمران نے کہا اور انگوٹھی جیب میں ڈال کر اس نے بڑی مالیت کے چند نوٹ جیب سے نکال کر لوگر کو دیئے اور اسے جانے کی اجازت دے دی۔ لوگر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے عمران کو سلام کیا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”باس، یہ بوڑھا سمندر میں کیسے تیر سکتا ہوگا۔ اس سے تو پوری طرح چلا بھی نہیں جاسکتا۔..... ٹائیگر نے کہا۔



”یہ پرانا ماہی گیر ہے اور یہ لوگ تو خود پھلی ہوتے ہیں اور پھلی کے بچے کو کون تیرنا سکھاتا ہے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر، ہمارا وہاں مشن کیا ہے“..... جوانا نے کہا۔

”اس جزیرے اور اس سے ملحقہ جزیرے راتھ پر ایک مافیا کا قبضہ ہے جسے سانگر مافیا کہا جاتا ہے۔ اس مافیا کا ہیڈ ایک آدمی گریٹ مین نامی ہے۔ یہ مافیا منشیات کے دھندے کو کنٹرول کرتی ہے۔ شوگر ان کا ایک سائنسدان ایک ایسے فارمولے پر کام کر رہا ہے جس سے خلا میں موجود کسی بھی سیٹلائٹ کو تباہ کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ایکریما یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا ہے لیکن وہ خود سلمنے بھی نہیں آنا چاہتا۔ چنانچہ اس سانگر مافیا کو آگے کیا گیا ہے اور انہوں نے اس سائنسدان کے جوان بیٹے کو اغوا کر لیا ہے اور اس کی رہائی کے بدلے وہ فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر فارمولا ان کے حوالے نہ کیا گیا تو سائنسدان کے بیٹے کو ہلاک کر دیا جائے گا اور پھر اس کی جوان بیٹی کو اغوا کر لیا جائے گا۔ ہم نے سائنسدان کے بیٹے کو بھی چھڑوانا ہے اور اس سانگر مافیا کے انچارج کا بھی خاتمہ کرنا ہے۔ اس کی پشت پر بلیک شیڈو کا انچارج جان دکڑ ہے۔ اس کا خاتمہ بھی کرنا ہے جبکہ اس سائنسدان نے دس روز کی مہلت لی ہوئی ہے۔ تاکہ وہ اس فارمولے کو مکمل کر کے حکومت شوگر ان کے حوالے کر دے۔ اس کے بعد فوری طور پر ان سب کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہو سکے

گی“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”باس، پھر ہمیں اس بلیک شیڈو کے خلاف بھی تو کام کرنا چاہئے۔“  
سانگر نے کہا۔

”وہ کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے ہیڈ کو ارٹر کا مجھے علم ہے۔ ایک ہی ریڈ میں اس کا خاتمہ ہو سکتا ہے۔ اصل مسئلہ اس اغوا شدہ کی رہائی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ماسٹر، آپ نے دو جزیروں کی بات کی ہے لیکن آپ کی تمام کارروائیاں ایک ہی جزیرے تک محدود ہیں“..... جوانا نے کہا۔  
”بڑا جزیرہ داخل ہے اور کہا جاتا ہے کہ سانگر کا ہیڈ کو ارٹر اس جزیرے پر ہے۔ دوسرا چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ وہاں شاید صرف سنور ہوں۔ بہر حال پہلے اس داخل آئی لینڈ کو چیک کر لیں۔ پھر اس جزیرے راتھ کو بھی دیکھ لیں گے“..... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سمجھتا ہے۔ اس لئے اس کے پاس اکثر پھونی کوڑی بھی نہیں ہوتی اور وہ لوگوں سے بھیک مانگ کر گزارہ کرتا ہے۔ اس کے پاس اچانک بھاری رقومات دیکھ کر لوگ چونک پڑے اور لوگوں کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ اس نے اپنے بیٹے سردار کے بارے میں معلومات ایک گروپ کو فروخت کی ہیں۔ یہ اطلاع جب مجھے ملی تو میں چونک پڑا۔ میں نے اسے گھیر لیا اور پھر اس نے کچھ رقم کے بدلے بتایا ہے کہ گرین لائن ہوٹل کے تہ خانے میں اس کی ملاقات گرین لائن ہوٹل کے منیجر اور مالک ماسٹر ڈیاس کی معرفت چار آدمیوں کے ایک گروپ سے ہوئی ہے۔ اس گروپ میں دو مقامی آدمی تھے جبکہ دو حبشی تھے۔ ایک ایلریمین اور دوسرا افریقی۔ انہوں نے داخل جریرے کے بارے میں اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی ہیں اور خاص طور پر اس کے بیٹے کے بارے میں پوچھا ہے اور انہوں نے اس سے ایک انگلی بھی لی ہے جسے دکھا کر وہ سردار تاگوئی کی ہمدردیاں حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس سے پہلے ان دو حبشیوں نے ریڈ ڈراگون کلب کو میزائلوں سے تباہ کر دیا ہے۔ شوگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور اس بار اس کی بات سن کر گریٹ مین چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں جان و کٹر کی کال آگئی تھی۔

”یہ گروپ اب کہاں ہے؟“ اس بار گریٹ مین نے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

”معلوم کرنا پڑے گا باس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

سانگر کا چیف گریٹ مین راہ جہیزے میں اپنے آفس میں بیٹھا معمول کے کاموں میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسپور اٹھالیا۔

”ہیس۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے کہا۔

”شوگر بول رہا ہوں باس لو پاک سے۔“ ایک مردانہ لیکن انتہائی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کیوں کال کی ہے؟“ گریٹ مین کا لہجہ بے حد سپاٹ تھا۔

”باس، ڈینا قبیلے کے سردار تاگوئی کے باپ اولڈ لوگر کے پاس اچانک بھاری دولت آگئی ہے۔“ شوگر نے کہا تو گریٹ مین کے چہرے پر یکفخت غصے کے تاثرات ابھر آئے۔

”تو پھر؟“ گریٹ مین نے عزاتے ہوئے کہا۔

”باس۔ لوگر مسلسل شراب پینے کا عادی ہے اور ساتھ ہی جوا بھی



”معلوم کر کے مجھے بتاؤ جلدی۔ اگر یہ گروپ وہاں موجود ہو تو ان کی جگہ کی پوری تفصیل بتاؤ“..... گریٹ مین نے کہا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور گریٹ مین نے کریڈل و باکر رابطہ ختم کیا اور پھر فون کے نیچے لگا ہوا ایک ٹین پریس کر دیا۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”سردار تاگوئی سے بات کراؤ“..... گریٹ مین نے سخت لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... گریٹ مین نے کہا۔

”سردار تاگوئی سے بات کریں باس“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو“..... گریٹ مین نے کہا۔

”تاگوئی بول رہا ہوں آقا۔ حکم“..... چند لمحوں بعد ہی دوسری طرف سے ایک ممناتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جہار باب جس کا نام لو گرہے لو پاک میں رہتا ہے۔“ گریٹ مین نے کہا۔

”ہاں آقا“..... سردار تاگوئی نے اسی طرح ممناتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

”چار آدمیوں کا گروپ جن میں دو مقامی آدمی ہیں اور دو حبشی۔“

ایک افریقی نژاد حبشی اور ایک اکیڑمین نژاد حبشی۔ یہ گروپ ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے جہیز پر پہنچ رہے ہیں۔ انہوں نے جہارے باپ کو دولت دے کر اس سے جہاں کے بارے میں تمام تفصیلات معلوم کی ہیں اور جہارے باپ نے انہیں جہارے لئے کوئی نشانی بھی دی ہے تاکہ وہ تم سے کوئی امداد حاصل کر سکیں۔ اگر تو یہ گروپ لو پاک میں ہیں تو وہاں ہمارے آدمی انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن اگر یہ واجل پہنچیں اور جہارے جنوبی حصے میں آئیں تو ہمیں فوری طور پر ان کی لاشیں چاہئیں ورنہ تم جلتے ہو کہ تم سمیت جہارے پورے قبیلے کو ایک لمحے میں لاشوں میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔“..... گریٹ مین نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

”آپ کی خاطر میں اپنے باپ کو بھی گولی مار سکتا ہوں آقا۔ آپ بے فکر رہیں جہاں کوئی اجنبی ایک لمحہ بھی زندہ نہ رہے گا۔“..... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ ممناتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”پوری طرح ہوشیار رہنا۔ جہاری اور جہارے قبیلے کی معمولی سی غفلت تم سب کی ہلاکت کا باعث بن سکتی ہے اور اگر یہ لوگ جہاں پہنچیں تو انہیں ہلاک کر کے فوراً مجھے اطلاع دینا۔“..... گریٹ مین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ لوگ جہاں آکر کیا کریں گے۔ واجل میں انہیں سوائے موت کے اور کیا مل سکتا ہے۔“..... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوبارہ اپنے معمول کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ کافی دیر بعد فون

کی گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا تو اسے بتایا گیا کہ لو پاک سے شوگر کی کال ہے۔

”یس، کیا رپورٹ ہے؟“..... گریٹ مین نے تیز نیچے مین کہا۔

”باس، یہ گروپ ہوٹل گرین لائن سے جا چکا ہے۔ میں نے بندرگاہ سے معلومات حاصل کی ہیں تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ چار آدمیوں کا گروپ ایک لالچ کے ذریعے جریرہ کاشانی چلا گیا ہے اور وہ اب تک وہاں پہنچنے والے ہوں گے۔“..... دوسری طرف سے شوگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”جریرہ کاشانی۔ وہاں کیا کرنے گیا ہے وہ گروپ۔ وہ جریرہ تو ہم سے کافی دور ہے۔“..... گریٹ مین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرا خیال ہے باس کہ یہ لوگ جریرہ کاشانی سے کوئی اور لالچ لے کر داجل پہنچیں گے۔ اس طرح وہ براہ راست داجل کے جنوبی حصے تک پہنچ جائیں گے۔“..... شوگر نے کہا۔

”اوکے۔ آئے وہ انہی کی ہلاکت کا مکمل انتظام موجود

رکھ کر وہ دوبارہ اپنے کام میں

طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔

ہن چیک ہو جاتے اور ان کی

اگر یہ شمالی حصے میں پہنچ

ے گی اور اگر جنوبی حصے

کی موت کا باعث بن

میں نے کہا۔  
ہاں آقا.....  
جواب دیا۔  
”چار آدمیوں کا گروپ جن میں جی

بنے گا۔“..... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس کی نظریں سامنے موجود ایک کاغذ پر جم گئیں۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

کاشانی ایک بڑا جریرہ تھا جہاں سیاحوں کی بھی آمد و رفت رہتی تھی۔ اس لئے یہاں ہر قسم کے کلب، ہوٹل اور جواخانے بھی موجود تھے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت لوپاک سے ایک لائیج کے ذریعے کاشانی پہنچا تھا چونکہ جریرہ کاشانی لوپاک سے خاصے فاصلے پر تھا اس لئے انہیں لائیج نے تین گھنٹوں بعد یہاں پہنچایا تھا۔ وہ سب اس وقت کاشانی کے شمالی حصے پر بنے ہوئے ساحل پر موجود تھے۔ یہ ساحل خاصا خوبصورت تھا اور کاشانی سیاحوں کے لئے سب سے پسندیدہ جگہ تھی اس لئے یہاں ملکی یا غیر ملکی سیاحوں کی کثرت موجود تھی۔ ساحل کا ایک چھوٹا سا حصہ عوام الناس کے لئے تھا جبکہ اس چھوٹے حصے کے اوپر عام سا اور ویران ساحل دور تک چلا گیا تھا اور یہاں کوئی آدمی نہ جاتا تھا۔ ہر طرف جھاڑیاں اور درختوں کے جھنڈ نظر آ رہے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی اس ویران ساحل پر درختوں کے ایک گھنے جھنڈ کے

قرب کھڑے تھے۔ اس وقت سورج کی روشنی سے سارا ساحل منور ہو رہا تھا اور سمندر کی ابھرتی اور نیچے گرتی ہوئی لہریں جہاں تک نظر جاتی تھی دکھائی دے رہی تھیں۔ عمران نے جیب سے ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو، ہیلو۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ اور“..... عمران نے بار بار مقامی زبان اور لہجے میں کال کرتے ہوئے کہا۔  
”یس، امیری بول رہا ہوں۔ اور“..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک مروانہ آواز سنائی دی۔

”ہم ساحل پر مخصوص جگہ پہنچ چکے ہیں۔ ابھی تک تمہاری آمد نہیں ہوئی۔ اور“..... عمران نے کہا۔  
”ہم راستے میں ہیں۔ نصف گھنٹے میں پہنچ جائیں گے۔ اور“۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

جوزف، جو انا اور ٹائیگر تینوں نے اپنی کمروں پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے بیگ باندھ رکھے تھے جن میں ضروری اسلحہ اور تیراکی کے جدید ترین لباس موجود تھے۔

”باس، آپ کی بات سردار تاگوئی سے ہوئی ہے یا نہیں؟“ ٹائیگر نے پوچھا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”تاگوئی کے پاس جانے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے۔ ماسٹر ڈیاس

کے آدمیوں نے رپورٹ دی ہے کہ سانگر کے ایک آدمی شوگر اور بوڑھے لوگر کی ملاقات ہو چکی ہے اور لوگر نے اسے ہمارے بارے میں ساری تفصیل بتا دی ہے۔ لامحالہ اس شوگر نے گریٹ مین کو رپورٹ دے دی ہوگی اور گریٹ مین نے سردار تاگوئی کو الرٹ کر دیا ہوگا..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ، اسی لئے آپ براہ راست داخل جانے کی بجائے کاشانی آئے ہیں..... ٹائیگر نے کہا۔

”ادھر آنا دلیے بھی ضروری تھا کیونکہ لو پاک سے ہمیں بہر حال پہلے شمالی حصے کی طرف جانا پڑتا اور پھر گھوم کر جنوبی حصے کی طرف۔ کیونکہ ارد گرد کا سمندر وہاں طوفانی ہے جبکہ کاشانی سے ہم براہ راست جنوبی حصے میں اتر جائیں گے..... عمران نے جواب دیا۔

”ماسٹر، ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے رات ہو جائے گی۔ رات کے وقت اس دلدلی گھنے جنگل میں ہم کیا کر سکیں گے..... جو انا نے کہا۔

”جوزف ہمارے ساتھ ہے اور جوزف کو دلدلیں رات کو بھی اس طرح نظر آئیں گی جیسے ہمیں دن کو۔ ہم نے وہاں سردار تاگوئی کو اغوا کرنا ہے اور اس سے اس اغوا شدہ سائنسدان کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں..... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر واقعی تقریباً نصف گھنٹے بعد دور سے ایک بڑی اور جدید انداز کی لانچ آتی دکھائی دی۔ اس کا رخ اسی طرف تھا جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

”یہ ایمری کون ہے باس اور یہ لانچ کہاں سے آرہی ہے۔“ ٹائیگر نے پوچھا۔

”ایمری اس لانچ کا کپتان اور مالک ہے اور یہ لانچ خاصی جدید بھی ہے اور اس میں دوسری لانچوں کو تباہ کرنے اور اپنی حفاظت کرنے کے خصوصی آلات بھی موجود ہیں۔ دوسرے لفٹوں میں تم اسے نیم فوجی لانچ بھی کہہ سکتے ہو۔ یہ لانچ ایک ڈرگ گروپ کے لئے کام کرتی ہے۔ اس لانچ کی وجہ سے ہمیں جریرے سے کسی میزائل یا ریز سے سمندر میں بھی تباہ نہ کیا جاسکے گا..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آگئی اور وہ سب عمران سمیت لانچ میں پہنچ گئے۔ ایمری لمبا ٹرنگا ادھیڑ عمر آدمی تھا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کی ساری زندگی سمندر میں ہی گزری ہے۔ ان کے سوار ہوتے ہی لانچ واپس مڑ گئی اور تھوڑی دیر بعد کھلے سمندر میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

”ماسٹر مائیکل، داخل کے جنوبی حصے میں تو انتہائی خطرناک خفیہ دلدلیں ہیں اور وہاں نیم وحشی قبیلہ بھی رہتا ہے۔ آپ وہاں کیا کرنے جا رہے ہیں..... ایمری نے پاس بیٹھے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اس قبیلے کے سردار سے ملاقات کرنے..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”کیوں..... ایمری نے حیران ہو کر پوچھا۔

”ہم اس قبیلے کی دستاویزی فلم بنانا چاہتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو امیری کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”لیکن آپ اس سے ملاقات کیسے کریں گے۔ وہ لوگ تو اجنبیوں کو دیکھتے ہی ہلاک کر دیتے ہیں اور آج کل تو سانگر نے انہیں انتہائی جدید مشین گنوں سے مسلح کر رکھا ہے“..... امیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم سفید جھنڈا لے کر ان کی طرف بڑھیں گے اور ہمیں یقین ہے کہ وہ اس کا احترام کریں گے“..... عمران نے کہا۔

”گڈ، واقعی یہ آئیڈیا تو میرے ذہن میں بھی نہ تھا“..... امیری نے اس بار پوری طرح ”طمئن“ ہوتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً شام کے قریب دور سے داخل جہیزہ نظر آنے لگ گیا۔ عمران نے گلے میں ہڑی ہوئی انتہائی طاقتور دور بین آنکھوں سے لگالی۔

”ساحل پر چند افراد موجود ہیں“..... عمران نے دور بین آنکھوں سے ہٹاتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے ہماری لانچ انہیں نظر آ رہی ہوگی“..... امیری نے جواب دیا۔

”ٹائیگر تمہارے بیگ میں سفید جھنڈا موجود ہے۔ اسے نکال کر لانچ کے سرے پر لگا دو“..... عمران نے کہا تو ٹائیگر نے چند ہی لمحوں بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔ لانچ کی رفتار اب کم ہو گئی تھی اور وہ آہستہ آہستہ جہیزہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جہیزہ پر

”انتہائی گھنا جھنگل تھا اور شام پڑ جانے کی وجہ سے وہاں گہری تاریکی نظر آ رہی تھی۔ پھر لانچ جیسے ہی کنارے پر جا کر لگی۔ عمران نے امیری سے مصافحہ کیا اور پھر جھنڈا لے کر وہ ساحل پر اتر آیا۔ اس کے پیچھے ٹائیگر، جوزف اور جوانا بھی ساحل پر اتر آئے اور لانچ تیزی سے پیچھے ہٹی اور مڑ کر واپس جاتی دکھائی دی۔ واپسی پر اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔

”سلمنے جھنگل میں انسان موجود ہیں باس“..... جوزف نے

ساحل پر اترتے ہی ناک سکیڑتے ہوئے کہا۔

”سنو قبیلے والو۔ ہم تمہارے دشمن نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے سردار سے ملو“..... عمران نے اونچی آواز میں چیخ کر کہا تو جھاڑیوں میں حرکت پیدا ہوئی اور پھر پانچ لمبے ترنگے افراد جنہوں نے سیاہ رنگ کے چست لباس پہنے ہوئے تھے نکل کر سامنے آ گئے۔ ان کے آگے ایک قدرے بھاری جسم کا آدمی تھا جس نے براؤن رنگ کا لباس پہنا ہوا تھا اور اس کے ماتھے پر سیاہ رنگ کی پٹی بندھی ہوئی تھی جس میں سیاہ رنگ کا ایک پر تاج کی صورت میں لٹکا ہوا تھا۔ اسے دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہی سردار تاگوئی ہے۔ اس نیم وحشی قبیلے کا سردار۔ کیونکہ اس کے خدو حال میں اپنے باپ لوگر کی جھلکیاں نمایاں تھیں۔

”میں سردار تاگوئی ہوں۔ کون ہو تم اور کیوں آئے ہو؟“ اس سردار نے چیخ کر کہا۔

”ہم یہاں کسی کو نقصان پہنچانے نہیں آئے اور سردار تاگوئی اگر تم نے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں تمہارے قبیلے

دالوں کو بتا دوں گا کہ تم نے دلدل سے کوشو کو پھلی ہاتھ سے پکڑنے کی بجائے قبیلے کو دھوکہ دیتے ہوئے سفید کینچوے کی مدد سے پکڑی تھی اور تم جلتے ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا..... عمران نے پھلی اور کینچوے والی بات ایکریمین زبان کی بجائے گریٹ لینڈ کی زبان میں کی تھی کیونکہ اسے لوگ کرنے بتایا تھا کہ اس کا بیٹا ہر زبان بہت اچھی طرح جانتا ہے اور وہ کچھ عرصہ گریٹ لینڈ میں بھی رہ چکا ہے۔

”تم اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے۔ سب کو معلوم ہے کہ میں نے پھلی کس طرح پکڑی تھی اور مسئلہ صرف پھلی پکڑنے کا تھا..... سردار تاگوئی نے گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی جواب دیتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کے لہجے کا کھوکھلا پن نمایاں تھا۔

”سوچ لو۔ ہم بہر حال نہ ہی یہاں کسی کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں اور نہ ہی تمہیں سرداری سے ہٹانے کے لئے آئے ہیں۔ ہم صرف تم سے چند معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم نے ہم سے تعاون نہ کیا تو جریرے کا یہ حصہ اچانک مکمل طور پر تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ہمارے غوطہ خور ہمارے یہاں آنے سے پہلے اہتہائی تباہ کن پن بم لگا چکے ہیں۔ مجھے صرف ایک بٹن دبانا پڑے گا۔“ عمران نے گریٹ لینڈ کی زبان میں ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

”جھوٹ مت بولو یہاں کوئی نہیں آیا۔ ہم یہاں مسلسل پہرہ دے رہے ہیں۔ ہمیں تمہاری آمد کے بارے میں پہلے ہی بتا دیا گیا ہے اور تم نے جو پھلی والی بات کی ہے اس سے یہ بات کنفرم ہو گئی ہے

کہ تم میرے باپ سے ملاقات کر چکے ہو اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دیا جائے ورنہ ہمارا پورا قبیلہ تباہ و برباد ہو سکتا ہے..... سردار تاگوئی نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ یہاں ایسے کوئی انتظامات نہیں ہیں کہ تمہارے آقاؤں کو یہاں کے بارے میں معلوم ہو سکے۔ ہم صرف تم سے معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کے بدلے میں تمہارے بارے میں کسی کو نہیں بتائیں گے اور تم اسی طرح سردار بنے رہو گے۔ ورنہ اگر میں نے ایک بار ایکریمین زبان میں یہ بات کر دی تو تمہارا پورا قبیلہ تمہارے خلاف ہو جائے گا اور تمہیں دوبارہ ہاتھ سے پھلی پکڑنا پڑے گی اور مجھے معلوم ہے کہ تم ایسا نہیں کر سکتے۔ البتہ میں بڑی آسانی سے یہ کام کر سکتا ہوں اور پھر میں تمہاری جگہ قبیلے کا سردار بن جاؤں گا اور تمہارا کیا انجام ہو گا۔ یہ بات تم آسانی سے سمجھ سکتے ہو..... عمران نے دھمکی آمیز لہجے میں کہا۔

”تم، تم دراصل چاہتے کیا ہو۔ کھل کر بات کرو..... اس بار سردار تاگوئی کے لہجے میں ہلکی سی کپکپاہٹ نمایاں تھی اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اندر سے خوفزدہ ہو گیا ہے۔

”ہم تمہارے ساتھ تمہاری جھونپڑی میں جائیں گے۔ رات وہیں رہیں گے۔ تم سے باتیں کریں گے اور صبح کو لانچ آکر ہمیں لے جائے گی۔ بس..... عمران نے کہا۔

”سوری، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں فوری ہلاک کر دیا جائے۔

اس لئے ہم ایسا کر کے رہیں گے۔ فائر..... سردار تاگوئی نے بات کرتے کرتے یکھت چچ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن سیدھی کی ہی تھی کہ تڑتڑاہٹ کی آوازدں کے ساتھ ہی سردار کے پیچھے موجود چاروں آدمی چبختے ہوئے زمین پر گرے اور تڑپنے لگے۔ یہ فائرنگ جوزف اور جوانانے کی تھی جن کے ہاتھ پہلے سے ان کی جیبوں میں موجود مشین پستلز پر جے ہوئے تھے۔

”تم، تم نے یہ کیا کیا۔ تم نے.....“ سردار تاگوئی نے ایک لحاظ سے ناچتے ہوئے کہا۔

تم بھی ان کے ساتھ ہی ختم ہو سکتے تھے سردار۔ لیکن..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ، اوہ اب کیا ہوگا۔ میری موجودگی میں چار آدمیوں کی ہلاکت۔ قبیلے والے تو میرے خلاف ہو جائیں گے“..... سردار تاگوئی نے ایک لحاظ سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں پھینک دو“..... عمران نے کہا تو جوزف اور جوانانہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھے اور پھر چند لمحوں بعد چاروں لاشیں سمندر میں اچھال دی گئیں جبکہ ان کی مشین گنیں اب جوزف اور جوانانہ کے ہاتھوں میں تھیں۔

”یہ گنیں مجھے دے دو۔ اگر یہ تمہارے ہاتھوں میں ہوئیں تو قبیلے والوں کو شک پڑ جائے گا“..... سردار تاگوئی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ان گنوں کو بھی سمندر میں پھینک دو“..... عمران نے جوزف اور جوانانہ سے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

”اب تمہارے قبیلے والوں کو یہ معلوم نہ ہو سکے گا کہ تمہارے چار ساتھی تمہاری موجودگی میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لئے اب بتاؤ کہ تم نے کیا فیصلہ کیا ہے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”تم لوگ تو میری توقع سے زیادہ چالاک اور تیز ہو۔ لیکن میں تمہیں اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔ یہاں جہیز پر مغرب سے صبح تک کسی کو پناہ نہیں دی جا سکتی البتہ میں اپنے خصوصی اختیار کی بنا پر صبح سے مغرب تک کسی کو بھی پناہ دے سکتا ہوں“..... سردار تاگوئی نے کہا۔

”تو تم سے ہمیں مذاکرات ہو سکتے ہیں۔ آؤ اور درختوں کے جھنڈ میں بیٹھتے ہیں“..... عمران نے کہا اور سردار تاگوئی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اور سردار تاگوئی درختوں کے جھنڈ میں گھاس پر بیٹھ گئے جبکہ عمران کے ساتھی ادھر ادھر درختوں کی اوٹ میں ہو کر نگرانی کرنے میں مصروف ہو گئے۔

”پہلی بات تو یہ سن لو کہ اگر تم نے غلط بیانی کی تو اس کا نتیجہ بھی تم خود ہی بھگتو گے۔ میرے اندر قدرتی خاصیت ہے کہ میں دوسرے کے بولتے ہی فوراً سمجھ جاتا ہوں کہ وہ غلط کہہ رہا ہے یا درست“۔ عمران نے کہا۔

”تم پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ میں درست جواب دوں گا۔ تم



میرے بس سے باہر ہو۔ تم نے جس طرح مجھے کچھلی پکڑنے کے بارے میں دھمکی دی ہے اور جس طرح میرے ساتھیوں کو ہلاک کیا ہے۔ اس سے میں سمجھ گیا ہوں کہ میں تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ سردار تاگوئی نے کہا۔

”گریٹ مین سے تمہارا رابطہ کیسے رہتا ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”فون کے ذریعے۔ میری جھونپڑی میں سیٹلائٹ فون ہے۔“ سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب سوچ کر یہ بتاؤ کہ کیا یہاں جریرے پر کوئی ایسی جگہ ہے جہاں کسی اغوا شدہ آدمی کو رکھا جاسکے؟“..... عمران نے کہا۔

”نہیں، نہ یہاں ہے اور نہ ہی شمالی حصے کی طرف۔ درمیان میں ایک قدرتی پہاڑی ہے۔ اس کے نیچے چند کمرے بنے ہوئے ہیں۔ لیکن وہاں بھی صرف آلات اور مشینری ہے اور کچھ نہیں۔ وہاں کوئی آدمی نہیں رہتا۔“..... سردار تاگوئی نے جواب دیا اور عمران اس کے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”لیکن تم اپنے باپ کو ہر ماہ منشیات کی خاصی مقدار دیتے ہو۔ جسے وہ وہاں فروخت کر کے گزارہ کرتا ہے۔ یہ منشیات کہاں سے آتی ہے؟“..... عمران نے کہا تو سردار تاگوئی نے ایک طویل سانس لیا۔

”میرا باپ شراب کا عادی ہے اور جو ابھی کھیلتا ہے۔ اس لئے اسے ہر وقت رقم کی ضرورت رہتی ہے۔ اس لئے میں اسے منشیات دے دیتا

ہوں تاکہ اس کا گزارہ چلتا رہے۔ ویسے منشیات کے بڑے بڑے ستور شمالی حصے میں ہیں۔ ادھر نہیں ہیں۔“..... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم وہاں جاتے ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں، وہاں صرف وہ لوگ جاسکتے ہیں جن کے پاس خصوصی آلات ہوتے ہیں۔ ان آلات کی وجہ سے انہیں کچھ نہیں ہوتا ورنہ تو وہاں جانے والا دوسرے قدم پر موت کا شکار ہو جاتا ہے۔ میں منشیات ایک ایسے ستور سے حاصل کرتا ہوں جو مغربی حصے کی سرحد پر ہے۔ میں نے وہاں ایک خفیہ راستہ بنایا ہوا ہے اور میں صرف اس قدر منشیات لیتا ہوں جو میں اپنے باپ کو دے سکوں ورنہ یہاں منشیات تو ہمارے کسی کام کی نہیں ہے۔“..... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم کبھی راتھ جریرے پر گئے ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں، مجھے صدیوں کے رواج کے مطابق اس جریرے سے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔“..... سردار تاگوئی نے جواب دیا۔

”گریٹ مین کہاں رہتا ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”راتھ میں۔“..... سردار نے مختصر سا جواب دیا۔

”کیا تم نے کبھی اس سے ملاقات کی ہے؟“..... عمران نے پوچھا۔

”ہاں، دو تین بار وہ ہمارے قبیلے میں آیا ہے۔ اسے یہاں کی ایک

لڑکی بھی پسند آگئی تھی۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا تھا۔“..... سردار

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔  
 "اس کے چلیے اور قد و قامت کی تفصیل بتا دو"..... عمران نے کہا  
 تو سردار نے تفصیل بتادی۔  
 "ادکے، اب تم ہمیں اپنی جھونپڑی میں لے چلو۔ ہم رات میں  
 گزاریں گے"..... عمران نے کہا۔  
 "لیکن اگر آٹا تک بات پہنچ گئی تو"..... سردار نے گھبرا کر کہا۔  
 "تمہارے ساتھیوں میں سے ایسا کوئی نہیں ہو سکتا جو اطلاع  
 دے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس کے پاس بھی ٹرانسمیٹر ہوتا اور ٹرانسمیٹر کا  
 علم بہر حال ہو ہی جاتا ہے"..... عمران نے کہا تو سردار نے ایک  
 طویل سانس لیا۔  
 "تم واقعی حیرت انگیز ذہانت کے مالک ہو۔ آؤ"..... سردار نے  
 کہا اور عمران نے اپنے ساتھیوں کو بھی بلا لیا۔ پھر وہ سب سردار کی  
 رہنمائی میں گھنے جنگل میں سفر کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے۔ عمران  
 نے جوزف کو ہوشیار رہنے کا اشارہ کر دیا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ یہ  
 سردار کسی بھی دلدل میں انہیں پھنسا سکتا تھا لیکن اسے یقین تھا کہ  
 جوزف کی ہوشیاری سے ایسا نہیں ہو سکے گا۔ سردار کے پیچھے عمران اور  
 اس کے ساتھی چل رہے تھے۔ جوزف واقعی بے حد چوکنا اور محتاط نظر آ  
 رہا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ گھنے جنگل کے اندر ایک خالی قطعہ میں  
 پہنچ گئے۔ سبہاں ہر طرف جھونپڑیاں موجود تھیں۔ درمیان میں ایک  
 بڑی جھونپڑی تھی جس پر سرخ رنگ کا ایک بڑا سا جھنڈا لہرا رہا تھا۔

"یہ اجنبی کون ہیں"..... اچانک دو لمبے جھنگے آدمیوں نے تیزی  
 سے آگے بڑھ کر کہا۔  
 "آقا کے مہمان ہیں"..... سردار نے تڑخ کر جواب دیا۔  
 "اوہ اچھا"..... وہ دونوں کہے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹ گئے اور  
 وہ سب اس خالی قطعے میں داخل ہو گئے۔ وہاں بے شمار عورتیں اور  
 مرد موجود تھے اور عمران نے دیکھا کہ واقعی اس قبیلے کی عورتیں ایسے  
 قبیلوں کی عورتوں کی نسبت زیادہ حسین تھیں۔ سردار انہیں اس  
 بڑی جھونپڑی میں لے آیا۔ چار خوبصورت اور نوجوان لڑکیاں وہاں  
 موجود تھیں۔ شاید یہ اس کی موجودہ بیویاں تھیں۔  
 "آقا کے مہمانوں کے لئے کھانے کا بندوبست کرو"..... سردار  
 نے ان لڑکیوں سے کہا۔  
 "ہم صرف پھل کھائیں گے اور سادہ پانی پیئیں گے۔ پکی ہوئی کوئی  
 چیز نہیں کھائیں گے"..... عمران نے ایسے لہجے میں کہا کہ سردار کو  
 اس کی بات پر حجت کرنے کا حوصلہ بھی نہ ہوا اور اس نے پھل اور پانی  
 لانے کا حکم دے دیا۔  
 "تمہیں گریٹ مین نے کیا حکم دیا تھا"..... عمران نے پوچھا تو  
 سردار نے تفصیل بتادی۔  
 "اس کا کیا نمبر ہے"..... عمران نے پوچھا تو سردار نے نمبر بتا دیا  
 اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے ایک الماری میں سے ایک سیٹلائٹ  
 فون پیس اٹھا کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

تم نے اس فون پر آقا کو کال کی تو سارا قبیلہ مارا جائے گا۔ سردار نے اہتہائی خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

تم فکر مت کرو۔ ٹائیکر تم جھونپڑی کا دروازہ بند کر دو اور وہیں ٹھہرو۔ میری گفتگو کے دوران کوئی اندر نہ آئے۔..... عمران نے کہا تو ٹائیکر سر ہلاتا ہوا اٹھا اور جھونپڑی کے کھلے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ بند کر دیا۔

اب تم خود ہی اپنا منہ بند رکھو گے یا میرا کوئی ساتھی تمہارے منہ پر ہاتھ رکھ دے۔..... عمران نے سردار سے کہا۔

تم کیا کرنا چاہتے ہو۔..... سردار نے حیران ہو کر کہا۔

جوزف، اس کا خیال رکھنا۔..... عمران نے سردار کے پاس کھڑے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر عمران نے فون کو آن کر کے تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

ہیڈ کوارٹر۔..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔ آقا سے بات کراؤ۔..... عمران نے سردار تاگوئی کی آواز اور لہجے میں کہا تو سردار تاگوئی کا شاید حیرت کی شدت سے منہ کھلنے ہی لگا تھا کہ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا۔

اچھا، میں معلوم کرتا ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

ہیلو، گریٹ مین بول رہا ہوں۔..... تھوڑی دیر بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

آقا، میں سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔ چار آدمی جن میں دو وحشی تھے ایک بڑی سی لالچ پرہیاں جہیز پر آئے تھے لیکن وہ جیسے ہی لالچ کو کنارے پر باندھ کر ساحل پر آئے۔ میں نے ان پر فائرنگ کرادی یقین آقا وہ بے حد تیز اور چالاک لوگ تھے۔ ان میں سے ایک تو مر گیا لیکن باقیوں نے بھی فائر کھول دیا لیکن ہم درختوں کی اوٹ میں تھے جبکہ وہ کھلی جگہ پر تھے۔ اس کے باوجود ہمارے چار آدمی ہلاک ہو گئے جبکہ وہ چاروں بھی آخر کار ہلاک ہو گئے۔ اب ان چاروں کی لاشیں ساحل پر پڑی ہوئی ہیں اور ان کی لالچ بھی موجود ہے۔ اب میرے لئے کیا حکم ہے۔..... عمران نے بڑے انکسارانہ اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

ان کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں ڈال دو اور لالچ کو بھی تباہ کر دو۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

جو حکم آقا۔..... عمران نے جواب دیا۔

اوہ ٹھہرو۔ ان کی پہچان ضروری ہے۔ میں ایک لالچ بھیجتا ہوں اس پر میرا خاص آدمی ہارڈی ہوگا۔ چاروں لاشیں اس کی لالچ میں ڈالو دینا اور وہ دوسری لالچ بھی ہک کر کے ساتھ لے آئے گا۔..... گریٹ مین نے کہا۔

حکم کی تعمیل ہوگی آقا۔ ہارڈی کس وقت پہنچے گا تاکہ ہم ساحل پر اس کا استقبال کریں۔..... عمران نے کہا۔

راتھ سے وہاں تک جانے میں کتنا وقت لگتا ہے۔ وہ آدھے گھنٹے میں پہنچ جائے گا۔..... دوسری طرف سے سخت اور جھال دینے والے لہجے

”تم نے ہارڈی کو ساحل پر بلانا ہے اور اسے کہنا ہے کہ تمہارے آدمی لاشیں اٹھا کر بستی میں لے گئے ہیں اور تم نے انہیں واپس لانے کا کہہ دیا ہے۔ وہ ابھی لاشیں لے کر یہاں پہنچ رہے ہیں۔ ہم ادھر درختوں کے جھنڈ میں رہیں گے۔ باقی کام ہم سنبھال لیں گے۔“  
عمران نے کہا۔

”لیکن جب تم وہاں پہنچو گے تو آقا سمجھ جائے گا کہ میں نے اس کے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ پھر..... سردار نے کہا۔“  
”تمہارے آقا کو تم تک پہنچنے ہی نہ دیا جائے گا۔ تم بے فکر رہو.....“  
عمران نے اس کے کاندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور سردار نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران اسے ساحل پر چھوڑ کر اپنے ساتھیوں سمیت درختوں کے جھنڈ میں آگیا۔

”اس ہارڈی کو ہم نے زندہ پکڑنا ہے تاکہ راتھ کے بارے میں اس سے تفصیلی معلومات حاصل کی جاسکیں۔“.....  
عمران نے کہا اور جوزف اور جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جوزف تیزی سے گھوم کر دوسری طرف جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ وہ جگہ اس جگہ سے قریب تھی جہاں سردار کھڑا تھا۔

”اس سردار کا بھی کچھ ہونا چاہئے باس۔ ورنہ اس نے ہمارے جاتے ہی فون پر اطلاع دے دینی ہے۔“.....  
ٹائیگر نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔ اس لئے میں فون ہی جیب میں ڈال لایا ہوں لیکن اس کے باوجود اس کی لاش ہم ساتھ لے جائیں گے تاکہ جب

میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے فون آف کر دیا اور اسی لمحے جوزف نے بھی سردار تاگوئی کے منہ سے ہاتھ ہٹا لیا۔

”اب دروازہ کھول دو۔“.....  
عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے دروازہ کھول دیا۔

”یہ، یہ تم نے کیسے کر لیا۔ مجھے تو ابھی تک یقین نہیں آ رہا۔“  
حیرت کی شدت سے بت کی طرح بیٹھے ہوئے سردار نے یکھٹا ہٹائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ معمولی باتیں ہی سردار.....“  
عمران نے کہا۔ اسی لمحے دو لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ انہوں نے دو بڑی بڑی لیکن گہری تھالیوں میں سرخ اور زرد رنگ کے ملتے ملتا پھل رکھے ہوئے تھے۔ عمران نے ان کے نام پوچھے۔

”یہ ساتھ اٹھا کر لے چلو۔ ہم وہیں کھائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہارڈی پہنچ جائے اور ہم یہاں بیٹھے پھل ہی کھاتے رہ جائیں۔“  
عمران نے کہا تو اس کے حکم کی تعمیل کی گئی اور وہ پھل جیسوں اور بیگیوں میں بھر کر وہ سب ایک بار پھر جھونپڑیوں کی اس بستی سے نکل کر دوبارہ اسی راستے پر چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔

”اب کیا کرنا ہے۔ یہاں لاشیں تو موجود نہیں ہیں۔“.....  
سردار نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

تک اس کی تلاش ہو۔ ہم راتھ پہنچ کر حالات کو کنٹرول کر سکیں۔  
ورنہ یہ لوگ شاید تیر کر بھی راتھ پہنچ جائیں۔..... عمران نے کہا اور  
ٹائیکر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”ہمارے یہاں انا بے کار ہی گیا ہے ماسٹر..... اچانک پاس کھڑے  
جوانا نے کہا۔

”وہ کیوں..... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ ہمیں بہر حال جانا تو دوسرے جہرے  
پر ہی پڑے گا..... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”ماسٹر جوانا۔ لوگوں کی گردنیں توڑنا اور بات ہوتی ہے اور  
ذہانت سے آگے بڑھنا اور بات ہوتی ہے۔ مجھے بھی معلوم تھا کہ اصل  
معاملات راتھ میں ہی ہوں گے لیکن اگر ہم براہ راست لانچ لے کر  
راتھ پہنچ جاتے تو ہمیں سمندر میں ہی ہلاک کر دیا جاتا۔ اب ہارڈی  
ہمیں خود وہاں لے جائے گا۔ کیا تمہیں یہ فرق محسوس نہیں ہو رہا۔  
عمران نے کہا تو جوانا کے چہرے پر یکتا شرمندگی کے تاثرات ابھر  
آئے۔

”ماسٹر آپ واقعی ماسٹر ہیں۔ آپ کا ذہن جس انداز میں کام کرتا  
ہے شاید شطرنج کے بڑے بڑے ماہرین بھی اس ذہانت کا مظاہرہ نہ  
کر سکیں گے۔ یوں لگتا ہے جیسے مستقبل آپ کے سامنے ہوتا ہے اور  
آپ اسے مد نظر رکھ کر قدم آگے بڑھاتے چلے جاتے ہیں..... جوانا  
نے کہا۔

”یہ بات نہیں ہے۔ تمام امکانات کو سامنے رکھ کر قدم بڑھاتے  
جاتے ہیں جس طرح چوراہے پر پہنچ کر آدمی اس طرف کو مڑ جاتا ہے  
جدھر اس کی منزل ہوتی ہے۔ باقی تینوں راستے چھوڑ دیتا ہے اس طرح  
ہمارے بھی راستے میں قدم قدم پر چوراہے ہوتے ہیں..... عمران  
نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دور سے لانچ نظر  
آنے لگ گئی۔ وہ خاصی تیز رفتاری سے ساحل کی طرف آرہی تھی۔  
عمران اور اس کے ساتھی ادنیٰ جھاڑیوں کی ادٹ لینے کے لئے نیچے بیٹھ  
گئے۔ تھوڑی دیر بعد لانچ کنارے پر آکر رک گئی۔ لانچ سے ایک لمبا  
ترنگا آدمی اچھل کر نیچے اترا۔ اس نے لانچ کو ہلک کیا اور پھر سامنے  
کھڑے سردار تاگوئی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ حیرت  
سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی خاص چیز کی تلاش ہو۔  
”وہ پہلی لانچ کہاں ہے سردار۔ جے میں نے ساتھ لے جانا ہے۔“  
ہارڈی نے سردار کے قریب آکر کہا۔

”وہ ادھر دوسری طرف ہے..... سردار نے جواب دیا اور پھر اس  
سے پہلے کہ ہارڈی کوئی اور بات کرتا اچانک جوزف نے قریب ہی  
موجود جھاڑیوں کے پیچھے سے کسی چھپتے کی طرح جمپ لگائی۔ ہارڈی کی  
اس طرف پشت تھی۔ ویسے بھی جوزف کی چھلانگ اس قدر تیز تھی کہ  
جب تک اس نے ہارڈی کو چھاپ نہیں لیا اسے ذرا برابر بھی احساس  
نہیں ہوا تھا اور چند لمحوں بعد ہی ہارڈی زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا  
جبکہ سردار تیزی سے پیچھے ہٹا چلا گیا تھا۔ اس کے چہرے پر خوف نمایاں

تھا۔ اسی لمحے جوانا جھاڑیوں کے پیچھے سے نکلا اور دوسرے لمحے سردار کے منہ سے اورغ کی پھنسی پھنسی سی آواز نکلی اور ایک لمحے کے لئے اس کا جسم تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ وہ جوانا کے ہاتھوں اپنی گردن تڑوا چکا تھا۔

”اس کی لاش اٹھا کر لایچ میں ڈالو اور جوزف تم اس ہارڈی کو اٹھا کر لے آؤ۔ ہم نے فوری یہاں سے جانا ہے ورنہ قبیلے کا کوئی آدمی آگیا تو مسئلہ بن سکتا ہے۔“..... عمران نے کہا اور پھر چند لمحوں بعد وہ سب بے ہوش ہارڈی اور سردار کی لاش سمیت اس لایچ میں پہنچ چکے تھے جو ہارڈی لے آیا تھا۔ یہ لایچ بھی بڑی اور جدید تھی۔ ٹائنگر نے لایچ کا انجن سٹارٹ کیا جبکہ وہ اس کا ہک پہلے ہی کھول چکا تھا۔ اس لئے لایچ تیزی سے پیچھے ہٹنے لگی۔

”ہارڈی کو نیچے کیبن میں لے آؤ اور ٹائنگر تم نے لایچ کو اتنے فاصلے پر سمندر میں رکھنا ہے کہ نہ وہ راتھ سے نظر آئے اور نہ ہی اس جہیز سے۔“..... عمران نے کہا اور ٹائنگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ہارڈی کو نیچے کیبن میں ایک کرسی پر بٹھا کر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تھا۔ رسی انہیں وہیں کین سے ہی مل گئی تھی۔

”تم اس کی تلاشی لو۔ میں لایچ کی تلاشی لیتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اس میں کون کون سے آلات نصب ہیں۔“..... عمران نے کہا اور پھر وہ کیبن سے نکل کر سیزھیاں چرھتا ہوا اوپر عرشے پر آگیا تاکہ

انجن کے ساتھ منسلک سوئچ بورڈ کو دیکھ کر معلوم کر سکے کہ لایچ میں کس طرح کے آلات نصب ہیں کیونکہ لامحالہ ان سب کا آپریشننگ سسٹم پائلٹ کے پاس ہی ہو سکتا تھا۔ اچھی طرح چیکنگ کے بعد وہ واپس کیبن میں پہنچا تو ہارڈی کی گردن بدستور لٹکی ہوئی تھی۔

”اے ہوش میں لے آؤ۔“..... عمران نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو جوزف نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ہارڈی کی ناک اور منہ بند کر دیا جبکہ دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کا سر تھام رکھا تھا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور عمران کی کرسی کی پشت پر آکر کھڑا ہو گیا۔ جوانا پہلے ہی وہاں موجود تھا۔ لایچ اب کھلے سمندر میں پہنچ کر ساکت ہو گئی تھی۔ البتہ اٹھتی گرتی لہروں کی وجہ سے وہ ہچکولے ضرور لے رہی تھی۔ ہارڈی نے کرپتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور پھر لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔ اب وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے عمران اور عقب میں کھڑے ہوئے جوانا اور جوزف کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی انہونی اسے نظر آنے لگ گئی ہو۔

”تم، تم، تم۔ کیا مطلب۔ تم زندہ ہو۔ تم، تم کون ہو۔“..... ہارڈی نے رک رک کر اور اتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”تمہارا نام ہارڈی ہے اور تم داخل جہیز سے چار لاشوں کو

جہرہ راتھ پہنچانے کے لئے آئے تھے۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔  
 ”ہاں، مگر یہ سب کیا ہے۔ وہ سردار۔ یہ سب کیا ہے۔..... ہارڈی  
 کے ذہن پر چھائی ہوئی حیرت کی تہہ اس قدر گہری تھی کہ وہ ابھی تک  
 حیرت بھرے لہجے میں ہی بول رہا تھا۔

”سردار کی لاش یہاں اس کیبن میں موجود ہے۔ تم دائیں طرف  
 دیکھو۔ تمہیں نظر آجائے گی۔..... عمران نے بڑے ٹھنڈے سے لہجے  
 میں کہا اور اس کے ساتھ ہی ہارڈی کے بے اختیار ہونٹ بھیج گئے۔ اس  
 کی نظریں سردار کی لاش پر جمی ہوئی تھیں۔

”کیا سردار نے غلط بیانی کی تھی۔ مگر کیوں۔..... ہارڈی نے کہا۔  
 ”سردار بھی اسی طرح مجبور تھا جس طرح تم ہو اور اب چونکہ تم  
 حیرت کے گرداب سے باہر آ گئے ہو اس لئے اب میرے سوالوں کے  
 جواب دو۔..... عمران نے کہا۔

”میں جہارے کسی سوال کا جواب نہیں دوں گا۔ تم بے شک  
 مجھے ہلاک کر دو۔..... لکھت ہارڈی نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔  
 ”جوزف جہارے پاس خنجر ہوگا۔..... عمران نے کہا۔

”میں ہاں۔..... جوزف نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس  
 نے جیکٹ کی ایک مخصوص جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر  
 عمران کی طرف بڑھا دیا۔ جوزف کی یہ عادت تھی کہ وہ ہمیشہ ایک  
 تیز دھار خنجر اپنے پاس رکھتا تھا۔ عمران خنجر لے کر کرسی سے اٹھا اور  
 اس نے ایک ہاتھ سے پلاسٹک کی کرسی اٹھا کر ہارڈی کی کرسی کے

قریب رکھی اور اس پر بیٹھ گیا۔ ہارڈی کا چہرہ پتھر کی طرح سخت ہو گیا۔  
 تھا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ سی نکلی۔  
 عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور ہارڈی کا تختہ قوس سے  
 زیادہ کٹ گیا تھا۔ ابھی اس کی چیخ کیبن میں گونج رہی تھی کہ سرحد  
 بازو ایک بار پھر حرکت میں آیا اور کیبن ایک اور وحشت تک پہنچا۔  
 گونج اٹھا۔ ہارڈی کا دوسرا تختہ ابھی کٹ گیا تھا۔ اس کے بچے پر  
 شدید تکلیف کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اب تم خود بخود سب کچھ بتا دو گے ہارڈی۔ عمران نے کمزور  
 کے ساتھ ہی اس نے خنجر کا دستہ ہارڈی کی پیشانی پر ابھرتے دیکھ کر  
 پر مار دیا اور اس بار ہارڈی کا جسم اس بری طرح سے تڑپا کہ غریب کو  
 یوں محسوس ہوا کہ جیسے ابھی اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیں  
 ٹوٹ جاتیں گی۔ ساتھ ہی کمرہ گھٹی گھٹی چیخوں سے گونج اٹھا۔ گویا برقی  
 اپنے طور پر حلق کے بل چیخا تھا لیکن تکلیف کی شدت کی وجہ سے اس  
 کی چیخ اس کے حلق میں ہی گھٹ کر رہ گئی تھی۔ اس کا جسم سرخ  
 لرز رہا تھا جیسے اسے تیز جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔ چہرہ تکلیف کی شدت  
 سے بگڑ گیا تھا اور آنکھیں ابل کر قدرے باہر کو نکل آئی تھیں۔ سب سے  
 پسینے سے تر تھا۔

”بولو، کیا نام ہے جہارا۔..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔  
 ”ہارڈی۔ ہارڈی۔..... ہارڈی کے منہ سے اس طرح سخت  
 جیسے اندر کسی فیکٹری میں بن کر باقاعدہ لڑھکتے ہوئے یہ جہارا



ہوں۔

”کیا کام کرتے ہو؟“..... عمران نے پوچھا۔

”میں زیرو فائیو کا انچارج ہوں“..... ہارڈی نے کہا تو عمران چونک پڑا اور پھر اس نے زیرو فائیو کے بارے میں پوچھنا شروع کر دیا۔ ہارڈی اب اس طرح جواب دے رہا تھا کہ جیسے اس کا ذہن عمران کے کنٹرول میں آگیا ہو۔ عمران اس سے مسلسل سوال کرتا رہا۔ اس نے راتھ جہیرے کے حفاظتی انتظامات سے لے کر جہیرے کے اندر انڈر گراؤنڈ نقشے، وہاں موجود آدمیوں کی تعداد اور گریٹ مین کے بارے میں بھی سب باتیں معلوم کر لیں۔ ہارڈی کا زیرو فائیو کا مطلب لاپنجوں کا ایک خفیہ گھاٹ تھا جو جہیرے کے اندر تک چلا جاتا تھا اور ہارڈی نے اسے بتایا تھا کہ گریٹ مین نے اسے لاشیں وہیں زیرو فائیو میں رکھنے کا کہا تھا۔ وہ صبح آکر انہیں دیکھنا چاہتا تھا۔ جب عمران نے محسوس کیا کہ اب ہارڈی اسے مزید کچھ نہیں بتا سکتا تو وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”اسے ہلاک کر کے اس کی لاش اور سردار کی لاش دونوں کو لوہے کے بھاری ٹکڑے سے باندھ کر سمندر میں ڈال دو“..... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سیرھیاں چرمھتا ہوا عرشے کی طرف بڑھ گیا۔

دی۔

گریٹ مین ٹی وی پر آنے والی ایک فلم دیکھنے میں مصروف تھا۔ یہ فلم اس نے ڈی ڈی ڈی کے ذریعے لگائی تھی اور یہ اس کی پسندیدہ فلم تھی کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”اب کیا ہو گیا ہے؟“..... گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ ٹی وی کی آواز پہلے ہی کم تھی کیونکہ وہ ہلکی آواز کا عادی تھا۔ تیز آواز سے اسے دیے ہی نفرت تھی۔

”یس“..... اس نے قدرے سخت اور ناگوار سے لہجے میں کہا۔

”مارک بول رہا ہوں باس۔ ہارڈی کی طرف سے ریڈکاشن آنا شروع ہو گیا ہے“..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ ہارڈی کی طرف سے ریڈکاشن۔ کیا مطلب؟“..... گریٹ مین نے بری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں

کہا۔

”ابھی چند لمحے پہلے کاشن آنا شروع ہوا ہے اور مسلسل آ رہا ہے۔“..... دوسری طرف سے مارک نے جواب دیا۔

”وری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے مگر کس نے۔ کیا سردار نے ایسا کیا ہوگا؟“..... گریٹ مین نے عزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سردار ایسا آدمی تو نہیں ہے باس۔ آج تک اس کی طرف سے کوئی شکایت تو نہیں آئی۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں کرتا ہوں سردار سے بات۔“..... گریٹ مین نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی آف کیا اور پھر فون پیس کے نیچے موجود بٹن پر پریس کر کے اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”سردار تاگوئی بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے سردار تاگوئی کی مخصوص آواز سنائی دی۔

”ہارڈی کہاں ہے۔“..... گریٹ مین نے اہتائی سخت لہجے میں کہا۔

”وہ تو لاشیں لے کر چلا گیا ہے آقا۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔ سردار کے لہجے میں ہلکی سی حیرت کا تاثر موجود تھا۔

”کب گیا ہے۔“..... گریٹ مین نے پوچھا۔  
”نصف گھنٹہ تو ہو چکا ہوگا۔“..... سردار نے جواب دیا۔

”یا وہ اکیلا آیا تھا۔“..... گریٹ مین نے پوچھا۔

”ہاں آقا۔ وہ اکیلا آیا تھا۔“..... سردار تاگوئی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ ہلاک ہو گیا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“..... گریٹ مین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ خود کلامی کے انداز میں بول رہا ہو۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں آقا۔“..... سردار نے قدرے خوفزدہ سے لہجے میں کہا تو گریٹ مین نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بجنے لگی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

”یس۔“..... اس نے عزاتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
”باس، ہارڈی کی لائنچ خاصی تیز رفتاری سے گھاٹ کی طرف آرہی ہے۔“..... دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

”کیا مطلب۔ کیا ریڈ کاشن غلط ہے۔“..... گریٹ مین نے چونک کر پوچھا۔

”کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا باس۔“..... دوسری طرف سے اُلجھے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”اچھا، میں ہارڈی سے بات کرتا ہوں۔“..... گریٹ مین نے کہا اور میز کی وراز کھول کر اس نے اس میں سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ٹرانسمیٹر نکالا اور اسے آن کر کے اس پر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو۔ گریٹ مین کالنگ یو۔ اور۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”ہارڈی اینڈنگ یو باس۔ اور۔۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ہارڈی کی آواز سنائی دی تو گریٹ مین بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ ہارڈی کی آواز بخوبی پہچانتا تھا۔

”تمہارے بارے میں تو یہاں ریڈکاشن مسلسل آ رہا ہے اور تم زندہ بھی ہو۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ اور۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے بڑبڑاتے ہوئے انداز میں کہا۔

”باس، مارک کی مشینری میں ضرور کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ میں تو زندہ سلامت ہوں۔ اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ہارڈی نے کہا۔

”لاشیں لے آئے ہو۔ اور۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے پوچھا۔

”یس باس۔ اور۔۔۔۔۔ ہارڈی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں زبردانیو میں ہی رکھو۔ میں کسی بھی وقت آ کر دیکھ لوں گا۔ اور اینڈ آل۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

”مارک بول رہا ہوں۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے مارک کی آواز سنائی دی۔

”میں نے سردار اور ہارڈی دونوں سے بات کی ہے۔ ہارڈی زندہ

ہے اس کا کہنا ہے کہ مارک کی مشینری میں کوئی خرابی ہوگی۔ اس کے اس طرح کہنے سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ وہ زندہ ہے۔ تم اپنی مشینری کو بھی چیک کر اؤ اور ساتھ ہی آئندہ مجھے کوئی رپورٹ دینے سے پہلے مشینری چیک کر لیا کرو۔ ورنہ تمہارا ریڈکاشن بھی دیا جا سکتا ہے۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے اہتائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”نائنسنس۔ امتناع عرصہ ہو گیا ہے کام کرتے ہوئے اور ابھی تک مشینری چیک کرنا نہیں آیا۔ زندہ آدمی کو خواہ مخواہ مر وہ قرار دے دیا۔ نائنسنس۔۔۔۔۔ گریٹ مین نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کی مدد سے ٹی وی دوبارہ آن کر دیا اور ایک بار پھر اپنی پسندیدہ فلم دیکھنے میں لگن ہو گیا۔

جیتا ہے۔..... یہ خیال آتے ہی اس کے چہرے پر موجود غصے اور  
 جھجھک کے تاثرات غائب ہو گئے۔ اس نے ایک اور مشین کی  
 خرف ہاتھ بڑھایا اور اس کے نیچے موجود جد بٹن پریس کرنے کے بعد  
 ایک اور بٹن پریس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر جھماکے سے  
 ہونے لگے اور پھر اس پر سمندر کا منظر ابھر آیا۔ پوری سکرین پر سمندر  
 ہی چھایا ہوا تھا۔ اس نے ایک ناب کو گھمانا شروع کر دیا اور دوسرے  
 لمحے ایک لانچ سکرین پر نظر آنے لگی تو اس نے ایک اور ناب گھما کر  
 اسے بڑا کیا۔ لانچ اب راتھ جہرے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اس نے  
 ایک اور مشین کے ساتھ اس مشین کو لنک کیا اور پھر اس مشین کو  
 آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی اور سکرین پر ایک  
 جھماکے سے منظر بدل گیا۔ اب سکرین پر لانچ کا عرشہ نظر آ رہا تھا اور  
 عرشے پر انجن کے سامنے موجود آدمی کو دیکھ کر مارک بے اختیار اچھل  
 پڑا کیونکہ وہ ہارڈی تھا۔

”اوہ، اوہ یہاں ہارڈی تو واقعی زندہ ہے۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہو  
 سکتا ہے۔ مشین بھی درست ریڈکاشن دے رہی تھی اور یہ زندہ بھی  
 ہے۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔..... مارک نے بڑھاتے ہوئے کہا اور  
 اس کے ساتھ ہی اسے ایک خیال آیا تو اس نے چونک کر ایک اور  
 بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر ہلکا سبز رنگ سا پھیل  
 گیا اور مارک بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اب سکرین پر جو  
 آدمی موجود تھا اس کا چہرہ ہارڈی جیسا نہ تھا بلکہ وہ کوئی ایشیائی تھا۔

مارک نے رسیور رکھا تو اس کا چہرہ غصے اور ندامت کے ملے جلے  
 تاثرات کی آماجگاہ بن چکا تھا۔  
 ”باس نے مجھے ڈانٹ پلائی ہے۔ مجھے، مارک کو۔ جس کی پوری  
 زندگی مشینری میں گزری ہے۔ وہ ہارڈی جو صرف لانچ چلانا جانتا ہے۔  
 وہ مجھ سے زیادہ قابل ہے۔..... مارک نے اتہائی غصیلے لہجے میں  
 بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور اس نے ایک سائیڈ پر  
 موجود مشینری کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک وہ اسے چیک  
 کرتا رہا۔

”یہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ ہارڈی لازماً ہلاک ہو چکا ہے۔ پھر باس  
 نے کیسے ہارڈی سے بات کر لی ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ہلاک شدہ  
 انسان ٹرانسمیٹر پر بات کرے۔ باس بھی غلط نہیں کہہ سکتا۔ وہ ویسے  
 ہی وہی آدمی ہے۔ یقیناً کوئی خاص گڑبڑ ہے اور مجھے اس گڑبڑ کا پتہ

”اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ یہ میک اپ میں ہے۔“..... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ پھر رک گیا۔ اس نے اب نیچے کیبن کی چیکنگ شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد سکرین پر لالچ کے نچلے کیبن کا منظر ابھر کر سامنے آگیا تھا اور مارک نے بے اختیار ہونٹ بھیجنے لے کیونکہ کیبن میں تین افراد موجود تھے۔ دو قوی ہیکل حبشی اور ایک مقامی آدمی۔

”اوہ، تو سردار نے غداری کی ہے۔ یہ لوگ تو زندہ ہیں اور الٹا انہوں نے ہارڈی کو ہلاک کر کے لالچ پر قبضہ کر لیا ہے اور اب یہ راہ پر قبضہ کرنے آرہے ہیں۔ ویری بیڈ۔ مجھے انہیں فوری ختم کرنا ہوگا۔“..... مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ لالچ اب خفیہ گھاٹ میں داخل ہو چکی تھی۔ انجن پر موجود آدمی سب کچھ جانتا تھا اور نہ عام آدمی تو کسی صورت لالچ کو آگے نہ بڑھا سکتا تھا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس نے ہارڈی سے سب کچھ معلوم کر کے اسے ہلاک کر دیا ہے لیکن اگر میں نے انہیں ہلاک کر دیا تو باس یہی سمجھے گا کہ ہارڈی یہ لاشیں لے کر آ رہا تھا اور میں نے کوئی گڑبڑ کی ہے۔ اس لئے مجھے انہیں صرف بے ہوش کرنا ہوگا تاکہ میں باس کو بتا سکوں کہ میں غلطی پر نہ تھا اور نہ میری مشینری خراب تھی۔ سہناچہ اس نے تیزی سے اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ایک مشین پر ڈالا گیا سرخ رنگ کا کپڑا کھینچ کر علیحدہ کیا اور پھر تیزی سے مشین کو آپریٹ کرنا

شروع کر دیا۔ پھر اس نے اسے ایڈجسٹ کیا اور واپس آکر پہلے والی مشین کو دیکھنے لگا۔ اب لالچ زیر و فائو میں پہنچ کر رک گئی تھی اور نیچے میں سے چاروں آدمی اتر کر بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جیسے ہی ایک کمرے میں داخل ہوئے مارک نے ایک بٹن پریس کر دیا اور کمرے میں ایک تیز سرخ رنگ کی روشنی کا دھارا سا پڑا اور اس کے ساتھ ہی وہ چاروں آدمی اس طرح نیچے گرے جیسے حشرات الارض زہریلے سپرے سے نیچے گرتے ہیں اور نیچے گر کر وہ ٹیڑھے میڑھے انداز میں ساکت پڑے رہ گئے۔

مارک نے جلدی سے اٹھ کر دوسری مشین آف کی۔ نیچے پڑا ہوا سرخ رنگ کا کپڑا اٹھا کر اس کو دوبارہ ڈھانپ دیا اور پھر اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”براؤن بول رہا ہوں۔“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ سخت سی آواز سنائی دی۔

”مارک بول رہا ہوں براؤن۔ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر زیر و فائو پہنچو۔ وہاں روم نمبر تھری میں چار آدمی بے ہوش پڑے ہیں۔ ان کی تلاشی لو اور تمام چیزیں ان سے علیحدہ کر کے انہیں وٹھا کر بلیوروم میں پہنچا دو اور پھر الیکس چیئرمین پر انہیں ڈال کر تھم۔ تیرے بٹن آن کر دو۔“..... مارک نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”چار افراد زیر و فائو میں۔ یہ کون ہیں اور کیسے وہیں پہنچ گئے۔“ دوسری طرف سے اہتائی حیرت بھرے انداز میں کہا گیا۔

”یہ داخل جریرے سے آئے ہیں۔ انہوں نے ہارڈی کو ہلاک کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی ہارڈی کے میک اپ میں ہے۔ اچھا ہوا تم نے بات کر لی ورنہ مجھے تو خیال ہی نہ آیا تھا کہ ان میں سے ایک ہارڈی کے میک اپ میں ہے اور تم اسے اصل ہارڈی سمجھ کر اگر ہوش میں لے آتے تو مسئلہ بن جاتا۔ میں نے انہیں ریڈ ریز انٹیک سے بے ہوش کر دیا ہے۔ اب یہ بغیر اینٹی انجکشن کے ہوش میں نہیں آسکتے لیکن چونکہ یہ اتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں اس لئے ہر قسم کے خطرے سے بچنے کے لئے انہیں بلیو روم میں الیکس چیرز پر ڈالنا زیادہ بہتر رہے گا۔ اس طرح ہر قسم کا خطرہ خود بخود دور ہو جائے گا۔“ مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ لوگ اتنے ہی خطرناک ہیں تو کیوں نہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔“ دوسری طرف سے براؤن نے کہا۔

”نہیں، انہیں زندہ رکھنا اس لئے ضروری ہے کہ چیف سمجھ رہا ہے کہ یہ لوگ ہلاک ہو چکے ہیں۔ اگر ان کی لاشیں سامنے لائی گئیں تو وہ اس بات پر کبھی یقین نہیں کرے گا کہ یہ لوگ زندہ راتھ میں داخل ہو گئے ہیں۔“ مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے، میں ابھی کارروائی کرتا ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور مارک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”اب چیف کو معلوم ہو گا کہ مارک کی مشینری میں خرابی تھی یا نہیں۔“ مارک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پون گھنٹے بعد

فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔  
”ہیس۔ مارک بول رہا ہوں۔“..... مارک نے کہا۔

”براؤن بول رہا ہوں۔ تمہاری ہدایات کے مطابق تمام کام مکمل ہو گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔“..... مارک نے ویسے ہی روٹین میں پوچھ لیا۔

”نہیں، کیسا مسئلہ۔ وہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ نہ بھی ہوتے تب بھی ہمارے لئے کیا مسئلہ بننا تھا۔ لیکن مارک یہ لوگ ہیں کون اور کس طرح یہاں تک پہنچے ہیں۔ ان کی لالچ کو تو رستے میں ہی تباہ ہو جانا چاہئے تھا۔“..... براؤن نے کہا۔

”یہ پہلے داخل جریرے پر پہنچے ہیں۔ وہاں سے یہ لوگ ہارڈی کی لالچ میں یہاں پہنچے ہیں۔ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے چیف کو علم ہے۔“..... مارک نے دانستہ ساری تفصیل بتانے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ، بہر حال اب تو یہ کینچوے بن چکے ہیں۔“..... براؤن نے کہا۔

”ہاں، میں نے اسی لئے انہیں الیکس چیرز پر ڈلوایا ہے تاکہ ان کا باقی ماندہ زہر بھی ختم ہو جائے۔ اوکے۔“..... مارک نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے سامنے موجود مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد سکرین پر جھماکا سا ہوا اور ایک منظر ابھر آیا۔ یہ ایک



خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ نیلے رنگ کے کسی میٹرل سے بنی ہوئی کرسیاں موجود تھیں جن پر چار افراد بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے جسموں کے گرد نیلے رنگ کی دھات سے بنے ہوئے راڈز موجود تھے۔ ایک راڈ ان کی ٹانگوں کے گرد اور ایک سینے کے گرد موجود تھا۔ ان چاروں کی گردنیں لٹکی ہوئی تھیں۔ مارک کافی دیر تک انہیں غور سے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے مشین آف کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“..... دوسری طرف سے چیف کی قدرے چیختی ہوئی کرخت اور ناگوار سی آواز سنائی دی۔

”مارک بول رہا ہوں باس“..... مارک نے ہلکے سے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”اب کیا ہو گیا ہے“..... چیف نے اسی طرح جھلٹائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ وہ چاروں افراد زندہ حالت میں اب بلیوروم میں آپ کے منتظر ہیں“..... مارک نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے“..... چیف نے یقین غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں چیف اور اسی لئے میں نے انہیں ہلاک نہیں کیا اور صرف ریزائیک سے بے ہوش کیا ہے ورنہ شاید آپ کو

سیدھی بات کا کبھی یقین نہ آتا“..... مارک نے جواب دیا۔

”کیا۔ کیا واقعی تم درست کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ہارڈی

کی بجائے بات ہوئی ہے“..... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ لالچ میں تو ہارڈی کی لاش تک موجود نہیں ہے۔ البتہ

میں سے ایک نے ہارڈی کا بڑا کامیاب میک اپ کیا ہوا ہے اور

میں بھی سکرین پر اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا لیکن پھر میں نے

گرین راڈ سکرین لگائی تو میک اپ کے نیچے سے اس کا اصل چہرہ

سامنے آگیا۔ اس کے بعد میں نے انہیں ریڈ ریز سے بے ہوش کیا اور

پھر براؤن اور اس کے آدمیوں کے ذریعے انہیں بلیوروم میں پہنچا دیا۔

اب آپ بے شک اپنے ہاتھوں سے انہیں ہلاک کر دیں“..... مارک

نے قدرے فاتحانہ لہجے میں کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ہمیں مسلسل دھوکہ دیا جاتا رہا ہے۔ میں

اب ان دھوکہ بازوں کو آسانی سے نہیں مرنے دوں گا۔ میں ان کا

عبرتاک حشر کروں گا“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس چیف۔ وہ واقعی اس قابل ہیں“..... مارک نے جواب

دیتے ہوئے کہا۔

”تم بلیوروم میں پہنچو۔ میں بھی وہیں آ رہا ہوں“..... چیف نے

غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو مارک نے

رسیور رکھ کر اپنے سامنے موجود مشین کو آف کیا اور پھر اٹھ کر وہ

بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔



لجے میں اس سے بات کی تھی اور اسے مطمئن کر دیا تھا کہ ہارڈی چاروں بجنٹوں کی لاشیں لے کر چلا گیا ہے۔ اس کے بعد لانچ کے مخصوص ٹرانسمیٹر گریٹ مین کی کال آگئی تو گو اسے سردار تاگوئی کے لئے آنے والی کال سے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ ہارڈی کے جسم میں ایسا آلہ موجود تھا جو ہارڈی کی موت پر راتھ جریرے کی مشین کو ریڈ کاشن دیتا تھا اور بقول گریٹ مین ہارڈی کا ریڈ کاشن مشینری کو مل رہا تھا لیکن عمران نے ہارڈی کی آواز اور لجے میں اس کی نفی کر دی اور ہارڈی سے ہی اسے معلوم ہوا تھا کہ مشینری کا انچارج مارک نامی آدمی ہے۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر مارک کا نام لے کر مشینری کی خرابی کا عندیہ دیا تھا اور جس انداز میں گریٹ مین اس کی بات پر مطمئن ہوا تھا اس سے عمران سمجھ گیا تھا کہ اس کی کوشش کامیاب ثابت ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود چونکہ اسے خطرہ تھا کہ جریرے سے جدید ترین آلات کی مدد سے لانچ کے عرشے کو بھی سکریں پر چمک کیا جاسکتا ہے اس لئے اس نے ہارڈی کا نہ صرف اپنے چہرے پر میک اپ کر دیا تھا بلکہ اسے سمندر میں پھینکوانے سے پہلے اس کا اتر ا ہوا لباس بھی اس نے پہن لیا تھا کیونکہ عمران قد و قامت میں کسی حد تک ہارڈی کے برابر ہی تھا۔ لیکن زیر و فایو پہنچ کر وہ جیسے ہی لانچ سے اتر کر ایک کمرے میں داخل ہوئے چھت سے ان پر سرخ روشنی کا دھار پڑا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا ذہن گہری تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور اب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت نیلے رنگ

عمران کے جسم میں درد کی تیز ہریں دوڑیں تو اس کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی مدہم ہونے لگ گئی اور پھر جیسے جیسے درد کی ہریں تیز ہوتی چلی گئیں اس کا ذہن بھی روشن ہوتا چلا گیا اور پھر جیسے ہی اس کا ذہن پوری طرح روشن ہوا اس کے ذہن میں بے ہوش ہونے سے پہلے کا منظر یکفٹ گھومنے لگا۔ وہ ہارڈی کی لانچ میں اپنے ساتھیوں سمیت راتھ جریرے کے خفیہ گھاٹ میں داخل ہو کر زیر و فایو تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ ہارڈی کی لاش کے ساتھ سردار تاگوئی کی لاش کو بھی انہوں نے لوہے کا بھاری ٹکڑا باندھ کر سمندر میں پھینک دیا تھا تاکہ ان کی لاشیں اوپر کنارے تک نہ آسکیں۔ ہارڈی سے چونکہ عمران تفصیل سے سب کچھ معلوم کر چکا تھا اس لئے جب اسے پہلے اس سیٹلائٹ فون پر جو اس نے سردار تاگوئی سے حاصل کیا تھا گریٹ مین کی کال آئی تو اس نے سردار کی آواز اور

کی کسی دھات کی بنی ہوئی کرسیوں پر موجود تھے۔ ان کے جسموں کے گرد نیلے رنگ کے ہی دو راڈز موجود تھے جن میں سے ایک اس کی ٹانگوں کے گرد اور دوسرا اس کے سینے کے گرد تھا۔ کمرے کی دیواروں، فرش اور چھت کا رنگ بھی گہرا نیلا تھا۔ کمرے کی ایک دیوار کے ساتھ ٹارہ جنگ کے انتہائی جدید سامان کے ساتھ ساتھ ایک جدید ترین میک اپ واشٹر بھی موجود تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ عمران کو محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا جسم بے حس ہو چکا ہے۔ حالانکہ جسم کے اندر درد کی تیز لہریں دوڑ رہی تھیں لیکن اس کے باوجود جب اس نے لاشعوری طور پر اپنے جسم کو حرکت دینے کی کوشش کی تو یہ حرکت خاصی سست تھی۔ اس کے ساتھ عمران کو ہلکی سی ٹھنڈک کا بھی احساس ہو رہا تھا۔ اس کے سامنے ایک عام سی اونچی نشست کی کرسی پر ایک چوڑے چہرے والا آدمی بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ جس کے ساتھ دوسری کرسی پر ایک اور آدمی موجود تھا لیکن اس آدمی کو دیکھ کر ہی فوراً محسوس ہو جاتا تھا کہ یہ آدمی فیلڈ کا نہیں ہے۔ بلکہ مشینری کا کوئی ماہر ہو سکتا ہے۔ ان دونوں کے پیچھے دو قوی ہیکل آدمی جن کے سر گنجے تھے اور انہوں نے گہرے نیلے رنگ کا چست لباس پہن رکھا تھا، کھڑے تھے۔ عمران کے دائیں بازو میں بھی شدید درد تھا اور اسے محسوس ہوا کہ اس کے جسم میں درد کی دوڑتی ہوئی لہروں کا منبع بازو ہی ہے۔ اس لئے وہ فوراً سمجھ گیا کہ اس کے بازو میں کوئی انجکشن لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے درد کی تیز لہریں اس کے جسم میں دوڑ رہی ہیں اور

اسی درد کی وجہ سے اسے ہوش آیا ہے۔ اس نے گردن گھوما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ سب بھی ہوش میں آنے کے مراحل سے ہی گزر رہے تھے اور ان کے چہروں پر لاشعوری طور پر ہجرت کرنے والی تکلیف کے تاثرات بتا رہے تھے کہ ان کے جسموں میں بھی درد کی تیز لہریں دوڑ رہی ہیں۔ فوری طور پر عمران کے ذہن میں جس خطرے نے گھنٹی بجائی تھی وہ اس کے جسم کی حرکت کا سست ہونا تھا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ شاید جسم کو بے حس کرنے کا کوئی انجکشن لگایا گیا ہے لیکن دوسرے لمحے اس نے یہ خیال مسترد کر دیا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں نہ دوڑ سکتی تھیں۔ وہ یہ بھی سوچنے لگا کہ ایسا کیوں اور کس وجہ سے ہو سکتا ہے۔ پھر جسم میں بعد ہی اس کے ذہن میں جھماکا سا ہوا اور بات اس کی سمجھ میں آئی۔ اسے یاد آ گیا تھا کہ اس نے کافی عرصہ پہلے نیلے رنگ کی خصوصی وحشت الیکس کے بارے میں پڑھا تھا کہ اس دھات کی خاصیت یہ ہے کہ یہ انسانی جسم کو بے حس کر دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے یاد آ گیا کہ اس کا فوری توڑ بھی لکھا گیا تھا اور وہ توڑ تھا سادہ پانی۔ اس نے اس وقت اس پوائنٹ پر سوچا تھا کہ اگر اس دھات کی وجہ سے اس کا جسم بے حس ہو جائے اور پانی بھی میر نہ ہو تو پھر اسے کسے نجات حاصل کی جاسکتی ہے اور عمران کے ذہن میں یہ بھی توڑ آیا تھا کہ وہ مسلسل لعاب دہن کو ٹکٹا رہے تو کسی حد تک یہ بھی ممکن ہے کہ اس کو پورا کیا جاسکتا ہے۔

"تم نقلی ہاروی بنے ہوئے تھے۔ تمہارا نام کیا ہے؟"..... اچانک سلمے بیٹھے ہوئے چوڑے چہرے والے آدمی نے کہا تو عمران اس کی آواز سنتے ہی سمجھ گیا کہ وہ واقعی گریٹ مین ہے۔ سانگر کا چیف۔

"میرا نام علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہے۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا، کیا مطلب۔ کیا تم سائنسدان ہو؟"..... گریٹ مین نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں، ڈگریاں سن لینے کے باوجود بھی تمہیں شک کیوں ہے؟"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم جو بھی ہو۔ بہر حال اب تمہیں ہر حالت میں مرنا ہوگا اپنے ساتھیوں سمیت۔"..... گریٹ مین نے یکتا غصیلے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسے تھا جیسے کسی عدالت کا جج ملزم کو سزائے موت کا فیصلہ سنارہا ہو۔

"موت تو برحق ہے گریٹ مین اور سب کو آتی ہے۔ ہمیں بھی اور تمہیں بھی اور تم نے اگر ہمارے بارے میں کوئی فیصلہ کر لیا ہے تو پھر دھمکیاں دینے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم ویسے ہی احمقوں کی طرح منہ اٹھائے تمہارے اس ہیڈ کوارٹر میں گھس آئے ہیں؟"..... عمران کے لہجے میں سنجیدگی کے ساتھ ساتھ ہلکا سا طنز بھی شامل تھا۔

"ہم نے تمہاری تلاشی لی ہے۔ تمہارا سارا سامان بھی ہمارے

قبضے میں ہے اور تم اس دقت جن کرسیوں پر موجود ہو یہ کرسیاں انسان کو حرکت کرنے سے معذور کر دیتی ہیں۔ اس کے باوجود تم راڈز میں جکڑے ہوئے ہو۔ اس لئے تم چاہے کتنے ہی خطرناک کیوں نہ ہو اس وقت حقیر کیلنجوے سے بھی بدتر ہو۔"..... گریٹ مین نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنی طرف سے تمام طریقے آزما رکھے ہیں لیکن جب تک ہماری موت کا وقت نہیں آئے گا اس وقت تک تمہارا کوئی بھی طریقہ ہماری موت نہیں بن سکے گا۔ مجھے معلوم ہے یہ الیکس وحیات کیا ہوتی ہے اور کس طرح کام کرتی ہے۔ ہم مسلمان ہیں اور مسلمان تو ہر لمحے موت کی آنکھیں ملے آنکھیں ڈال کر زندہ رہتا ہے اور الٹا موت ہماری اس وقت تک حفاظت کرتی ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے دقت مقرر نہیں آ جاتا۔ تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ تم نے شوگر ان سائنسدان جیٹنگ کے بیٹے شوکانی کو اغوا کر کے کہاں رکھا ہے۔ تمہارے ہاروی سے میں نے پوچھا تھا لیکن اسے معلوم ہی نہ تھا۔"..... عمران نے بڑے غصیلے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شوکانی جہاں ہے وہاں تمہارا تصور بھی نہیں جاسکتا۔" گریٹ مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تو پھر اب تمہارا کیا فیصلہ ہے۔ تم شوکانی کو ہمارے حوالے کرنے کے لئے تیار ہو یا ہم از خود اسے پھیل کرنے

جائیں۔ لیکن ایسی صورت میں تم اور سانگر کا ہیڈ کو آرٹر سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ بولو آخری فیصلہ کرو تاکہ میرے ساتھی جس اقدام کی شدت سے انتظار کر رہے ہیں وہ اقدام عمل میں لایا جائے۔“ عمران نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر شدید الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”مارک، یہ لوگ جس طرح مطمئن ہیں اس سے مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے۔“..... گریٹ مین نے اس بار ساتھ بیٹھے ہوئے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا اور عمران سمجھ گیا کہ ہارڈی نے جس مشینری انچارج مارک کے بارے میں بتایا تھا یہ وہی آدمی ہے اور یقیناً اس نے انہیں بے ہوش کر کے یہاں ڈلوایا ہے۔

”باس، یہ لوگ بے حد تربیت یافتہ ہیں۔ اس لئے یہ ایسی باتیں کر کے اور ایسے انداز اختیار کر کے دوسرے کو پریشان کر دیتے ہیں۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ نہ یہ حرکت کر سکتے ہیں اور نہ ہی یہ راڈز سے نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ ویسے انہیں زیادہ وقت دینا بھی نہیں چاہئے۔ آپ ایک لمحے میں ان کا خاتمہ کر دیں۔“..... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم فیلڈ کے آدمی نہیں ہو مارک۔ تمہارا تعلق ساری عمر صرف مشینری سے رہا ہے۔ اس لئے تمہارا تمام تر انحصار مشینری پر ہی رہتا ہے لیکن مشینری کو دو دھاری تلوار کہا جاتا ہے جو بعض اوقات اپنوں کا گلا بھی کاٹ دیتی ہے۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں مزید وقت دینا حماقت ہی ہے۔“..... گریٹ مین نے یلکھت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی مارک بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”روکی اور بیرو۔“..... گریٹ مین نے مڑ کر دونوں گنچوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔“..... دونوں گنچوں نے بیک زبان ہو کر کہا۔ دونوں کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

”ان سب کو گولیوں سے اڑا دو اور پھر ان کی لاشیں سمندر میں بہا دینا۔“..... گریٹ مین نے ان دونوں سے مخاطب ہو کر حکیمانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ ابھی لو۔“..... دونوں نے ہی بڑے پھرتیلے سے لہجے میں کہا اور ہاتھوں میں موجود مشین گنیں اوپر کر لیں۔

”ایک منٹ رک جاؤ۔“..... اچانک عمران نے اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو گریٹ مین نے ہاتھ کے اشارے سے انہیں روکا اور پھر واپس مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھنے لگا۔

”کیا تم رحم کی اپیل کرو گے۔ لیکن میرے پاس دشمنوں کے لئے رحم کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔“..... گریٹ مین نے کہا۔

”رحم نہیں۔ صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے تو بہر حال مارے جانا ہی ہے کیونکہ جس کھیل کے ہم کھلاڑی ہیں اس کھیل میں ہر لمحے اس کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ میری صرف اتنی درخواست ہے کہ اپنے

کے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر اس نے باری باری سب کے راڈز چیک کئے۔

”یہ ادکے ہیں باس“..... بیرونے واپس مڑتے ہوئے کہا۔  
 ”ٹھیک ہے انہیں پانی پلاؤ اور پھر انہیں گولیوں سے اڑا دو۔“  
 گریٹ مین نے کہا۔

”یس باس“..... بیرونے دو روکی دونوں نے کہا اور پھر کونے میں موجود ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”بیٹھ جاؤ مارک۔ میں اب دیکھنا چاہتا ہوں کہ یہ کیا چکر چلا سکتے ہیں“..... گریٹ مین نے مارک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”باس۔ یقین کریں کہ یہ کوئی چکر نہیں چلا سکتے۔“ مارک نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”پھر تم نے پہلے ایسی غلط بات کیوں کی؟“..... گریٹ مین نے اس پر چڑھائی کرتے ہوئے کہا۔

”سوری باس۔ بس ایسے ہی منہ سے نکل گیا تھا۔“ مارک نے فوراً ہی معذرت کرتے ہوئے کہا۔

”میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں۔ آئندہ سوچ سمجھ کر بات منہ سے نکالا کرو۔“..... گریٹ مین نے سرد لہجے میں کہنا۔

”یس باس“..... مارک نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔ اس دوران دونوں گنوں نے الماری کے قریب ہی اپنی مشینیں رکھیں اور دونوں ہاتھوں میں پانی کی بوتلیں اٹھا کر واپس مڑے۔

آدمیوں سے کہہ دو کہ ہمیں گولیاں مارنے سے پہلے ہمیں پانی پلوادیں اور بس“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”جب تم نے مر ہی جانا ہے تو پھر پانی پی کر مرنے اور پیاسا مرنے میں کیا فرق پڑتا ہے؟“..... گریٹ مین نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”جس دین کے ہم ماننے والے ہیں اس میں فرق پڑتا ہے اور تمہیں اس سے کیا خطرہ ہے۔ ہم تو اس بار واقعی بے بس ہوئے بیٹھے ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

”باس، یہ لوگ کوئی نہ کوئی چکر چلانا چاہتے ہیں“..... مارک نے کہا تو گریٹ مین بے اختیار چونک پڑا۔

”چکر چلانا چاہتے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا یہ پانی پی کر راڈز کھول لیں گے یا ان کے پاس اسلحہ آجائے گا۔ کیا چکر چلا سکتے ہیں یہ؟“..... گریٹ مین نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ یہ نہ ہی راڈز کھول سکتے ہیں اور نہ ہی حرکت کر سکتے ہیں“..... مارک نے قدرے پریشان سے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بیرونے“..... گریٹ مین نے کہا۔

”یس باس“..... ایک گنجنے نے کہا۔

”آگے جا کر راڈز چیک کرو“..... گریٹ مین نے دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”یس باس“..... ایک گنجنے نے کہا اور تیزی سے عمران اور اس



ایک عمران کی طرف آیا جو قطار کے ایک کنارے پر تھا اور دوسرا گنجا جو زف کی طرف بڑھا جو قطار کی دوسری طرف آخر میں تھا۔ ایک بوتل نیچے رکھ کر دوسری بوتل کھولی گئی اور پھر اس کا دہانہ عمران کے منہ میں ڈال دیا گیا۔ عمران اس طرح پانی پینے لگا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ پوری بوتل پی لینے کے بعد اس گنجنے نے بوتل ایک طرف پھینکی اور نیچے پڑی ہوئی دوسری بوتل اٹھا کر وہ ٹانگیں کی طرف بڑھ گیا جبکہ دوسرا گنجا جو زف کے بعد اب اس کے قریب بیٹھے جو انا کو پانی پلا رہا تھا۔ پانی پیتے ہی عمران کے جسم میں حرکت فوراً ہی معمول پر آگئی اور اس نے آہستہ آہستہ اپنی ٹانگ سائیڈ پر موڑی۔ گریٹ مین اور مارک دونوں ہی اب ٹانگیں اور جو انا کی طرف دیکھ رہے تھے جنہیں پانی پلایا جا رہا تھا۔ اسی لئے وہ عمران کی طرف متوجہ ہی نہ تھے۔ عمران کی ٹانگ مڑ کر کرسی کے عقبی پائے کے پیچھے پہنچ گئی اور چند لمحوں بعد ہی عمران کا پیر اس بٹن پر پہنچ گیا جسے آپریٹ کرنے سے راڈز کھل سکتے تھے۔ چونکہ جس دھات سے یہ کرسیاں بنائی گئی تھیں اس دھات کے اثرات ایسے تھے کہ اس پر بیٹھنے والے کا جسم آہستہ آہستہ بالکل ہی بے حس و حرکت ہو جاتا تھا اس لئے اس بٹن کو کرسی پر بیٹھے ہوئے شخص کی طرف سے کسی طرح بھی آپریٹ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے اسے عام انداز میں بنایا گیا تھا۔ دونوں گنجنے عمران اور اس کے ساتھیوں کو پانی پلا کر مڑے اور پھر وہ کونے میں موجود الماری کی طرف بڑھنے لگے۔ اسی لمحے عمران نے پیر پر دباؤ ڈالا اور اس کے ساتھ

ی کٹاک کٹاک کی مخصوص آوازیں کمرے میں کسی بھمکی طرح گونجیں اور وہ دونوں گنجنے رک کر تیزی سے مڑے جبکہ گریٹ مین اور مارک دونوں بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کمرے ہوئے بیٹھے کہ عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اڑتا ہوا ان دونوں سے جانچتا ہوا اور وہ دونوں چپختے ہوئے کرسیوں سمیت پشت کے بل نیچے گرے۔ جبکہ عمران قلابازی کھا کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ گریٹ مین کی تیز نمونہ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن عمران کسی پارے کی طرح تڑپا لیجے کی طرف سے چلائی گئی مشین پشٹل کی گولیاں اس کے قریب سے بھمکی تھیں کہ یلخت کٹاک کٹاک کی تیز آوازیں دوبارہ سنائی دیں۔ بعد میں کے ساتھ ہی جو انا نے یلخت کرسی پر بیٹھے بیٹھے قلابازی کھائی اور پھر اسی لمحے اس گنجنے نے جو عمران پر فائر کر رہا تھا، تیزی سے گرد و مٹی ہی تھی کہ عمران پارے کی طرح تڑپا اور دوسرے لمحے دوسرا گنجنے گھوم کر اپنی سائیڈ پاکٹ سے مشین پشٹل نکال کر گھومتے ہوئے عمران پر فائر کھولنا چاہتا تھا جیجتا ہوا، ہوا میں اچھلا اور دوسرے لمحے گریٹ مین اور مارک دونوں سے کسی توپ کے گولے کی ضرب پر ٹکرایا۔ عمران نے ایک لمحے میں پوزیشن کو سمجھ لیا تھا۔ وہ تڑپا تھا جبکہ دونوں گنجنے مشین پشٹلز سے مسلح تھے اور اس کے ساتھ ساتھ یقیناً مارک نہیں تو گریٹ مین لازماً مشین پشٹل سے مسلح ہو گا۔ اس لئے اگر انہیں فوری طور پر نہ کیا جاتا تو عمران تین مختلف جہازوں سے موجود مشین پشٹلز سے سنگ آرٹ کے باوجود نہ بچ سکتا۔ یہ خود

نے قلابازی کھائی تو وہ گنجا جو عمران پر فائر کھول چکا تھا کے جسم کا رخ تیزی سے جوانا کی طرف مڑا ہی تھا کہ دوسرے لمحے کمرہ ایک خوفناک دھماکے اور انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔ جوانا نے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے قلابازی کھاتے ہوئے دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اس گنجنے کے سینے پر مار دی تھیں اور اس کی ٹانگوں کی ضرب سے وہ قوی ہیکل گنجا توپ سے نکلنے والے گولے کی طرح اڑتا ہوا عقبی دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے ٹکرایا اور پھر کسی گنھری کی طرح نیچے گر کر ساکت ہو گیا تھا جبکہ اچانک ضرب لگنے سے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پٹل اچھل کر سائیڈ پر گرنے ہی والا تھا کہ ضرب لگا کر قوس کی صورت میں غوطہ کھا کر سیدھے ہوتے ہوئے جوانا نے ہوا میں ہی اس مشین پٹل کو چھپٹ لیا اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں ریت ریت کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرا گنجا جھٹکا ہوا نیچے گرا اور تڑپنے لگا اور اس کے ساتھ ہی گریٹ مین اور مارک دونوں نے جو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے، بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لئے۔ دونوں کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

”ان دونوں کو ہلاک مت کرنا“..... عمران نے جوانا سے کہا۔  
”مجھے معلوم ہے ماسٹر۔ اس لئے تو یہ اب تک زندہ نظر آ رہے ہیں.....“ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر دوسرے گنجنے کے ہاتھ سے ٹکل کر ایک طرف گرا ہوا مشین پٹل اٹھالیا۔

”اگر تم دونوں کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے تو زندہ رہو گے“  
ورنہ..... عمران نے اہتائی سر دلچے میں کہا۔  
”مم، مم معاف کر دو۔ ہم تمہیں یہاں سے خود باہر بھیجنا چاہتے ہیں.....“ گریٹ مین نے کانپتے ہوئے دلچے میں کہا۔  
”تم دونوں فی الحال کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔ چلو آگے بڑھو۔“  
عمران نے کہا۔

”مم، مم۔ معاف کر دو.....“ مارک نے آگے بڑھنے کی بجائے وہیں کھڑے کھڑے کہا لیکن دوسرے لمحے ریت ریت کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ جھٹکا ہوا نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ یہ فائرنگ عمر مین نے کی تھی۔

”جو میری بات نہیں مانتا اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔“  
تم ابھی یہیں کھڑے ہو۔ چلو کرسی پر بیٹھو..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا تو گریٹ مین جس کی وہیں کھڑے کھڑے ٹانگیں کھسک رہی تھیں لڑکھواتے ہوئے انداز میں آگے بڑھا لیکن کرسی کے قریب پہنچتے ہی وہ یکفخت بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے عمر مین کی طرف سے ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے گرا لیکن اسی لمحے ریت ریت کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کو ضرب لگا کر ہوا میں تھوڑی گھٹ کر جوانا کی طرف پلٹنے والا گریٹ مین فضا میں ہی جھٹکا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ اس کے گرنے کا انداز بالکل ہی تھوڑا جیسے چھت سے کوئی چھپکلی نیچے آگرتی ہے۔ گولیاں اس کے گوبے میں



نے قلابازی کھائی تو وہ گنجا جو عمران پر فائر کھول چکا تھا کے جسم کا رخ تیزی سے جو انا کی طرف مڑا ہی تھا کہ دوسرے لمحے کمرہ ایک خوفناک دھماکے اور انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔ جو انا نے بھلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے قلابازی کھاتے ہوئے دونوں ٹانگیں پوری قوت سے اس گنجنے کے سینے پر مار دی تھیں اور اس کی ٹانگوں کی ضرب سے وہ قوی ہیکل گنجا توپ سے ٹکرنے والے گولے کی طرح اڑتا ہوا عقبی دیوار سے ایک خوفناک دھماکے سے ٹکرایا اور پھر کسی گٹھڑی کی طرح نیچے گر کر ساکت ہو گیا تھا جبکہ اچانک ضرب لگنے سے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پٹل اچھل کر سائیڈ پر گرنے ہی والا تھا کہ ضرب لگا کر قوس کی صورت میں غوطہ کھا کر سیدھے ہوتے ہوئے جو انا نے ہوا میں ہی اس مشین پٹل کو جھپٹ لیا اور پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں سٹ سٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی دوسرا گنجا چھٹا ہوا نیچے گرا اور تھپنے لگا اور اس کے ساتھ ہی گریٹ مین اور مارک دونوں نے جو اٹھنے کی کوشش کر رہے تھے، بے اختیار دونوں ہاتھ اپنے سروں پر رکھ لئے۔ دونوں کا رنگ زرد پڑ چکا تھا۔

”ان دونوں کو ہلاک مت کرنا“..... عمران نے جو انا سے کہا۔  
”مجھے معلوم ہے ماسٹر۔ اس لئے تو یہ اب تک زندہ نظر آ رہے ہیں..... جو انا نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر دوسرے گنجنے کے ہاتھ سے ٹکل کر ایک طرف گرا ہوا مشین پٹل اٹھالیا۔

”اگر تم دونوں کوئی غلط حرکت نہیں کرو گے تو زندہ رہو گے ورنہ“۔ عمران نے اتہائی سرو لہجے میں کہا۔  
”مم، مم معاف کر دو۔ ہم تمہیں یہاں سے خود باہر بھیجتے ہیں..... گریٹ مین نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
”تم دونوں فی الحال کرسیوں پر بیٹھ جاؤ۔ چلو آگے بڑھو۔“ عمران نے کہا۔

”مم، مم۔ معاف کر دو..... مارک نے آگے بڑھنے کی بجائے وہیں کھڑے کھڑے کہا لیکن دوسرے لمحے سٹ سٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ چھٹا ہوا نیچے گرا اور بری طرح تھپنے لگا۔ یہ فائرنگ عمر میں نے کی تھی۔

”جو میری بات نہیں مانتا اسے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔“  
تم ابھی نہیں کھڑے ہو۔ چلو کرسی پر بیٹھو..... عمران نے مڑتے ہوئے کہا تو گریٹ مین جس کی وہیں کھڑے کھڑے ٹانگیں بکھربکھری رہی تھیں لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں آگے بڑھا لیکن کرسی کے قریب پہنچتے ہی وہ یلگت بھلی کی سی تیزی سے مڑا اور دوسرے لمحے عمر میں نے چھٹا کر ایک دھماکے سے پشت کے بل نیچے گرا لیکن اسی لمحے سٹ سٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کو ضرب لگا کر ہوا میں تھپتی تھپتی گھڑ گھڑا کر جو انا کی طرف پلٹنے والا گریٹ مین فضا میں ہی چھٹا ہوا ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا۔ اس کے گرنے کا انداز بالکل ایسا تھا جیسے چھت سے کوئی چھپکلی نیچے آگرتی ہے۔ گولیاں اس کے گوجے میں

ٹانگوں پہ بڑی تھیں۔ اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔

”گڈ شو۔ اس میں واقعی پھرتی تھی“..... عمران نے جو اس دوران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

”ماسٹر، یہ شخص واقعی دھوکہ دینے کا ماہر تھا۔ میں سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ کانپتا اور لڑکھڑا کر چلتا ہوا یہ آدمی اس قدر تیزی اور پھرتی کا مظاہرہ کر سکتا ہے“..... جوانانے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”الماری میں میڈیکل باکس موجود ہوگا۔ وہ نکالو تاکہ اس کے زخموں سے خون کا اخراج روکا جاسکے۔ ورنہ یہ بغیر بتائے ہی ہلاک ہو جائے گا“..... عمران نے کہا اور فوراً آگے بڑھ کر اس نے پہلے ٹائیگر کی کرسی کے عقب میں جا کر راڈز کھولے اور پھر وہ جوزف کی طرف بڑھ گیا۔

”جوانانے راڈ توڑ لیا تھا لیکن تم اسے نہیں توڑ سکے۔ کیوں؟“ عمران نے جوزف کی کرسی کے عقب میں جا کر راڈ کھولنے والے ٹین کو پرہیز کرتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

”میں نے دانستہ ایسی کوشش نہیں کی باس۔ کیونکہ فاور جو شوا کا کہنا ہے کہ لڑنے والوں کی زیادہ بھید ایک دوسرے کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے“..... جوزف نے اٹھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جب گریٹ مین کے زخموں کی پینڈنج کر دی گئی تو

عمران کی ہدایت پر جوانانے اسے اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا اور ٹائیگر نے کرسی کے عقب میں جا کر ٹین پرہیز کیا تو راڈز اس کے جسم کے گرد نمودار ہو گئے۔

”اب میں اس سے معلومات حاصل کرتا ہوں۔ تم مشین گنیں اور مشین ہسٹل لے کر جاؤ اور جریرے پر موجود تمام افراد کا خاتمہ کر دو اور ٹائیگر تمہیں لیڈ کرے گا“..... عمران نے کہا اور تینوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ٹائیگر، ہارڈی سے جریرے کے بارے میں جو معلومات میں نے حاصل کی تھیں وہ تم نے بھی سنی تھیں۔ اس لئے پہلے جا کر یہاں کا مشین روم تباہ کر دو۔ اس کے بعد باقی شکار آسان ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ہیس باس“..... ٹائیگر نے جواب دیا اور چند لمحوں بعد ہی وہ تینوں اسلحہ لے کر کمرے کا دروازہ کھول کر باہر نکل گئے۔

گھڑی تھی اس لئے بے شمار ایسے سوالات اس کے ذہن میں موجود تھے جن کے جواب اسے نہ مل رہے تھے۔ کچھ سوچ کر اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ مارک سے ان سوالوں کے جواب معلوم کرے کیونکہ جیف سے تو ایسی بات کرنا اپنی موت کو خود دعوت دینے کے مترادف تھا۔ اس لئے اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔“

”براؤن بول رہا ہوں۔ مارک سے بات کرائیں۔“ براؤن نے اپنے لہجے کو دانستہ رعب دار بناتے ہوئے کہا۔

”میں مارک کو بول رہا ہوں۔ مارک کا اسسٹنٹ۔ باس جیف سمیت اس وقت بلیو روم میں ہیں۔“..... دوسری طرف سے قدرے متوجہ بہت لہجے میں جواب دیا گیا۔

”کب گئے ہیں۔“..... براؤن نے پوچھا۔

”تقریباً نصف گھنٹہ ہو گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے کچھ جھینڈ۔

”وہ لوگ جنہیں ہم نے بلیو روم میں پہنچایا تھا کیا ابھی وہاں ہیں۔“..... براؤن نے غیر ارادی طور پر سوال کیا۔

”ہیس سر۔ ان سے تو پوچھ گچھ ہو رہی ہے۔“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”اچھا، جب مارک واپس آئے تو ان سے کہنا کہ مجھے قویہ کر لیں۔“..... براؤن نے کہا۔

”ہیس سر۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور براؤن نے نیسے

براؤن اپنے آفس میں بیٹھا ان اجنبیوں کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ جنہیں اس نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے زرو فائیو سے اٹھا کر بلیو روم میں پہنچایا تھا۔ گو اس نے مارک سے ان کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن مارک نے اسے مختصر سا جواب دے کر ٹال دیا تھا۔ مارک کے مطابق یہ پاکیشیائی مہجنت تھے جو شوگر آئی سائسدان کے اغوا شدہ بیٹے کی رہائی کے لئے یہاں آئے تھے اور انہوں نے ہارڈی کو ہلاک کر کے لالچ پر قبضہ کر لیا تھا لیکن اس مختصر سی بات کے پیچھے جو بھیانک پس منظر موجود تھا اس نے براؤن کو تشویش میں مبتلا کر رکھا تھا۔ وہ یہاں رابطہ آئی لینڈ پر واقع سانگر کے ہیڈ کوارٹر کا سیکورٹی انچارج تھا اور مارک چونکہ مشینری انچارج تھا۔ اس لئے عہدے کے لحاظ سے مارک کی اہمیت براؤن سے زیادہ تھی لیکن اس کے باوجود براؤن چونکہ فیلڈ کا آدمی تھا اور اس کی پوری زندگی لڑتے بھرتے ہوئے

ذیابہ..... میں بھی اس پوچھ گچھ میں شامل ہوتا..... براؤن نے  
 نوٹ چباتے ہوئے کہا۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا۔  
 وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ دشمنوں کے پاس جو  
 سامان تھا وہ تو یہاں وہ لپٹے ساتھ لے آیا تھا اور اگر چیف نے اس  
 سامان کو دیکھنا چاہا تو لامحالہ وہ اسے کال کر کے سامان سمیت بیورو  
 میں بلوائے گا چنانچہ وہ کافی حد تک مطمئن ہو کر بیٹھ گیا۔ سیکورٹی  
 سٹاف میں اس کے ماتحت آٹھ تربیت یافتہ افراد تھے۔ ان کا کام  
 ہیڈ کوارٹر میں موجود منشیات کے بڑے بڑے سٹورز کی حفاظت کرنا  
 تھا کیونکہ دیگر مافیا اور تنظیمیں اکثر ایک دوسرے کے سٹورز پر چھاپے  
 مار کر کروڑوں ڈالر مالیت کی منشیات اڑالے جاتی تھیں۔ گو سانگر مافیا  
 اس قدر مضبوط اور طاقتور تھی کہ آج تک کسی کو بھی یہاں چھاپے  
 مارنے کی جرأت نہ ہو سکی تھی لیکن اس کے باوجود وہ انتہائی مستعدی  
 اور ہوشیاری سے منشیات کے سٹورز کی مسلسل نگرانی اور حفاظت  
 کرتے رہتے تھے۔ براؤن کا باقاعدہ آفس تھا جبکہ اس کے ماتحت علیحدہ  
 بڑے کمرے میں بیٹھے تھے جسے سیکورٹی ہال کہا جاتا تھا۔ وہ ہر آدمی  
 گھسنے بعد سٹورز کا راؤنڈ کرتے تھے۔ براؤن نے ریموٹ کنٹرول کی مدد  
 سے اپنائی ون آن کیا اور وہ اس میں مگن ہو گیا لیکن اس کا ذہن بار بار  
 یہی سوچ رہا تھا کہ نجانے کب چیف کی طرف سے کال آجائے لیکن  
 نجانے کیا بات تھی کہ کافی طویل وقت گزر جانے کے باوجود بھی کوئی

کال نہ آرہی تھی اور نہ ہی چیف یا مارک کو کال کر کے وہ ان سے پوچھ  
 سنا تھا۔ وہ ابھی ذہنی طور پر اسی ادھیر بن میں گم تھا کہ اچانک پاس  
 بندے ہونے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے چونک کر ہاتھ بڑھایا  
 اور رسیور اٹھالیا۔

”یس۔ براؤن بول رہا ہوں“..... براؤن نے کہا۔

”راکی بول رہا ہوں تھری ایس سے“..... ایک مردانہ آواز سنائی  
 دی تو براؤن بے اختیار چونک پڑا کیونکہ تھری ایس کے تحت جریرے  
 کے ایک اونچے اور گھنے درخت پر ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا جہاں  
 اینٹی ایئر کرافٹ گنیں نصب تھیں جن کی مدد سے جریرے پر سے  
 گزرنے والے ہیلی کاپٹرز یا بجلی پرواز کرتے ہوئے طیاروں کو نشانہ  
 بنایا جاسکتا تھا۔ براؤن نے تو یہ سوچ کر رسیور اٹھایا تھا کہ چیف کی  
 کال ہوگی اور وہ اسے بیورو میں بلا رہا ہوگا لیکن خلاف توقع راکی کی  
 کال نے اسے چونکا دیا تھا۔

”کیوں کال کی ہے۔ کوئی خاص بات“..... براؤن نے بڑی  
 مشکل سے لپٹے لپچے کو نارمل کرتے ہوئے کہا۔

”فور فور میں کیا ہو رہا ہے براؤن۔ میں نے وہاں تین اجنبی افراد کو  
 دیکھا ہے“..... راکی نے کہا۔

”اجنبی افراد اور فور فور میں۔ یہ کیا کہہ رہے ہو“..... براؤن نے  
 حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ فور فور وہ شعبہ تھا جس میں سیکورٹی  
 سیکشن بھی آتا تھا۔ یہ جریرے میں اوپن جگہ پر تھا تاکہ بیرونی اور

ہے۔۔۔ یہی مارک اور چیف کے ساتھ ساتھ وہاں دونوں گنجے روکی اور یہ۔۔۔ سوچو وہیں۔ اس لئے ایسا تو سوچنا ہی حماقت ہے۔۔۔ دوسری طرف سے مار کوٹنے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے“..... براؤن نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ مار کو کی بات ٹھیک تھی۔ اس لئے وہ مزید کہہ بھی کیا سکتا تھا۔ البتہ اس نے میز کے کنارے پر موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔

”شیراؤ۔ راکی نے اطلاع دی ہے کہ فور فور میں تین اجنبی افراد دیکھے گئے ہیں۔ جبکہ مشین روم والے اس سے انکار کر رہے ہیں۔ تم ہیری کو ساتھ لے کر فور فور جاؤ اور چیک کرو اور اگر کوئی اجنبی افراد وہاں موجود ہوں تو انہیں مار گراؤ“..... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس“..... شیراؤ نے جواب دیا اور واپس مڑ گیا۔ براؤن نے ٹی وی بند کر دیا تھا۔ اس کے ذہن میں مسلسل راکی کی بات جھج رہی تھی لیکن یہاں بیٹھے بیٹھے وہ کوئی فیصلہ بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے آخر یہی فیصلہ کیا کہ اسے بلیو روم میں چیف سے خود بات کرنی چاہئے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس“..... دوسری طرف سے چیف کی تیز آواز سنائی دی۔  
”براؤن بول رہا ہوں چیف۔ سیکورٹی آفس سے“..... براؤن نے

اندرونی دونوں اطراف کی سیکورٹی کو کور کیا جاسکے۔ وہاں اس کے دو آدمی مستقل رہتے تھے۔

”میں نے خود دور بین سے دیکھا ہے۔ دو قوی ہیکل حبشی اور ایک مقامی آدمی تھا۔ یہ تینوں اتہائی چوکنا انداز میں آگے بڑھ رہے تھے۔۔۔۔۔ راکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ابھی تک مجھے تو کوئی اطلاع نہیں ملی۔ میں معلوم کرتا ہوں“..... براؤن نے تیز لہجے میں کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اب مار کو کو کال کرنا چاہتا تھا کیونکہ جس جگہ کے بارے میں راکی بتا رہا تھا وہاں سے مشین روم قریب تھا۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجی اور پھر رسیور اٹھایا گیا۔  
”یس“..... ایک آواز سنائی دی۔

”براؤن بول رہا ہوں“..... براؤن نے تیز لہجے میں کہا۔  
”یس۔ مار کو بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
”مشین روم میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہے“..... براؤن نے پوچھا۔  
”گڑبڑ۔ کیسی گڑبڑ“..... مار کو نے چونک کر کہا۔

”راکی نے ابھی مجھے بتایا ہے کہ تین اجنبی افراد کو مشین روم کے قریب فور فور میں دیکھا گیا ہے اور یہ ان چار میں سے تین افراد ہیں جنہیں بے ہوشی کے عالم میں بلیو روم میں پہنچایا گیا تھا“..... براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”راکی کو دھوکہ ہوا ہوگا۔ بلیو روم میں سے کوئی کیسے نکل سکتا

اپنے ساتھیوں کے جانے کے بعد عمران نے کرسی پر موجود گریٹ مین کی ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران بچھے ہٹ گیا اور پھر اس نے کچھ فاصلے پر اوندھی پڑی ہوئی کرسی اٹھا کر اسے گریٹ مین کی راڈ والی کرسی کے قریب رکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اس نے جا کر دروازے کو اندر سے لاک کر دیا کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کئی بھی وقت کوئی بھی آدمی اچانک دروازہ کھول کر اس کی پشت پر فائر کر سکتا تھا۔ دروازہ لاک کر کے وہ واپس مڑا اور آکر گریٹ مین کے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد گریٹ مین نے کرپٹ ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس کے چہرے پر یکثرت شدید تکلیف کے تاثرات ابھر آئے۔

”تم نہ صرف اچھے اداکار ہو بلکہ اچھے لڑائے بھی ہو۔ بڑے طویل

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔  
”یس، کیوں کال کی ہے..... دوسری طرف سے لہجہ مزید سرد ہو گیا تھا۔

چیف، اینٹی ایر کرافٹ گن انچارج راکے نے اطلاع دی ہے کہ تین اجنبی افراد جن میں سے ایک مقامی اور دو قوی ہیکل حبشی ہیں فور فور میں دیکھے گئے ہیں۔ میں نے وہاں مشین روم میں کال کیا تو مارکو نے بتایا ہے کہ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ اس کے باوجود میں نے اپنی سیکورٹی کے دو افراد کو وہاں بھیج دیا ہے۔ پھر میں نے سوچا کہ آپ سے بات کر لوں..... براؤن نے استہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ایسا کچھ نہیں ہے۔ راکے کو اب دن میں خواب آنے لگ گئے ہیں۔ اس کی آنکھیں ٹکانا پڑیں گی..... دوسری طرف سے عزاتے ہوئے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو براؤن نے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔



مجھے چھوڑ دو اور وعدہ کرو کہ تم دوبارہ جہاں نہیں آؤ گے تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو جہاں سے زندہ سلامت باہر بھجوا دوں گا۔..... گریٹ مین نے اس بار بڑے سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوکے، میں نے تمہیں ایک چانس دیا تھا لیکن تم نے یہ چانس ضائع کر دیا ہے۔.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی خفیہ جیب سے ایک تیز دھار اسٹرے مٹا خنجر نکال لیا۔

”میں اب تین تک گنوں گا اس کے بعد تمہاری ایک آنکھ نکال دوں گا۔ پھر تین تک گنوں گا پھر دوسری آنکھ بھی۔ پھر تین تک گنوں گا اور تمہاری ناک کاٹ دوں گا۔ اس طرح باری باری میں تمہارے جسم کا ایک ایک حصہ کاٹتا چلا جاؤں گا اللہ جہاں تم بتا دو گے وہاں میرا ہاتھ رک جائے گا۔.....“ عمران نے اہتائی سر دھجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ گریٹ مین کوئی جواب دیتا۔ عمران کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور گریٹ مین کا ایک نتھنا آدھے سے زیادہ کٹ گیا۔ گریٹ مین کے حلق سے چیخ سی نکلی لیکن ابھی اس کی چیخ مکمل نہ ہوئی تھی کہ عمران کا ہاتھ دوبارہ حرکت میں آیا اور گریٹ مین کا دوسرا نتھنا بھی کٹ گیا۔

”مجھے معلوم تھا کہ تم ذہن کو یلینک کر سکتے ہو۔ اس لئے میں نے تمہیں اندھا ہونے کے خوف میں مبتلا کر کے تمہارے نتھنے بکٹ دیئے ہیں۔ اب تم ذہن کو یلینک کرنے کے قابل ہی نہیں رہے ہو۔ اب

عرصے بعد میں نے تمہارے ہاتھوں شکست کھائی ہے۔.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کاش میں تمہیں شکست دے سکتا۔ نجانے تم نے کیا کیا ہے۔ ان کرسیوں پر بیٹھنے والا تو صرف سانس لے سکتا ہے، بول سکتا ہے لیکن حرکت کر ہی نہیں سکتا۔ لیکن تم شاید انسان ہی نہیں ہو۔ تم نے نہ صرف راڈز کھول لئے بلکہ مجھ پر حملہ بھی کر دیا اور تمہارا ساتھی اس نے تو اس قدر مضبوط راڈز کو توڑ دیا ہے۔.....“ گریٹ مین نے رک رک کر کہا۔

”تم نے جس انداز میں مجھ پر حملہ کیا اور مجھے نیچے گرانے میں کامیاب ہو گئے۔ میں اسے اپنی شکست تسلیم کرتا ہوں اور میرے دل میں تمہاری قدر میں اضافہ ہو گیا ہے۔ اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تمہیں ہلاک کروں اور تمہارا یہ ہیڈ کو اڑا کر تباہ کر دوں کیونکہ تمہارے اس مافیا اور منشیات بزنس سے پاکیشیا کا کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ بھی مجھے معلوم ہے کہ تم نے سائنسدان کے بیٹے کا اغوا صرف اپنے دوست بلیک شیڈ کے جان و کٹر کے کہنے پر کیا ہے جبکہ یہ تمہارا دھندہ بھی نہیں ہے اور اب میرے پاس زیادہ وقت بھی نہیں ہے۔ اس لئے تم مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں مغوی شو کا فی موجود ہے۔ میں اسے ساتھ لے کر خاموشی سے چلا جاؤں گا۔.....“ عمران نے کہا۔

”تم میرے ساتھ جو چاہے کرو لیکن تمہیں جہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکتے کیونکہ میرے میں ہر طرف میرے آدمی موجود ہیں اللہ اگر تم



سب کچھ تم خود ہی بتا دو گے..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گریٹ مین کی پیشانی پر ابھر آنے والے رگ پر خنجر کا دست مار دیا۔ گریٹ مین کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم بری طرح لرزنے لگا۔ عمران نے دوسری ضرب لگائی اور گریٹ مین کی آنکھیں مخصوص انداز میں پھیلتی چلی گئیں جس سے عمران سمجھ گیا کہ اب اس کا شعور ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے اور اب وہ لاشعور کے تحت زندہ ہے۔ عمران نے فوراً اس سے پوچھ گچھ شروع کر دی۔ گریٹ مین اب اس انداز میں جواب دے رہا تھا جیسے ٹرانس میں آیا ہوا اپنا ٹرم کا معمول جواب دیتا ہے۔ عمران نے تفصیل سے ساری معلومات حاصل کر کے آخر کار خنجر گریٹ مین کی شہ رگ میں اتار دیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ خنجر واپس کھینچتا پاس پڑنے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔ گریٹ مین ختم ہو چکا تھا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ اس لئے اس کی طرف سے اب کسی مداخلت کا امکان باقی نہ رہا تھا۔

یہ..... عمران نے گریٹ مین کے لہجے اور آواز میں کہا تو دوسری طرف سے بولنے والے نے بتایا کہ وہ سیکورٹی چیف براؤن ہے اور اب کسی راکے نے بتایا ہے کہ تین اجنبی افراد وہاں دیکھے گئے ہیں۔ عمران نے گو اس کی تسلی کرا دی تھی اور پھر رسیور رکھ دیا لیکن اب اسے اپنے ساتھیوں کی فکر لگ گئی تھی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی

سے خنجر واپس کھینچا۔ اسے گریٹ مین کے لباس سے صاف کر کے واپس اپنی مخصوص جیب میں ڈالا اور پھر تیزی سے مز کر بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں سنسناہٹ سی ہو رہی تھی کیونکہ جو تفصیل اس نے گریٹ مین سے معلوم کی تھی اور پھر اس براؤن نے جو کچھ بتایا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ ٹائیگر اور اس کے ساتھی شدید خطرے میں ہیں اور کسی بھی لمحے کسی بھی طرف سے آنے والی گولیاں انہیں یقینی طور پر چاٹ سکتی ہیں۔ اس لئے عمران تیزی سے بیردنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ گو اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا کیونکہ اسلحہ اس کے ساتھی لے جا چکے تھے لیکن پھر بھی وہ جلد از جلد اپنے ساتھیوں تک پہنچنا چاہتا تھا۔ دروازے سے باہر آ کر وہ ایک تنگ سی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر راہداری کا اختتام جیسے ہی ایک دروازے پر ہوا۔ وہ دروازے کے اندر جانے کی بجائے تیزی سے دائیں طرف کوڑا اور چند لمحوں بعد وہ نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں اترتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہاں رستے میں ابھی تک اس کا ٹکراؤ کسی سے نہ ہوا تھا لیکن جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور تنگ راہداری میں پہنچا تو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے کانوں میں فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ ساتھ ایک کر بناک انسانی چیخ پڑی تھی اور اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے یہ چیخ ٹائیگر کی ہے۔ اس لئے وہ یکدم کسی مشین کی طرح دوڑتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔

ٹائیگر، جوزف اور جوانا اس بلیوروم سے نکل کر تنگ سی راہداری میں چلتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔  
 ہمیں سب سے پہلے مشین روم کو تلاش کرنا ہے کیونکہ یہاں ایسے آلات نصب ہیں کہ کسی بھی وقت چھت سے کوئی ریز نکل کر ہمیں بے ہوش یا ہلاک کر سکتی ہیں۔..... ٹائیگر نے آہستہ سے کہا۔  
 تم نے باس سے معلوم کیا ہے کہ مشین روم کہاں ہے۔  
 جوزف نے پوچھا۔

مجھے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں ہے کیونکہ میں اس وقت باس کے ساتھ ہی تھا جب انہوں نے ہارڈی سے پوچھ گچھ کی تھی اور ہارڈی صرف اپنے سیکشن تک جانتا تھا۔ اس سے آگے جانے کی اسے اجازت ہی نہیں تھی۔ اس لئے قاہرے عمران صاحب کو بھی اس بارے میں کوئی علم نہیں ہوگا۔..... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ تھوڑی

دیر بعد وہ رک گئے کیونکہ راہداری کا اختتام ایک دروازے پر ہوا تھا جو بند تھا۔ ٹائیگر نے پہلے دروازے سے کان لگایا اور دوسری طرف سے آنے والی آوازیں سننے کی کوشش کی۔

”اندر کوئی نہیں ہے۔..... جوزف نے بڑے یقین بھرے لہجے میں کہا تو ٹائیگر نے بھی اثبات میں سر ملاتے ہوئے دروازے پر دباؤ ڈالا۔ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ اس لئے کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا لیکن اس میں صرف کچھ کباڑ بڑا ہوا تھا۔ بڑی بڑی بیٹیاں تھیں جو خالی تھیں۔ ایسی بیٹیاں جن میں مشینری پیک کر کے لائی جاتی ہے۔ وہ کمرے کے اندر کھڑے غور سے اس کمرے کو دیکھ ہی رہے تھے کہ یکھٹ انہیں چھت پر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے کسی کرسی کو فرش پر گھسیٹا گیا ہو۔ پھر قدموں کی بھی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

”ہمیں اوپر جانا ہوگا۔ آؤ۔..... ٹائیگر نے کہا اور تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر آکر وہ دائیں ہاتھ پر اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں پر چڑھتا چلا گیا۔ جوزف اور جوانا اس کے پیچھے تھے۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک وردازہ تھا جو بند تھا لیکن وہ بھی لا کڈ نہ تھا۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک کھلی ٹیرس تھی جس کے باہر آہنی جنگلا لگا ہوا تھا اور یہ ٹیرس گھوم کر دوسری طرف جا رہی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے اس ٹیرس پر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔ اس ٹیرس سے دور تک پھیلا ہوا جنگل صاف دکھائی دے رہا تھا۔ ہیڈ کوارٹر جریرے کے اوپر بنا ہوا تھا اور یہ ٹیرس دوسری منزل پر تھی۔ ٹیرس گھوم کر ایک

دروازے پر ختم ہو گئی۔ یہ دروازہ بھی بند تھا۔ ٹائیگر نے دروازے کو دبایا تو یہ بھی کھلتا چلا گیا۔ ظاہر ہے یہاں کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ اس لئے کسی دروازے کو اندر سے لاک کرنے کی ضرورت نہ محسوس نہ کی گئی تھی۔ یہ کمرہ نہ تھا بلکہ تنگ سی راہداری تھی۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے اور پھر ایک دروازے کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔ اندر سے ایسی آوازیں سنائی دے رہی تھیں جیسے بھاری مشینیں چل رہی ہو۔ ٹائیگر نے آہستہ سے دروازے کو دبایا تو دروازہ تھوڑا سا کھل گیا۔ ٹائیگر نے سر آگے کر کے جھری میں سے جھانکا اور پھر سر ہٹچے کر لیا۔ اسی لمحے اندر سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔ پھر کسی نے رسیور اٹھا لیا۔ بولنے والا مار کو تھا اور چونکہ ان کے کانوں میں صرف مار کو کی آواز ہی آرہی تھی اس لئے جو کچھ مار کو نے کہا تھا انہوں نے سن لیا تو وہ سب بری طرح چونک پڑے کیونکہ مار کو نے جو جواب دیئے تھے اس سے معلوم تھا کہ انہیں کہیں سے چیک کیا گیا ہے۔ ٹائیگر سمجھ گیا کہ جب وہ ٹیرس سے گزر رہے تھے تو انہیں کسی اور سنڑیا جگہ سے چیک کر لیا گیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ ابھی یہاں پہنچے تھے اس لئے اندر موجود مار کو فون کرنے والے کو بتا رہا تھا کہ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔

”ہمیں فل ایکشن کرنا ہوگا۔ یہ مشین روم ہے۔“ ٹائیگر نے آہستہ سے اپنے ساتھ موجود جوزف اور جوانا سے کہا اور ان دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تم یہیں رکو گے جوزف۔ ورنہ کوئی بھی عقب سے آسکتا ہے۔“ ٹائیگر نے جوزف سے کہا اور جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر جیسے ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی ٹائیگر جس کے ہاتھ میں مشین تھیں تھی تیزی سے دروازے کو دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ یہ ایک وسیع ہال بنا کمرہ تھا جس میں چاروں طرف مشینیں تھیں۔ ہر بڑی مشین کے سامنے سٹول پر ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ کمرے کے درمیان میں ایک بڑی سی میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین رکھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر فون بھی نظر آ رہا تھا۔

”خبردار۔“ ٹائیگر نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مشین گن نے گولیاں اگلا شروع کر دیں۔ جوانا نے بھی اپنی مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور چند ہی لمحوں بعد وہاں موجود چھ آدمی بھی ہلکے ہو چکے تھے اور وہاں موجود تمام چھوٹی بڑی مشینیں بھی پرزوں کی صورت میں کمرے میں بکھر چکی تھیں۔ یوں دکھائی دینے لگا تھا جیسے یہ کمرہ پمپس کا کباڑ خانہ ہو۔ ٹائیگر نے ٹریگر پر سے ہاتھ ہٹایا اور آگے بڑھ کر اس نے اس کمرے کے آخری کونوں کو چیک کرنا شروع کر دیئے۔ اسے خدشہ تھا کہ کہیں اس میں سے کسی اور کمرے کا راستہ نہ ہو یا کوئی دوسرا کمرہ بھی نہ ہو۔ چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ ایک اور کمرہ کی تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ابھی وہ دروازہ کھولنے ہی وہاں تھا کہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ کمرے کے باہر سے مشین پش پش پش پش پش

کر بناک انسانی چیخ سنائی دی تھی۔ جو انا اور ٹائیگر دونوں تیزی سے دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر گئے تو وہاں بیرونی دروازے کے قریب ہی ایک آدمی کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اسے جوزف نے گولی ماری تھی۔

”اس کے ساتھ ایک اور آدمی بھی تھا جو واپس بھاگ گیا ہے۔“ جوزف نے کہا۔

”تم اندر سے دروازہ بند کر دو۔ اس مشین روم کے اندر ایک اور کمرہ ہے۔ اس سے ہم آگے بڑھیں گے۔ ورنہ تو واپس وین میں پہنچ جائیں گے جہاں سے چلے تھے۔“ ٹائیگر نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آگے بڑھ کر دروازہ اندر سے لاک کر دیا تاکہ باہر سے کوئی اندر نہ آسکے اور پھر وہ تینوں ہی تیزی سے دوبارہ مشین روم میں داخل ہوئے اور اس دروازے کی طرف بڑھ گئے جسے ٹائیگر پہلے ہی چیک کر چکا تھا۔ اس دروازے کی دوسری طرف بھی ایک بند راہداری تھی جو گھوم کر آگے چلی گئی تھی۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے لیکن جیسے ہی وہ راہداری میں گھوم کر آگے بڑھے تینوں ہی یکھٹ ٹھٹھک کر رک گئے کیونکہ آگے ایک دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور دروازے کی دوسری طرف ایک کمرہ تھا جس کا صرف ایک حصہ انہیں نظر آ رہا تھا لیکن وہاں خاموشی تھی۔ یوں لگتا تھا کہ یہ کمرہ بھی خالی ہے۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ ٹائیگر آگے بڑھا اور چند لمحے دروازے کے قریب رک کر سن گن لینے کے بعد اس نے

مزے کر جوزف اور جو انا کو آگے آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ تینوں ہی یکے بعد دیگرے تیزی سے اندر داخل ہوئے ہی تھے کہ یکھٹ تیز فائرنگ کی آوازیں سے ماحول گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر کے حلق سے ایک کر بناک چیخ نکلی اور وہ ایک دھماکے سے فرش پر گر اٹھا کہ کمرے میں یکھٹ زلزلہ سا آگیا۔ جوزف اور جو انا یکھٹ بھوکے عقابوں کی طرح اڑتے ہوئے ان دو آدمیوں پر جا پڑے تھے جو سائیڈ دیوار سے لگے کھڑے تھے اور جن کی فائرنگ سے ٹائیگر کر بناک چیخ مار کر نیچے گر اٹھا۔ جوزف اور جو انا چونکہ چند لمحے بعد کمرے میں داخل ہوئے تھے اس لئے وہ فائرنگ کی زد میں آنے سے بچ گئے تھے۔ پلک جھپکنے کے عرصے میں ہی وہ دونوں آدمی چپختے ہوئے کسی تیز رفتار گیند کی طرح سامنے والی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرائے اور پھر مردہ چھپکلیوں کی طرح نیچے گر کر ساکت ہو گئے۔ جوزف اور جو انا ان دونوں کو اچھال کر تیزی سے مزے اور اس کے ساتھ ہی وہ فرش پر پڑے ٹائیگر پر جھکے لیکن دوسرے لمحے ان دونوں کے جسموں کو ایک زوردار جھٹکا لگا اور ان کی آنکھیں خوف سے پھیلتی چلی گئیں۔

بھٹی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پشٹل نکالا ہی تھا کہ اس کی میز کے قریب کھڑا ہیری یکھت کسی گیند کی طرح اچھل کر میز کے اوپر سے ہوتا ہوا براہ راست براؤن سے آٹکرایا اور وہ دونوں ہی ریوالونگ کرسی کے گھومنے سے ایک دوسرے سے لپٹے ہوئے نیچے گرے اور براؤن نے لپٹے اوپر بڑے ہوئے ہیری کو سائیڈ پر اچھلنے کی کوشش کی اور کچھ دیر کی جدوجہد کے بعد وہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے اٹھا ہی تھا کہ اچانک اسے یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی گردن کو کسی آہنی شکنجے میں جکڑ دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور پھر اس کے ذہن پر جیسے کسی نے گہرے سیاہ رنگ کا کبیل ڈال دیا ہو۔ پھر یہ سیاہ کبیل آہستہ آہستہ سرکنے لگا اور پھر جیسے ہی اس کا شعور جاگا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وہ لپٹے آفس کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کے جسم کو کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا گیا تھا لیکن کمرہ خالی تھا۔ اس میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ اس نے نظریں نیچے قالین پر ڈالیں تو وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس کے قدموں میں ہیری کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ وہ پہلو کے بل پڑا ہوا تھا لیکن اس کا چہرہ اوپر کی طرف مڑا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر موت کے بعد بھی شدید ترین تکلیف کے تاثرات موجود تھے۔ البتہ آنکھیں بے نور تھیں۔ اس کی گردن جس انداز میں مڑی ہوئی تھی اسے دیکھ کر ہی براؤن سمجھ گیا کہ اس کی گردن توڑ دی گئی ہے۔ براؤن نے ایک طویل سانس لیا اور پھر

براؤن لپٹے آفس میں بیٹھا ایک بار پھر ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھا۔ چیف سے بات ہونے کے بعد راکی کی وی ہوئی اطلاع کہ تین آدمیوں کو فور فور میں دیکھا گیا ہے کو اس نے اس کا وہم سمجھ لیا تھا۔ گو اس نے شیراڈ کو چیکنگ کے لئے بھیجا تھا لیکن شیراڈ ابھی واپس نہ آیا تھا حالانکہ اسے گئے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی۔ وہ بھی سمجھ کر مطمئن رہا کہ شیراڈ کو پورے ہیڈ کوارٹر کو چیک کرنے میں بہر حال کافی وقت لگ جائے گا۔ اس کی نظریں ٹی وی پر جمی ہوئی تھیں کہ اچانک اس کے کانوں میں دروازے کے باہر سے کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی تو وہ بے اختیار چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگا۔ دوسرے لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور جو شخص اچھل کر اندر داخل ہوا وہ شیراڈ کا ساتھی ہیری تھا لیکن ہیری کے پیچھے جو آدمی تھا اسے دیکھ کر براؤن بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے



اپنی رسیوں کو چیک کرنا شروع کر دیا۔ جو آدمی، میری کے پیچھے اندر داخل ہوا تھا اسے دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ راک کی اطلاع درست تھی۔ لیکن اسے یہ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ چیف نے پھر کیوں غلط بیانی کی تھی۔ یہ سب سوچنے کے بعد جب اسے اپنے کسی سوال کا جواب نہ ملا تو اس نے ان خیالات کو جھٹک دیا۔ سب سے پہلے وہ ان رسیوں سے نجات حاصل کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اسے باندھنے والے کسی بھی وقت آسکتے ہیں۔ اب وہ نجانے اسے باندھ کر کیوں چھوڑ گئے ہیں جبکہ وہ، میری کی طرح اس کی گردن بھی آسانی سے توڑ سکتے تھے۔ اسے زندہ رکھنے اور کرسی پر باندھنے کا مطلب تو یہ تھا کہ وہ اس سے معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے اور پھر جیسے بجلی کا کوندا آسمان پر لپکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں جھماکا ہوا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ گروپ شوگرانی سائنسدان چیانگ کے اغوا شدہ بیٹے کی تلاش میں یہاں آیا ہے اور یہ بات صرف اسے معلوم تھی کہ شوکانی کہاں ہے کیونکہ شوکانی کو اغوا کے بعد یہاں نہ لایا گیا تھا بلکہ چیف کے حکم پر وہ خود یہاں سے لوپاک گیا تھا اور اس نے دیں سے وہ تابوت سانگر کے آدمیوں سے وصول کیا تھا جس میں وہ لڑکا بے ہوشی کے عالم میں موجود تھا لیکن اس کا میک اپ ایسا کیا گیا تھا کہ وہ مردہ نظر آتا تھا اور یہ کہہ کر اسے یہاں لایا گیا تھا کہ وہ لوپاک ہے اور اس کو یہاں لوپاک میں ہی دفن ہونا ہے۔ چیف نے اسے کہا تھا کہ اس تابوت کو لوپاک کی قدیم کالونی جسے سرسی کالونی کہا جاتا تھا، کی کوٹھی

نمبر آٹھ میں پہنچانا تھا۔ وہاں ایک بوڑھا آدمی ڈاکٹر اینڈریو اسے وصول کرے گا اور وہ خود وہاں سے واپس آجائے گا لیکن ہوا یہ کہ جب براؤن تابوت لے کر سرسی کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں پہنچا تو وہاں پہلے سے پولیس اور دوسرے افراد موجود تھے۔ براؤن کو سہ چلا کہ بوڑھے ڈاکٹر اینڈریو کو رات کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جس پر براؤن اپنی سٹیشن وین جس میں تابوت موجود تھا لے کر واپس آگیا۔ اب وہ پریشان تھا کہ اسے کہاں پہنچائے۔ اس نے سوچا کہ وہ فون کر کے چیف سے بات کرے سہتاچہ ایک فون بوتھ سے اس نے ایسا ہی کیا تو چیف نے اسے کہا کہ وہ اسے بندرگاہ پر ایک کلب جس کا نام نائٹ سی کلب ہے کے جنرل مینجر رالف کو پہنچا دے۔ چتاچہ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر واپس آگیا تھا۔ اس کے بعد اس کا رابطہ نہ رالف سے ہوا تھا اور نہ ہی وہ یہاں سے پھر لوپاک گیا تھا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی سب کچھ سوچ رہا تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور وہی آدمی اندر داخل ہوا جس نے اس پر حملہ کیا تھا۔

”تمہیں ہوش آگیا براؤن“..... آنے والے نے سرد لہجے میں کہا۔  
 ”تمہیں میرا نام کیسے معلوم ہوا اور تم یہاں آزادی سے کیسے گھوم پھر رہے ہو“..... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی بے حد حیرت تھی کہ یہاں ہر طرف انتہائی حساس سائنسی آلات نصب ہیں جو اجنبی افراد کو بے ہوش کر دیتے ہیں لیکن یہ آدمی اس طرح یہاں گھوم پھر رہا ہے جیسے وہ ان کا ہی ساتھی ہو اور اس کے



بارے میں باقاعدہ پہلے سے آلات میں فیڈنگ موجود ہو۔

”یہاں کا مشین روم تباہ کر دیا گیا ہے۔ مارک اور اس کے سب ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ بھی سن لو کہ تمہارا چیف گریٹ مین بھی ہلاک ہو چکا ہے۔“..... آنے والے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا تو براؤن بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں تربیت یافتہ آدمی ہوں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ تم ایسی بات کر کے میرا حوصلہ توڑنے کی کوشش کر رہے ہو۔ میں نے خود ایسے کھیل بے شمار بار کھیلے ہیں۔“..... براؤن نے کہا۔ اس کے ذہن میں واقعی یہی خیال آیا تھا کیونکہ جو کچھ یہ اجنبی بتا رہا تھا وہ ناقابل یقین تھا۔ ایسا ہونا ممکن ہی نہیں تھا۔

”تمہاری مرضی۔ نہ یقین کر دو تم۔ اس سے میری صحت پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ ویسے تمہاری سہولت کے لئے بتا دوں کہ میرا نام علی عمران ہے اور میرا تعلق پاکیشیا سے ہے۔ میرا ایک ساتھی شدید زخمی ہو گیا ہے۔ مجھے اس کی اطلاع اس وقت ملی جب میں تمہیں اس کرسی پر باندھ چکا تھا اس لئے میں اپنے ساتھی کو چیک کرنے چلا گیا۔ اس کی حالت واقعی بے حد خراب تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا۔ یہاں ایک میڈیکل باکس مل گیا جس کی مدد سے میں نے اس کا آپریشن کر کے گولیاں نکال دیں اور اس کی جان بچ گئی۔ اب اس کی حالت بہتر ہوئی ہے تو میں یہاں آیا ہوں۔“..... اس آدمی جس نے اپنا نام علی عمران بتایا تھا نے سادہ سے لہجے میں خود ہی تفصیل بتاتے ہوئے

کہا۔

”میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ تم یہاں اس طرح اطمینان سے کیوں بیٹھے ہوئے ہو۔ آخر یہاں کیا ہو رہا ہے۔“..... براؤن نے اس بار انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا کیونکہ اسے اچانک خیال آیا تھا کہ یہ شخص جس طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔ ایسا ہونا تو نہیں چاہئے تھا۔ اس لئے اس نے یہ بات کر دی تھی۔

”براؤن۔ میری تمہارے چیف سے تفصیلی بات چیت ہوئی ہے۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ مغوی شوکانی کو تم نے لو پاک میں وصول کیا تھا۔ اسے ایک تابوت میں ڈالا گیا تھا۔ اسے مردہ ظاہر کیا گیا تھا جبکہ وہ صرف بے ہوش تھا۔ شوکانی کو رکھنے کے لئے سرسی کالونی کی کوٹھی نمبر آٹھ میں رہنے والے بوڑھے ڈاکٹر اینڈریو کا انتخاب کیا گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر اینڈریو کو ایسے معاملات کا ماہر سمجھا جاتا تھا لیکن جب تم ڈاکٹر اینڈریو تک پہنچے تو وہاں پولیس وغیرہ موجود تھی اور ڈاکٹر اینڈریو کو رات کسی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا۔ بہر حال تم نے گریٹ مین کو فون کر کے بتایا تو اس نے تابوت کو نائٹ سی کب کے مالک اور مینجر رالف کے سپرد کرنے کا حکم دے دیا اور فجر تک تابوت کو رالف کے حوالے کر کے یہاں واپس آگئے۔ کیا یہ بات درست ہے۔“..... اس شخص نے کہا تو براؤن واقعی اس کی بات سے متحیر ہو کر حیران رہ گیا کیونکہ جتنی تفصیل اس آدمی نے بتائی تھی اتنی تفصیل سوائے براؤن اور چیف کے اور کسی سے معلوم نہ کر سکتا تھا تھا۔

”نائٹ سی کلب لو پاک میں کہاں موجود ہے“..... عمران نے کہا۔

”بندرگاہ پر مشہور کلب ہے“..... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے اس کے بعد کبھی رالف سے رابطہ کیا ہے“۔ عمر نے پوچھا۔

”نہیں میرا اس سے کوئی رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو رابطہ ہوگا چیف کا ہی ہوگا“..... براؤن نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھٹکھٹا اور ایک قوی ہیکل حبشی اندر داخل ہوا۔

”کیا رزلٹ رہا جوانا“..... عمران نے اس قوی ہیکل حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہیڈ کوارٹر سے باہر ایک درخت پر باقاعدہ کیبن بنا ہوا تھا جس پر اینٹی ایر کرافٹ گنیں اور چاروں اطراف میں اتہائی طاقتور مدینے نصب تھیں اور وہاں پانچ افراد موجود تھے۔ جوزف ان کی تشریف آئے بغیر اس کیبن پر پہنچ گیا اور پھر ان پانچوں افراد کو بھی ہڈیاں کھروٹہ کیا ہے۔ البتہ اینٹی ایر کرافٹ گنیں اور دوریہ نہیں وہاں موجود تھیں۔ اب مزید کیا حکم ہے“..... آنے والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”انہیں وہیں رہنے دو۔ جوزف کے ساتھ مل کر پورے جیسے کہ راؤنڈ لگاؤں سے ہاں اس براؤن کے علاوہ اور کوئی آدمی زندہ نہیں رہا چاہئے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”سے تو اس کی بات اب ہو رہی تھی لیکن اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا کہ چیف اسے یہ تفصیل بتا سکتا ہے۔ اس لئے اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس آدمی نے یہ تفصیل کہاں سے معلوم کی ہوگی۔“ یہ، یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے“..... براؤن نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ یہ سب کچھ مجھے تمہارے چیف گریٹ مین نے بتایا ہے“..... عمران نے جواب دیا۔

”میں تمہاری یہ بات تسلیم ہی نہیں کر سکتا۔ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے“..... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے اسے پورا یقین تھا کہ یہ سب کچھ بلف ہے۔

”میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تم نے شوکانی کو نائٹ سی کلب کے مالک رالف کے حوالے کیا تھا تو اس وقت کیا واقعی شوکانی زندہ تھا یا نہیں“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے سرد لہجے سے ہی براؤن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں سردی کی تیز ہری دوڑتی چلی گئی۔

”ظاہر ہے زندہ ہونا چاہئے ورنہ ہم نے اس کی لاش کا کیا کرنا ہے۔“ براؤن نے بے ساختہ اور نہ چاہتے ہوئے بھی جواب دیا۔

”کیا تم نے تابوت کھول کر چیک کیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”نہیں، میں نے اسے نہ کھولا تھا اور نہ ہی چیک کیا تھا۔“ براؤن نے جواب دیا۔

”یس ماسٹر“..... جو انا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائنگر کی کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ اوکے ہے“..... جو انا نے مڑتے ہوئے رک کر جواب دیا اور

عمران کے اثبات میں سر ملانے پر وہ مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”کیا، کیا واقعی تم نے جریرے پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ کیا

واقعی“..... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ جس طرح یہ

حبشی اندر آیا تھا اور اس نے راکی کے بارے میں جس انداز میں

جواب دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے

ہیں وہ سچ ہے۔

”چھوڑو۔ یہ تمہارا درد سر نہیں ہے۔ تمہیں نائٹ سی کلب کا فون

نمبر معلوم ہے“..... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں، جب میرا رابطہ ہی نہیں ہے تو پھر مجھے کیسے معلوم ہو سکتا

ہے سہیف کو معلوم ہوگا“..... براؤن نے کہا۔

”تمہارے چیف کو بھی معلوم نہیں تھا اور دلچسپ بات یہ ہے کہ

لوپاک کی انکوائری کو بھی اس فون نمبر کا علم نہیں ہے حتیٰ کہ نائٹ

سی کلب کا نام بھی انہوں نے پہلی بار سنا ہے“..... اس آدمی عمران

نے کہا تو براؤن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں حیرت کی

شدت سے جھماکے سے ہونے لگے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اسکا بڑا کلب تھا۔ وہ کہاں غائب ہو سکتا

ہے“..... براؤن نے بے ساختہ جواب دیا۔

”تم نے اس پر موجود بورڈ پڑھا تھا جس پر کلب کا نام لکھا ہوا

تھا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بورڈ نہیں بلکہ بہت بڑا نیون سائن تھا جو مسلسل جل بجھ

رہا تھا“..... براؤن نے جواب دیا۔

”کتنی منزلہ تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ منزلہ“..... براؤن نے جواب دیا۔

”اس کا بیرونی منظر بتاؤ“..... عمران نے کہا تو براؤن نے تفصیل

بتادی۔

”اوکے۔ اب میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے

اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن تمہیں رسیوں سے

آزادی خود حاصل کرنا ہوگی اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ

یہاں ہیڈ کوارٹر میں انتہائی حساس اور خوفناک اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ

موجود ہے اور ہم اس جریرے میں وائرلیس چارجڈ بم لگا کر جائیں گے

اور پھر اس پورے جریرے کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اگر تم اس سے پہلے

یہاں سے نکل گئے تو تمہاری خوش قسمتی ہوگی ورنہ تمہیں بھی یہیں

مرنا ہوگا“..... عمران نے سرو لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی

طرف مڑ گیا۔

”رک جاؤ۔ پلیز ایسا مت کرو۔ مجھے رہا کر دو“..... براؤن نے چیختے

ہوئے کہا۔ اس کے ذہن پر اس عمران کی بات سن کر موت کی سیاہ

پرچھائیاں سی چھانے لگ گئی تھیں۔

”ایک صورت ہے براؤن کہ تم اس نائٹ کلب کا اصل نام بتا دو.....“ عمران نے مڑ کر اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہ، وہ نائٹ سی کلب ہی اس کا نام تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں.....“ براؤن نے چیخ کر کہا ویسے وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا کیونکہ اس نے اس دو منزلہ عمارت پر ایک نیون سائن بھی اسی نام کا دیکھا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ شاید زندگی میں پہلی بار اس میں داخل ہوا تھا۔

”موری براؤن۔ اس نام کا کوئی کلب لو پاک میں نہ پہلے کبھی تھا اور نہ ہی اب ہے.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو براؤن بے اختیار چونک پڑا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔ میں نے خود وہ نیون سائن پڑھا ہے۔“ براؤن نے اس بار لاشعوری طور پر قدرے فصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے صرف انکوائری سے ہی معلوم نہیں کیا بلکہ لو پاک کے چیف پولیس کشنر آفس سے بھی معلوم کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لو پاک کے مین پوسٹ آفس سے بھی معلوم کیا ہے اور سب نے ہی اس نام کے کسی کلب کی موجودگی سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہاں کے سب سے قدیم ہوٹل سی ویو کے مینجر سے بھی پوچھا ہے۔ یہ مینجر گزشتہ بیس سالوں سے لو پاک کے ہوٹلوں اور کلبوں میں کام کرتا رہا ہے۔ اس نے بھی اس نام کے کلب کی موجودگی سے انکار کیا ہے.....“ عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو براؤن کے ذہن میں حیرت کی شدت سے دھماکے سے ہونے لگے۔

”یہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔“ براؤن نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے دئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ باقاعدہ ڈائج دیا گیا ہے۔ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے نائٹ سی کلب کا نیون سائن لگا دیا گیا اور پھر تمہارے واپس جانے کے بعد اسے اتار لیا گیا تاکہ اگر تم غداری بھی کرو تو نائٹ سی نئب ہی بتا سکو جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن چیف کو تو بہر حال اس کا اصل نام معلوم ہو گا ورنہ چیف مجھے وہاں کیوں بھیجتا.....“ براؤن نے کہا۔

”ہاں، تمہاری یہ بات وضاحت طلب ہے.....“ عمران نے سامنے رکھی ہوئی کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسی وضاحت.....“ براؤن نے حیران ہو کر کہا۔

”تمہارے چیف گریٹ مین نے جس حالت میں مجھے جواب دیئے ہیں اس حالت میں وہ کسی بھی طرح جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اور شاید تمہارے لئے بھی یہ انکشاف ہو کہ سانگر کا اصل چیف گریٹ مین نہیں تھا بلکہ اصل چیف سری کالونی کوٹھی نمبر آٹھ میں رہنے والا ڈاکٹر اینڈریو تھا۔ اس کے بارے میں صرف گریٹ مین کو علم تھا۔ گریٹ مین اسے سپر چیف کہتا تھا۔ سانگر کا تمام جال ڈاکٹر اینڈریو کا پھیلا یا ہوا تھا۔ راتھ جریرے پریڈ کو آرڈر اور واجل جریرے میں تمام حفاظتی انتظامات اور سانگر مافیا کا منشیات کی سمگلنگ پر کنٹرول ان

نمبر معلوم کیا تو مجھے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی کہ اسے رالف کا فون  
نمبر بھی معلوم نہ تھا اور نہ ہی اس نے کبھی اس سے ملاقات کی تھی۔  
اسے صرف ٹائٹ سی کلب اور رالف کے نام کا علم تھا اور میں نے  
تمہیں پہلے ہی بتایا ہے کہ گریٹ مین جس حالت میں جواب دے رہا  
تھا اس حالت میں وہ جھوٹ بول ہی نہ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے یہی  
سمجھا کہ اسے واقعی معلوم نہیں ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کلب کوئی عام  
عمارت نہ تھی اس لئے میں نے سوچا کہ میں خود معلوم کر لوں گا چنانچہ  
میں نے اسے ہلاک کر دیا لیکن اس کی ہلاکت کے بعد جب میں نے  
اس ٹائٹ سی کلب کے بارے میں معلومات فون پر حاصل کرنا چاہیں  
تو مجھے ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔ گریٹ مین نے چونکہ تمہارا نام بتایا  
تھا کہ تم نے تابوت وہاں پہنچایا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے  
معلوم کروں لیکن تم بھی کچھ نہیں جانتے..... عمران نے سپاٹ لیجے  
میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ، یہ تو واقعی عجیب بات ہے۔ لیکن ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔  
میں نے خود وہاں اس نام کا نیون سائن دیکھا تھا..... براؤن نے  
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔  
اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ڈاکٹر اینڈریو واقعی بے مشعل  
ذہانت کا مالک تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شوگرانی لمبنت شوکانی کی  
برآمدگی کی کوشش کریں گے۔ اس لئے اس نے شوکانی کی واپسی کا  
راستہ روکنے کے لئے عجیب شاطرانہ ذہانت سے کام لیا ہے۔ اس نے

سب کا اصل سربراہ ڈاکٹر اینڈریو تھا لیکن اس کی اصل حیثیت کا علم  
صرف گریٹ مین کو ہی تھا اور ڈاکٹر اینڈریو سب کچھ گریٹ مین کے  
ذریعے ہی کراتا تھا۔ شوگرانی سائنسدان کے بیٹے شوکانی کے اغوا کا  
کیس گو جان وکٹر نے گریٹ مین کو دیا تھا لیکن گریٹ مین نے یہ  
کیس ڈاکٹر اینڈریو سے اجازت لینے کے بعد ہی لیا تھا۔ پھر ڈاکٹر اینڈریو  
نے اس سارے کھیل کا سیٹ اپ تیار کیا اور یہ بات بھی ڈاکٹر  
اینڈریو نے ہی گریٹ مین کو بتائی تھی کہ وہ اپنے کسی آدمی کے  
ذریعے تابوت جس میں شوکانی تھا اس کی کوٹھی پر بھجوا دے تاکہ وہ  
اسے ٹائٹ سی کلب کے جنرل مینجر رالف تک پہنچا دے۔ اس نے  
گریٹ مین کو بتایا تھا کہ شوکانی ٹائٹ سی کلب میں بحفاظت رہے گا  
اور کسی کو شک بھی نہ پڑے گا کہ وہ وہاں بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ  
گریٹ مین نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور تمہیں یہ ذمہ داری  
سونپی۔ اس لئے کہ تم بہر حال تربیت یافتہ ہو لیکن جب تم نے اسے  
فون پر ڈاکٹر اینڈریو کی ہلاکت کی خبر دی تو گریٹ مین کا دل مسرت  
سے بھر گیا کیونکہ اب وہ ڈی چیف نہیں بلکہ سانگر کا اصل چیف بن  
گیا تھا۔ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا کہ اصل چیف ہلاک ہو گیا  
ہے۔ نجانے کس نے اور کیوں ڈاکٹر اینڈریو کو ہلاک کر دیا تھا۔  
بہر حال اس نے ڈاکٹر اینڈریو کی پلاننگ کے مطابق تمہیں تابوت  
سمیت ٹائٹ سی کلب بھجوا دیا اور تم وہاں تابوت رالف کے حوالے  
کر کے واپس آ گئے لیکن جب میں نے گریٹ مین سے اس رالف کا فون

کسی بھی عام سی عمارت پر نائٹ سی کلب کا نیون سائن لگوا یا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو وہ بھی تمہیں تابوت سمیت نائٹ سی کلب رالف کے پاس بھجواتا اور یہی بات اس نے گریٹ مین سے کر رکھی تھی اور جب تم وہاں تابوت پہنچا کر واپس چلے گئے تو یہ نیون سائن اتار دیا گیا۔ اس طرح نائٹ سی کلب ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ زیادہ سے زیادہ تم سے پوچھا جاتا تو تم اسی کلب کا نام لیتے اور اگر گریٹ مین بھی کچھ بتانا چاہتا تو وہ بھی یہی کچھ بتا سکتا تھا۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ، اوہ حیرت انگیز۔ اتہائی حیرت انگیز۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔..... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تم بتاؤ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے یا تم زندہ رہنا چاہتے ہو۔..... عمران نے کہا۔

”مم، میں۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔..... براؤن نے بے اختیار چخ کر کہا۔

”تو اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو۔..... اس آدمی عمران نے کہا۔

”میں ہر تعاون کروں گا۔ ویسے بھی سانگر ختم ہو گئی ہے۔ اب مجھے اس سے کیا ملنا ہے۔..... براؤن نے کہا۔

”سوچ لو۔ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو پھر تمہارا انجام اتہائی عبرتاک بھی ہو سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”مم، میں۔ میں تعاون کروں گا۔ تم یقین رکھو۔ میں تعاون کروں

گا۔..... براؤن نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

”تمہارا تعاون یہ ہو گا کہ تم ہمارے ساتھ شہر میں گھومو اور اس عمارت کی نشاندہی کرو۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔..... براؤن نے کہنے ”اوکے۔..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ براؤن کے قریب آ

گیا۔ براؤن نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے یقین آ گیا تھا کہ وہ اس کی رسیاں کھولنے والا ہے لیکن دوسرے لمحے اس میں آدمی عمران کا بازو گھومتا نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی کشتی پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کے ذہن پر یکنخت سیاہ پردہ سا بھیت چڑ گیا۔ شاید موت کا پردہ تھا۔



عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ غور و فکر کے آثار واضح طور پر نمایاں تھے۔ وہ اس وقت جوانا کے ساتھ لو پاک کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھے۔ یہ رہائش گاہ جس میں ایک نئی کار بھی موجود تھی اس نے ایک پراپرٹی لمبنت کے ذریعے کیش سکورٹی دے کر حاصل کی تھی۔ راتھ جریرے سے وہ راتھ سے ہی حاصل کردہ لانچ کے ذریعے آسانی سے لو پاک پہنچ گئے تھے۔ ٹائیگر شدید زخمی تھا اور اس سے تیز نقل و حرکت نہ ہو سکتی تھی اور عمران اسے یہاں کسی ہسپتال میں داخل نہیں کرانا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سانگر کے جریرہ راتھ کی اطلاع لا مجال بلیک شیڈ کے جان و کڑ تک پہنچ جائے گی اور وہ یقیناً کسی بھی تنظیم کے ذریعے یہاں ان کی چیکنگ کرائے گا اور قاہر ہے ٹائیگر ان کی نظروں میں آجاتا تو خود ٹائیگر کے لئے اپنی حفاظت کرنا ناممکن ہو جاتا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کو واپس پاکیشیا

بھجوا دیا تھا اور اس کی دیکھ بھال اور مدد کے لئے اس نے جوزف کو بھی ساتھ ہی واپس بھجوا دیا تھا اور جوزف کو کہہ دیا تھا کہ وہ ٹائیگر کو ہسپتال ہسپتال میں داخل کرادے۔ ان دونوں کے واپس جانے کے بعد اس کے ساتھ صرف جوانا رہ گیا تھا۔ براؤن کو بھی عمران اپنے ساتھ لو پاک لے آیا تھا تا کہ وہ اس عمارت کی نشاندہی کر سکے جہاں اس نے شو کائی کو پہنچایا تھا اور براؤن نے وہ عمارت بھی ٹریس کر لی تھی۔ عمران کو اس پر یقین آگیا تھا کہ جریرے میں رسیوں سے بندھے ہوئے براؤن نے عمارت کا جو بیرونی نقشہ بتایا تھا وہ ہو، ہو اس عمارت کا تھا لیکن اس عمارت میں ایک ہوسٹل کھلا ہوا تھا اور عمران نے جب اس سلسلے میں مزید انکوائری کی تو اسے بتایا گیا کہ یہ عمارت ڈاکٹر اینڈریو کی ملکیت تھی اور اس کی زندگی میں خالی رہتی تھی۔ کبھی کبھار ڈاکٹر اینڈریو یہاں کوئی فنکشن کرتا تھا لیکن اس کے علاوہ یہ بند اور خالی رہتی تھی۔ ڈاکٹر اینڈریو کی ہلاکت کے بعد اس کی تمام جائیداد اس کی بیٹی جو واشنگٹن میں رہتی تھی کو مل گئی اور اس نے لو پاک واکر اپنے باپ کی ساری جائیدادیں فروخت کر دی اور واپس واشنگٹن چلی گئی۔ نئے خریدار نے اسے خرید کر سٹوڈنٹ ہوسٹل بنا دیا تھا۔ اس کے باوجود عمران اس عمارت کی پوری چیکنگ کر چکا تھا لیکن اس نے کوئی تہہ خانہ یا کوئی خفیہ کمرہ موجود نہ تھا۔ عمران نے اس کے بعد براؤن کو کچھ رقم دے کر لو پاک سے بھجوا دیا تھا اور براؤن بھی واشنگٹن چلا گیا تھا۔ اب یہاں لو پاک میں عمران اور جوانا رو گئے تھے۔

عمران اور جوانا نے پورے لو پاک شہر اور اس کے مضافاتی علاقے چھان مارے تھے کہ شاید اس بیرونی منظر کی حامل کوئی اندہ عمارت بھی ہو لیکن ایسی کوئی عمارت انہیں نظر نہیں آئی۔ عمران نے یہاں کے ایسے بوڑھے لوگوں کو بھی ٹٹولا تھا جن کی ساری زندگی ہوٹلوں اور کلبوں میں گزری تھی لیکن کسی نے آج تک نائٹ سی کلب کا نام تک نہ سنا تھا۔ کلبوں اور ہوٹلوں کے بوڑھے ویٹرز کے ساتھ ساتھ اس نے پولیس ریکارڈ، کارپوریشن ریکارڈ اور نجانیے کون کون سے ریکارڈ چیک کرائے تھے لیکن نائٹ سی کلب کا نام و نشان کہیں سے بھی نہ مل سکا تھا اور عمران بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اس بار واقعی ناکامی نے اسے گھیر لیا ہے۔ وہ سانگر کا تو خاتمہ کر چکا تھا لیکن اس کا مشن مکمل نہ ہو رہا تھا۔ اسے سرد اور کا خیال تھا کہ جب وہ انہیں اپنی ناکامی کے بارے میں بتائے گا تو اس کے بارے میں وہ کیا سوچیں گے۔

"ماسٹر، میرا خیال ہے کہ آپ زندگی میں پہلی بار ناامید ہو گئے ہیں۔..... خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے اچانک کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ناامید کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے جوانا۔ میں تو مسلسل یہ سوچ رہا ہوں کہ ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل بہر حال ہوتا ہے اور ہر دیوار میں ہی راستہ موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس بار نہ ہی وہ حل سامنے آ رہا ہے اور نہ ہی راستہ۔ لیکن بہر حال ایسا ہو گا ضرور۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، فرض کریں اگر وہ شوگرانی سائنسدان یہ فارمولا واقعی مجرموں کے حوالے کرنا چاہیں تو کس کے حوالے کریں گے۔ سانگر تو ختم ہو گئی ہے۔..... جوانا نے کہا۔

"قاہر ہے بلیک شیڈ کا چیف اسے وصول کرے گا۔ اسے بھی اطلاع مل چکی ہوگی کہ سانگر ختم ہو چکی ہے۔ ویسے بھی سانگر کے مشن کے پیچھے بلیک شیڈ ہی تھی۔..... عمران نے کہا۔

"لیکن فارمولے کے عوض جب اسے شوکانی کو دینا ہو گا تو پھر وہ اسے کہاں سے لے آئے گا ماسٹر۔..... جوانا نے کہا۔

"قاہر ہے وہ نہیں لاسکے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جان وکٹر کا لنک گریٹ مین کے ساتھ تھا ڈاکٹر اینڈریو کے ساتھ نہیں تھا۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر، ہمیں واشنگٹن جا کر ڈاکٹر اینڈریو کی بیٹی سے معلوم کرنا چاہیے۔ وہ یہاں سے اپنے باپ کا سامان لے گئی ہوگی۔ شاید اس میں سے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ہم شوکانی کو تلاش کر سکیں۔..... جوانا نے کہا۔

"یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ واشنگٹن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ نے میری درخواست پر ڈاکٹر اینڈریو کی بیٹی سے ملاقات کی ہے اور اس نے بتایا کہ ڈاکٹر کا ذاتی سامان سوائے کتابوں کے اور کچھ نہ تھا اور وہ ان کتابوں کو وہیں چھوڑ آئی تھی۔ ویسے بھی ہمیں کتابوں میں سے کیا مل سکتا ہے۔..... عمران نے جواب دیا۔

”ماسٹر، ہم نائٹ سی کلب کو ٹریس کرتے رہے ہیں۔ ہمیں اس رالف کو تلاش کرنا چاہیے جس نے شو کائی کو وصول کیا تھا۔“ جوانا نے کہا۔

”یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ براڈن سے میں نے رالف کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل معلوم کر لی تھی۔ اس کے بعد یہاں ایک پارٹی نے اسے تلاش کیا ہے لیکن اس قد و قامت کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں آدمی مل سکتے ہیں لیکن اس حلیے کا کوئی آدمی ٹریس نہیں ہو سکا۔ شاید وہ آدمی میک اپ میں تھا۔“..... عمران نے جواب دیا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”پھر تو سوائے اس کے اب اور کیا ہو سکتا ہے ماسٹر کہ ہم واپس چلے جائیں۔“..... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ابھی تم مجھے ناامید کہہ رہے تھے اور اب خود ناامید ہو چکے ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”اور ہو بھی کیا سکتا ہے ماسٹر۔“..... جوانا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے جواب دیا۔

”بہت کچھ ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ گو اس نے یہ بات تو کہہ دی تھی لیکن حقیقت یہی تھی کہ اسے خود بھی کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ ایسی بے چینی جس کا اسے پہلے کبھی تجربہ نہ ہوا تھا۔ شاید بے چینی اس لئے تھی کہ اس سے پہلے کبھی اس کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا

کہ اسے آگے بڑھنے کا ہر راستہ بند ملا ہو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے ایک خویں سانس لے کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا ماسٹر۔“..... جوانا نے چونک کر کہا۔

”اماں بی کا کہنا ہے کہ جب انسان اپنی تمام کوششوں میں تھک ہو جائے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہیے۔ یقیناً راستہ مل جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ صرف انسان بے بس اور مجبور ہے اور میں نے اپنے طور پر تمام کوششیں کر لی ہیں۔ اس لئے اب اماں بی کے مطابق میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے جا رہا ہوں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوٹتی دیر بعد وضو کر لینے کے بعد وہ قالین پر ہی سجدے میں گر گیا امید گوگرد کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگا۔ کافی دیر تک وہ سجدے میں دعا مانگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کرتا رہا۔ پھر اچانک اس نے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی بے چینی کو یقین سکون میں تبدیل دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر اٹھایا اور سٹوڈنٹ سیٹ گیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان موجود تھا۔ اس نے سٹوڈنٹ سیٹ پھیرے اور اٹھ کر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جو اب تھوٹتی سیٹ تھا۔

”کیا ہوا ماسٹر۔ کوئی راستہ ملا۔“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں، اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ وہ واقعی نپٹ چکا ہے۔“

جب سے تھوڑی دیر پہلے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بجلی کے  
 سمندر کی طرح آیا ہے۔ مجھے یاد آگیا ہے کہ جس رالف نے تابوت  
 مجھ سے حاصل کیا تھا اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ یہ بات  
 میرے ذہن سے بالکل ہی نکل گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ  
 بھی یاد آگیا ہے کہ ایک بار جیف گرہٹ مین نے مجھے مسرت بھرے  
 لہجے میں بتایا تھا کہ لو پاک کا سب سے خطرناک گینگسٹر ساگر میں  
 شامل ہو گیا ہے اور داخل جہیرے پر مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ میں گرہٹ  
 مین کے ساتھ داخل جہیرے پر گیا تھا۔ وہاں یہ گینگسٹر اپنے چور  
 ساتھیوں سمیت آیا تھا۔ اس کا نام سلوان تھا اور مسٹر مائیکل اس  
 سلوان کی بھی بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ اس کا قد وقامت بھی  
 وہی تھا جو رالف کا تھا البتہ اس کا چہرہ اور خدو خال دوسرے تھے۔ جیسے  
 ہی مجھے یہ خیال آیا تو میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں شاید  
 آپ کا کام ہو جائے۔ دوسری طرف سے براؤن نے تیز تیز لہجے میں  
 کہا۔

”اس کا کوئی اور نام ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔  
 ”جی نہیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔“.....  
 نے جواب دیا۔

”بے حد شکریہ براؤن۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ جہارا غمیرہ  
 نہیں ہوا ابھی زندہ ہے۔ کوشش کر کے جرائم کی دنیا سے  
 جاؤ۔“..... عمران نے کہا۔

رحیم و کریم ہے۔ اس کے سامنے خلوص کے ساتھ دامن پھیلانے والا  
 کبھی خالی ہاتھ نہیں رہتا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا راستہ ہے۔“..... جو انانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی مجھے نہیں معلوم۔ لیکن مجھ پر اطمینان و سکون کی بارش  
 ہوئی ہے اور یہی اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں  
 قبول کر لی ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی کوئی نہ کوئی راستہ بھی سامنے آ  
 جائے گا۔“..... عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات  
 ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس مائیکل بول رہا ہوں۔“..... عمران نے اپنے نئے نام اور  
 بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مسٹر مائیکل۔ میں براؤن بول رہا ہوں واشنگٹن سے۔“ دوسری  
 طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”کوئی خاص بات۔ جو فون کیا ہے۔“..... عمران نے کہا۔ وہ سمجھ  
 گیا تھا کہ چونکہ براؤن یہاں رہ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے فون نمبر  
 معلوم تھے۔

”مسٹر مائیکل۔ آپ نے جس طرح اپنے وعدے کے مطابق مجھے  
 زندہ چھوڑ دیا اور پھر مجھے خاصی بھاری رقم دے کر واشنگٹن بھیجا دیا۔  
 اس سے میرے دل پر آپ کی عظمت کا نقش بے حد گہرا پڑا ہے۔ میں  
 یہاں واشنگٹن آکر بھی ٹائٹ سی کلب اور رالف کے بارے میں  
 مسلسل سوچتا رہا ہوں لیکن کوئی نئی بات سمجھ میں نہ آ رہی تھی لیکن

”میں نے بھی یہی سوچا ہے مسٹر مائیکل۔ آپ نے جس انداز میں اپنے وعدے کی پابندی کی ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ اس لئے میں اب جرائم کے قریب بھی نہیں جاؤں گا“..... براؤن نے کہا۔  
 ”ادکے۔ دس یوگڈلک“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔  
 ”بلیو مون کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کارل سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ لارڈ مائیکل“..... عمران نے کہا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”ہیلو، کارل بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ وہی آدمی تھا جس کے ذریعے عمران نے لوپاک میں رالف کے بارے میں انکوائری کرائی تھی اور اسے اس کے عوض بھاری رقم ادا کی تھی۔

”مائیکل بول رہا ہوں لارڈ مائیکل“..... عمران نے کہا۔  
 ”یس لارڈ۔ فرمائیے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک صاحب ہیں سلوان۔ لوپاک کے بڑے آدمی ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں“..... عمران نے دانستہ سلوان کو گینگسٹر کہنے کی بجائے بڑا آدمی کہا تھا کیونکہ کارل بھی اسی

لائن کا آدمی تھا۔

”یس لارڈ مائیکل۔ وہ تو لوپاک کے کنگ ہیں۔ لیکن وہ تو بے حد خفیہ رہتے ہیں۔ آپ تک کیسے ان کے بارے میں اطلاع پہنچ گئی ہے“۔ کارل نے کہا۔

”اوہ، پھر تو وہ ہمارے ڈھب کے آدمی ہیں۔ کیا ان سے ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”سو ری لارڈ مائیکل۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ کسی سے نہیں ملتے“..... کارل نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو فون پر تو ملاقات ہو سکتی ہوگی“..... عمران نے کہا۔  
 ”ہاں شاید۔ مگر.....“ کارل نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”دیکھو مسٹر کارل۔ میں نے آپ کو مسٹر رالف کی تلاش کے لئے بھاری رقم دی جبکہ آپ مسٹر رالف کو تلاش نہیں کر سکے۔ اس کے باوجود میں نے آپ سے رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس لئے اب آپ صرف سلوان کا فون نمبر بتانے کا کوئی معاذفہ کلیم نہیں کریں گے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے لارڈ فون نمبر نوٹ کر لیں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون نمبر بتا دیا گیا۔

”کیا اس نمبر پر ان سے براہ راست بات ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”ان کی سیکرٹری بات کرے گی۔ اب یہ آپ کی قسمت کہ قپ کی

جمہاری گردن تک پہنچ چکے ہوتے۔..... دوسری طرف سے انتہائی سخت اور تحقیر آمیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔  
 "چلو یہ تو طے ہو گیا کہ کنگ سلوان واقعی کوئی آدمی ہے اور یہ فون نمبر بھی اسی کا ہے۔..... عمران نے کریڈل دباتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا ہوا ماسٹر۔ کون ہے یہ کنگ سلوان؟..... جو انانے پوچھا جو اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ پہلے براؤن سے اور پھر کارل سے بات کرتے ہوئے عمران نے لاڈلڈر کا بشن پریس نہیں کیا تھا۔  
 "اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کر دی ہے اور اس نے ایک راستہ دکھا دیا ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی براؤن کی بتائی ہوئی تفصیل دی۔

"اوہ، واقعی ماسٹر۔ یہ تو کمال ہو گیا ہے ورنہ ہم تو ٹکریں مار کر رہ گئے تھے۔..... جو انانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں، اماں بی کا کہنا درست ہے۔ جب انسان اپنی کوششوں میں ناکام ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہئے۔ وہ بڑا کارساز ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل کو چھوڑا اور انکوآری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوآری پلیز۔..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی

دی۔  
 "چیف پولیس کمنڈر سٹاف آفس سے اسسٹنٹ پولیسر کمنڈر

بات براہ راست کنگ سلوان سے ہو سکتی ہے یا نہیں۔..... کارل نے کہا۔

"یہ فون نمبر کہاں نصب ہے۔..... عمران نے پوچھا۔  
 "یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ کنگ خفیہ رہتے ہیں۔ صرف ان کا حکم اور نام چلتا ہے۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"نمبر واقعی یہی ہے یا نمبر بھی مشکوک ہے۔..... عمران نے کہا۔  
 "نہیں، یہی نمبر ہے۔ اس نمبر پر وہ اپنے آدمیوں سے بات کرتا ہے لیکن صرف اپنے آدمیوں سے ورنہ بات کرنے سے ہی انکار کر دیتا ہے۔ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

"اوکے، شکریہ۔..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت اور سرد تھا۔

"میں لارڈ مائیکل بول رہا ہوں۔ کنگ سلوان سے بات کراؤ۔"  
 عمران نے بھی لہجے کو بھاری، سرد اور سخت بناتے ہوئے کہا۔

"تم محض ایک معمولی سے لارڈ ہو گے جبکہ وہ کنگ سلوان ہے۔ سمجھے اور اب فون نہ کرنا۔ چونکہ تم نے پہلی بار فون کیا ہے اس لئے تمہیں صرف وارننگ دی جا رہی ہے ورنہ اب تک کنگ کے جلا



لائل بول رہا ہوں۔..... عمران نے بھاری اور سخت لہجے میں کہا۔  
 "یس سر۔ حکم سر۔..... دوسری طرف سے قدرے بوکھلائے  
 ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ کیونکہ لو پاک میں اسسٹنٹ پولیس کسٹراسا  
 بڑا عہدہ تھا کہ اس کا نام سن کر ہی لوگ خوف کھا جاتے تھے۔

"اہتائی اہم سرکاری معاملہ ہے۔ میں آپ کو ایک نمبر بتا رہا  
 ہوں۔ آپ نے درست طور پر بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔  
 پوری طرح چٹیک کر کے بتانا کیونکہ یہ اہم ترین سرکاری معاملہ ہے۔  
 عمران نے پہلے سے زیادہ بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ بتائیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے  
 کارل کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر۔ میں چٹیک کرتی ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "نمبر دوبارہ دوہراؤ۔..... عمران نے کہا تو لڑکی نے عمران کا بتایا  
 ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اہتائی حاضر دماغی سے اسے چٹیک کرنا۔  
 تمہاری معمولی سی غلطی اہتائی بھیانک نتائج نکال سکتی ہے۔ عمران  
 نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی  
 طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔..... تھوڑی دیر بعد لڑکی آواز سنائی دی۔

"یس۔..... عمران نے جواب دیا۔

"سر، یہ نمبر کیوی لینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں نصب  
 ہے اور ڈاکٹر ہیری کے نام پر ہے۔..... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے  
 کہا۔

"اچھی طرح چٹیک کر لیا ہے۔ کوئی غلطی نہیں ہوئی چلے۔"  
 عمران نے کہا۔

"کوئی غلطی نہیں ہے سر۔ میں نے چار بار چٹیک کیا ہے۔"  
 دوسری طرف سے اس بار با اعتماد لہجے میں کہا گیا۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ سرکاری راز ہے۔" عمران  
 نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوکے۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو اٹھو جو انا۔ اب اس سلوان سے بھی دو دو ہاتھ کر لیں۔"  
 عمران نے کہا تو جو انا اثبات میں سر ملاتا ہوا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا  
 ہوا۔

”نائٹ سی کلب لو پاک میں کہاں موجود ہے“..... عمران نے کہا۔

”بندرگاہ پر مشہور کلب ہے۔..... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’کیا تم نے اس کے بعد کبھی رالف سے رابطہ کیا ہے؟‘ - عمران نے پوچھا۔

”نہیں میرا اس سے کوئی رابطہ کیسے ہو سکتا ہے۔ جو رابطہ ہوگا  
چیف کا ہی ہوگا۔..... براؤن نے جواب دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھٹکھٹا اور  
ایک قوی ہیکل حبشی اندر داخل ہوا۔

”کیا رزلٹ رہا جو انا..... عمران نے اس قوی ہیکل حبشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہیڈ کوارٹر سے باہر ایک درخت پر باقاعدہ کیمپ بنا ہوا تھا۔ جس پر اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور چاروں اطراف میں اتھائی طاقتور فوجیں نصب تھیں اور وہاں پانچ افراد موجود تھے۔ جوزف ان کی نشریں کرتے آئے بغیر اس کیمپ پر پہنچ گیا اور پھر ان پانچوں افراد کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ البتہ اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور دور بینیں وہاں موجود تھیں۔ اب مزید کیا حکم ہے؟..... آنے والے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔“

”انہیں وہیں رہنے دو۔ جوزف کے ساتھ مل کر پورے جیسے۔“  
 راؤنڈ لگاؤں سے ہاں اس براؤن کے علاوہ اور کوئی آدمی زندہ نہیں رہا۔  
 چاہئے..... عمران نے سر دھچکے میں کہا۔

سے تو اس کی بات اب ہو رہی تھی لیکن اسے اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا کہ چیف اسے یہ تفصیل بتا سکتا ہے۔ اس لئے اسے حیرت ہو رہی تھی کہ آخر اس آدمی نے یہ تفصیل کہاں سے معلوم کی ہوگی۔

"یہ، یہ سب تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے؟"..... براؤن نے اتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

میں نے تمہیں بتایا تو ہے کہ یہ سب کچھ مجھے تمہارے چیف گریٹ مین نے بتایا ہے..... عمران نے جواب دیا۔

”میں تمہاری یہ بات تسلیم ہی نہیں کر سکتا۔ یہ کسی طرح ممکن ہی نہیں ہے۔“ ..... براؤن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ویسے اسے پورا یقین تھا کہ یہ سب کچھ بلف ہے۔

”میں تم سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب تم نے شوکانی کو نائٹ سی کلب کے مالک رالف کے حوالے کیا تھا تو اس وقت کیا واقعی شوکانی زندہ تھا یا نہیں؟.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے سرد لہجے سے ہی براؤن کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں سردی کی تیز ہری دوڑتی چلی گئی۔

”قاہر ہے زندہ ہونا چاہئے ورنہ ہم نے اس کی لاش کا کیا کرنا ہے  
براؤن نے بے ساختہ اور نہ چاہتے ہوئے بھی جواب دیا۔

”کیا تم نے تابوت کھول کر چیک کیا تھا“..... عمران نے پوچھا۔  
”نہیں، میں نے اسے نہ کھولا تھا اور نہ ہی چیک کیا تھا۔“ براؤن

نے جواب دیا۔

”یس ماسٹر“..... جو انا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹائیکر کی کیا پوزیشن ہے“..... عمران نے کہا۔

”وہ اوکے ہے“..... جو انا نے مڑتے ہوئے رک کر جواب دیا اور

عمران کے اثبات میں سر ہلانے پر وہ مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

”کیا، کیا واقعی تم نے جریرے پر کنٹرول حاصل کر لیا ہے۔ کیا

واقعی“..... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ جس طرح یہ

حبشی اندر آیا تھا اور اس نے راکی کے بارے میں جس انداز میں

جواب دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ یہ لوگ جو کچھ کہہ رہے

ہیں وہ سچ ہے۔

”چھوڑو۔ یہ تمہارا درسر نہیں ہے۔ تمہیں نائٹ سی کلب کا فون

نمبر معلوم ہے“..... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں، جب میرا رابطہ ہی نہیں ہے تو پھر مجھے کیسے معلوم ہو سکتا

ہے سچیف کو معلوم ہوگا“..... براؤن نے کہا۔

”تمہارے چیف کو بھی معلوم نہیں تھا اور دلپس بات یہ ہے کہ

لو پاک کی انکوائری کو بھی اس فون نمبر کا علم نہیں ہے حتیٰ کہ نائٹ

سی کلب کا نام بھی انہوں نے پہلی بار سنا ہے“..... اس آدمی عمران

نے کہا تو براؤن بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں حیرت کی

شدت سے جھماکے سے ہونے لگے۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اتنا بڑا کلب تھا۔ وہ کہاں غائب ہو سکتا

ہے“..... براؤن نے بے ساختہ جواب دیا۔

”تم نے اس پر موجود بورڈ بڑھا تھا جس پر کلب کا نام لکھا ہوا

تھا“..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ بورڈ نہیں بلکہ بہت بڑا نیون سائن تھا جو مسلسل جل بجھ

رہا تھا“..... براؤن نے جواب دیا۔

”کتنی منزلہ تھا“..... عمران نے پوچھا۔

”دو منزلہ“..... براؤن نے جواب دیا۔

”اس کا بیرونی منظر بتاؤ“..... عمران نے کہا تو براؤن نے تفصیل

بتادی۔

”اوکے۔ اب میں اسے ڈھونڈ لوں گا۔ تم نے چونکہ تعاون کیا ہے

اس لئے میں تمہیں زندہ چھوڑ کر جا رہا ہوں لیکن تمہیں رسیوں سے

آزادی خود حاصل کرنا ہوگی اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ

یہاں ہیڈ کوارٹر میں انتہائی حساس اور خوفناک اسلحہ کا بہت بڑا ذخیرہ

موجود ہے اور ہم اس جریرے میں دائر لیس چارجڈ بم لگا کر جائیں گے

اور پھر اس پورے جریرے کو تباہ کر دیا جائے گا۔ اگر تم اس سے پہلے

یہاں سے نکل گئے تو تمہاری خوش قسمتی ہوگی ورنہ تمہیں بھی یہیں

مرنا ہوگا“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی

طرف مڑ گیا۔

”رک جاؤ۔ پلیز ایسا مت کرو مجھے رہا کر دو“..... براؤن نے چیختے

ہوئے کہا۔ اس کے ذہن پر اس عمران کی بات سن کر موت کی سیاہ

پر چھائیاں سی چھانے لگی تھیں۔

”ایک صورت ہے براؤن کہ تم اس نائٹ کلب کا اصل نام بتا دو.....“ عمران نے مڑ کر اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہ، وہ نائٹ سی کلب ہی اس کا نام تھا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں.....“ براؤن نے چیخ کر کہا ویسے وہ واقعی سچ کہہ رہا تھا کیونکہ اس نے اس وو منزلہ عمارت پر ایک نیون سائن بھی اسی نام کا دیکھا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ وہ شاید زندگی میں پہلی بار اس میں داخل ہوا تھا۔

”موری براؤن۔ اس نام کا کوئی کلب لو پاک میں نہ پہلے کبھی تھا اور نہ ہی اب ہے.....“ عمران نے سرد لہجے میں کہا تو براؤن بے اختیار چونک پڑا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا ہے۔ میں نے خود وہ نیون سائن پڑھا ہے۔“ براؤن نے اس بار لا شعوری طور پر قدرے فحشیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے صرف انکوائری سے ہی معلوم نہیں کیا بلکہ لو پاک کے چیف پولیس کشنر آفس سے بھی معلوم کیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ لو پاک کے مین پوسٹ آفس سے بھی معلوم کیا ہے اور سب نے ہی اس نام کے کسی کلب کی موجودگی سے صاف انکار کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے یہاں کے سب سے قدیم ہوٹل سی ویو کے مینجر سے بھی پوچھا ہے۔ یہ مینجر گزشتہ بیس سالوں سے لو پاک کے ہوٹلوں اور کلبوں میں کام کرتا رہا ہے۔ اس نے بھی اس نام کے کلب کی موجودگی سے انکار کیا ہے.....“ عمران نے اہتائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو براؤن کے ذہن میں حیرت کی شدت سے دھماکے سے ہونے لگے۔

”یہ۔ یہ۔ کیسے ممکن ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہو سکتا۔“ براؤن نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے دئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ باقاعدہ ڈاج دیا گیا ہے۔ تمہارے وہاں پہنچنے سے پہلے نائٹ سی کلب کا نیون سائن لگا دیا گیا اور پھر تمہارے واپس جانے کے بعد اسے اتار لیا گیا تاکہ اگر تم غداری بھی کرو تو نائٹ سی کلب ہی بتا سکو جس کا سرے سے کوئی وجود ہی نہیں ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن چیف کو تو بہر حال اس کا اصل نام معلوم ہو گا ورنہ چیف مجھے وہاں کیوں بھیجتا.....“ براؤن نے کہا۔

”ہاں، تمہاری یہ بات وضاحت طلب ہے.....“ عمران نے سلسلے رکھی ہوئی کرسی پر دوبارہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسی وضاحت.....“ براؤن نے حیران ہو کر کہا۔

”تمہارے چیف گریٹ مین نے جس حالت میں مجھے جواب دیئے ہیں اس حالت میں وہ کسی بھی طرح جھوٹ نہیں بول سکتا تھا اور شاید تمہارے لئے بھی یہ انکشاف ہو کہ سانگر کا اصل چیف گریٹ مین نہیں تھا بلکہ اصل چیف سرسی کالونی کو ٹھی نمبر آٹھ میں رہنے والا ڈاکٹر اینڈریو تھا۔ اس کے بارے میں صرف گریٹ مین کو علم تھا۔ گریٹ مین اسے سپر چیف کہتا تھا۔ سانگر کا تمام جال ڈاکٹر اینڈریو کا پھیلا ہوا تھا۔ راتھ جریرے پریسڈ کو ارٹر اور واجل جریرے میں تمام حفاظتی انتظامات اور سانگر مافیا کا منشیات کی سملنگنگ پر کنٹرول ان

نمبر معلوم کیا تو مجھے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی کہ اسے رالف کا فون  
نمبر بھی معلوم نہ تھا اور نہ ہی اس نے کبھی اس سے ملاقات کی تھی۔  
اسے صرف نائٹ سی کلب اور رالف کے نام کا علم تھا اور میں نے  
تمہیں پہلے ہی بتایا ہے کہ گریٹ مین جس حالت میں جواب دے رہا  
تھا اس حالت میں وہ جھوٹ بول ہی نہ سکتا تھا۔ اس لئے میں نے یہی  
سمجھا کہ اسے واقعی معلوم نہیں ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے کلب کوئی عام  
عمارت نہ تھی اس لئے میں نے سوچا کہ میں خود معلوم کر لوں گا چنانچہ  
میں نے اسے ہلاک کر دیا لیکن اس کی ہلاکت کے بعد جب میں نے  
اس نائٹ سی کلب کے بارے میں معلومات فون پر حاصل کرنا چاہیں  
تو مجھے ہر طرف سے ناکامی ہوئی۔ گریٹ مین نے چونکہ تمہارا نام بتایا  
تھا کہ تم نے تابوت وہاں پہنچایا تھا اس لئے میں نے سوچا کہ تم سے  
معلوم کروں لیکن تم بھی کچھ نہیں جانتے..... عمران نے سپاٹ لہجے  
میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ، یہ تو واقعی عجیب بات ہے۔ لیکن ایسا کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔  
میں نے خود وہاں اس نام کا نیون سائن دیکھا تھا..... براؤن نے  
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا۔  
”اب مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ڈاکٹر اینڈریو واقعی بے مثال  
ذہانت کا مالک تھا۔ اسے معلوم تھا کہ شوگرانی لیجنٹ شوکانی کی  
برآمدگی کی کوشش کریں گے۔ اس لئے اس نے شوکانی کی دہشت گردی کا  
راستہ روکنے کے لئے عجیب شاطرانہ ذہانت سے کام لیا ہے۔“

سب کا اصل سربراہ ڈاکٹر اینڈریو تھا لیکن اس کی اصل حیثیت کا علم  
صرف گریٹ مین کو ہی تھا اور ڈاکٹر اینڈریو سب کچھ گریٹ مین کے  
ذریعے ہی کراتا تھا۔ شوگرانی سائنسدان کے بیٹے شوکانی کے اغوا کا  
کیس گو جان وکٹر نے گریٹ مین کو دیا تھا لیکن گریٹ مین نے یہ  
کیس ڈاکٹر اینڈریو سے اجازت لینے کے بعد ہی لیا تھا۔ پھر ڈاکٹر اینڈریو  
نے اس سارے کھیل کا سیٹ اپ تیار کیا اور یہ بات بھی ڈاکٹر  
اینڈریو نے ہی گریٹ مین کو بتائی تھی کہ وہ اپنے کسی آدمی کے  
ذریعے تابوت جس میں شوکانی تھا اس کی کوٹھی پر بھجوا دے تاکہ وہ  
اسے نائٹ سی کلب کے جنرل مینجر رالف تک پہنچا دے۔ اس نے  
گریٹ مین کو بتایا تھا کہ شوکانی نائٹ سی کلب میں بحفاظت رہے گا  
اور کسی کو شک بھی نہ پڑے گا کہ وہ وہاں بھی ہو سکتا ہے۔ چنانچہ  
گریٹ مین نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور تمہیں یہ ذمہ داری  
سونپی۔ اس لئے کہ تم بہر حال تربیت یافتہ ہو لیکن جب تم نے اسے  
فون پر ڈاکٹر اینڈریو کی ہلاکت کی خبر دی تو گریٹ مین کا دل مسرت  
سے بھر گیا کیونکہ اب وہ ڈی چیف نہیں بلکہ سانگر کا اصل چیف بن  
گیا تھا۔ کسی کو یہ معلوم ہی نہ ہو سکتا تھا کہ اصل چیف ہلاک ہو گیا  
ہے۔ نجانے کس نے اور کیوں ڈاکٹر اینڈریو کو ہلاک کر دیا تھا۔  
بہر حال اس نے ڈاکٹر اینڈریو کی پلاننگ کے مطابق تمہیں تابوت  
سمیت نائٹ سی کلب بھجوا دیا اور تم وہاں تابوت رالف کے حوالے  
کر کے واپس آ گئے لیکن جب میں نے گریٹ مین سے اس رالف کا فون

کسی بھی عام سی عمارت پر نائٹ سی کلب کا نیون سائن لگوایا۔ اگر وہ زندہ رہتا تو وہ بھی تمہیں تابوت سمیت نائٹ سی کلب رالف کے پاس بھجواتا اور یہی بات اس نے گریٹ مین سے کر رکھی تھی اور جب تم وہاں تابوت پہنچا کر واپس چلے گئے تو یہ نیون سائن اتار لیا گیا۔ اس طرح نائٹ سی کلب ہمیشہ کے لئے غائب ہو گیا۔ زیادہ سے زیادہ تم سے پوچھا جاتا تو تم اسی کلب کا نام لیتے اور اگر گریٹ مین بھی کچھ بتانا چاہتا تو وہ بھی یہی کچھ بتا سکتا تھا۔..... عمران نے کہا۔

”اوہ، اوہ حیرت انگیز۔ اہتہائی حیرت انگیز۔ میں تو ایسا سوچ بھی نہ سکتا تھا۔..... براؤن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تم بتاؤ کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے یا تم زندہ رہنا چاہتے ہو۔..... عمران نے کہا۔

”مم، میں۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے مت مارو۔..... براؤن نے بے اختیار چیخ کر کہا۔

”تو اس کی ایک صورت ہو سکتی ہے کہ تم ہمارے ساتھ مکمل تعاون کرو۔..... اس آدمی عمران نے کہا۔

”میں ہر تعاون کروں گا۔ ویسے بھی سانگر ختم ہو گئی ہے۔ اب مجھے اس سے کیا ملنا ہے۔..... براؤن نے کہا۔

”سوچ لو۔ اگر تم نے کوئی چالاکی دکھانے کی کوشش کی تو پھر تمہارا انجام اہتہائی عبرتاک بھی ہو سکتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”مم، میں۔ میں تعاون کروں گا۔ تم یقین رکھو۔ میں تعاون کروں

گا۔..... براؤن نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔

”تمہارا تعاون یہ ہو گا کہ تم ہمارے ساتھ شہر میں گھومو اور میں عمارت کی نشاندہی کرو۔..... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں یہ کام آسانی سے کر سکتا ہوں۔..... براؤن نے کہا۔

”ادکے۔..... عمران نے کہا اور آگے بڑھ کر وہ براؤن کے قریب آ گیا۔ براؤن نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا کیونکہ اسے یقین آ گیا تھا کہ وہ اس کی رمیاں کھولنے والا ہے لیکن دوسرے لمحے اس

آدمی عمران کا بازو گھومتا نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی اس کی کھینچ پر جیسے قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کے ذہن پر یکنخت سیاہ پردہ سا پھیر چڑ گیا۔ شاید موت کا پردہ تھا۔



عمران کے چہرے پر سنجیدگی کے ساتھ ساتھ غور و فکر کے آثار واضح طور پر نمایاں تھے۔ وہ اس وقت جوانا کے ساتھ لو پاک کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھے۔ یہ رہائش گاہ جس میں ایک نئی کار بھی موجود تھی اس نے ایک پراپرٹی ایجنٹ کے ذریعے کیش سیکورٹی دے کر حاصل کی تھی۔ راتھ جریرے سے وہ راتھ سے ہی حاصل کردہ لانچ کے ذریعے آسانی سے لو پاک پہنچ گئے تھے۔ ٹائیگر شدید زخمی تھا اور اس سے تیز نقل و حرکت نہ ہو سکتی تھی اور عمران اسے یہاں کسی ہسپتال میں داخل نہیں کرانا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سانگر کے جہیزہ راتھ کی اطلاع لا مجالہ بلیک شیڈ کے جان دکڑ تک پہنچ جائے گی اور وہ یقیناً کسی بھی تنظیم کے ذریعے یہاں ان کی چیکنگ کرائے گا اور قاہر ہے ٹائیگر ان کی نظروں میں آجاتا تو خود ٹائیگر کے لئے اپنی حفاظت کرنا ناممکن ہو جاتا۔ اس لئے اس نے ٹائیگر کو واپس پاکیشیا

بجھوایا تھا اور اس کی دیکھ بھال اور مدد کے لئے اس نے جوزف کو بھی ساتھ ہی واپس بجھوایا تھا اور جوزف کو کہہ دیا تھا کہ وہ ٹائیگر کو ہسپتال میں داخل کرادے۔ ان دونوں کے واپس جانے کے بعد اس کے ساتھ صرف جوانا رہ گیا تھا۔ براؤن کو بھی عمران اپنے ساتھ لو پاک لے آیا تھا تا کہ وہ اس عمارت کی نشاندہی کر سکے جہاں اس نے شوکانی کو پہنچایا تھا اور براؤن نے وہ عمارت بھی ٹریس کر لی تھی۔ عمران کو اس پر یقین آگیا تھا کہ جریرے میں رسیوں سے بندھے ہوئے براؤن نے عمارت کا جو بیرونی نقشہ بتایا تھا وہ ہو، ہو اس عمارت کا تھا لیکن اس عمارت میں ایک ہوٹل کھلا ہوا تھا اور عمران نے جب اس سلسلے میں مزید انکوائری کی تو اسے بتایا گیا کہ یہ عمارت ڈاکٹر اینڈریو کی ملکیت تھی اور اس کی زندگی میں خالی رہتی تھی۔ کبھی کبھار ڈاکٹر اینڈریو یہاں کوئی فنکشن کرتا تھا لیکن اس کے علاوہ یہ بند اور خالی رہتی تھی۔ ڈاکٹر اینڈریو کی ہلاکت کے بعد اس کی تمام جائیداد اس کی بیٹی جو واشنگٹن میں رہتی تھی کو مل گئی اور اس نے لو پاک کر اپنے باپ کی ساری جائیدادیں فروخت کر دی اور واپس واشنگٹن چلے گئی۔ نئے خریدار نے اسے خرید کر سٹوڈنٹ ہوٹل بنا دیا تھا۔ اس کے باوجود عمران اس عمارت کی پوری چیکنگ کر چکا تھا لیکن اس نے کوئی تہہ خانہ یا کوئی خفیہ کمرہ موجود نہ تھا۔ عمران نے اس کے بعد براؤن کو کچھ رقم دے کر لو پاک سے بجھوایا تھا اور براؤن بھی واشنگٹن چلا گیا تھا۔ اب یہاں لو پاک میں عمران اور جوانا رہ گئے تھے۔

عمران اور جوانا نے پورے لو پاک شہر اور اس کے مضافاتی علاقے چھان مارے تھے کہ شاید اس بیرونی منظر کی حامل کوئی اور عمارت بھی ہو لیکن ایسی کوئی عمارت انہیں نظر نہیں آئی۔ عمران نے یہاں کے ایسے بوڑھے لوگوں کو بھی ٹٹولا تھا جن کی ساری زندگی ہوٹلوں اور کلبوں میں گزری تھی لیکن کسی نے آج تک نائٹ سی کلب کا نام تک نہ سنا تھا۔ کلبوں اور ہوٹلوں کے بوڑھے ویٹرز کے ساتھ ساتھ اس نے پولیس ریکارڈ، کارپوریشن ریکارڈ اور نجانی کون کون سے ریکارڈ چیک کرائے تھے لیکن نائٹ سی کلب کا نام و نشان کہیں سے بھی نہ مل سکا تھا اور عمران یہ بٹھا سوچ رہا تھا کہ اس بار واقعی ناکامی نے اسے گھیر لیا ہے۔ وہ سانگر کا تو خاتمہ کر چکا تھا لیکن اس کا مشن مکمل نہ ہو رہا تھا۔ اسے سرد اور کا خیال تھا کہ جب وہ انہیں اپنی ناکامی کے بارے میں بتائے گا تو اس کے بارے میں وہ کیا سوچیں گے۔

”ماسٹر، میرا خیال ہے کہ آپ زندگی میں پہلی بار ناامید ہو گئے ہیں..... خاموش بیٹھے ہوئے جوانا نے اچانک کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”ناامید کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے جوانا۔ میں تو مسلسل یہ سوچ رہا ہوں کہ ہر مشکل کا کوئی نہ کوئی حل بہر حال ہوتا ہے اور ہر دیوار میں ہی راستہ موجود ہوتا ہے۔ لیکن اس بار نہ ہی وہ حل سامنے آ رہا ہے اور نہ ہی راستہ۔ لیکن بہر حال ایسا ہو گا ضرور۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر، فرض کریں اگر وہ شوگرانی سائنسدان یہ فارمولا واقعی مجرموں کے حوالے کرنا چاہیں تو کس کے حوالے کریں گے۔ سانگر تو ختم ہو گئی ہے..... جوانا نے کہا۔

”ظاہر ہے بلیک شیڈ کا چیف اسے وصول کرے گا۔ اسے بھی اطلاع مل چکی ہوگی کہ سانگر ختم ہو چکی ہے۔ ویسے بھی سانگر کے مشن کے پیچھے بلیک شیڈ ہی تھی..... عمران نے کہا۔

”لیکن فارمولے کے عوض جب اسے شوکانی کو دینا ہو گا تو پھر وہ اسے کہاں سے لے آئے گا ماسٹر..... جوانا نے کہا۔

”ظاہر ہے وہ نہیں لاسکے گا۔ کیونکہ مجھے یقین ہے کہ جان وکٹر کا لنک گریٹ مین کے ساتھ تھا ڈاکٹر اینڈریو کے ساتھ نہیں تھا۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر، ہمیں واشنگٹن جا کر ڈاکٹر اینڈریو کی بیٹی سے معلوم کرنا چاہیے۔ وہ یہاں سے اپنے باپ کا سامان لے گئی ہوگی۔ شاید اس میں سے کوئی ایسا کلیو مل جائے جس سے ہم شوکانی کو تلاش کر سکیں.....“ جوانا نے کہا۔

”یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ واشنگٹن میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے فارن ایجنٹ نے میری درخواست پر ڈاکٹر اینڈریو کی بیٹی سے ملاقات کی ہے اور اس نے بتایا کہ ڈاکٹر کا ذاتی سامان سوائے کتابوں کے اور کچھ نہ تھا اور وہ ان کتابوں کو وہیں چھوڑ آئی تھی۔ ویسے بھی ہمیں کتابوں میں سے کیا مل سکتا ہے.....“ عمران نے جواب دیا۔

”ماسٹر، ہم نائٹ سی کلب کو ٹریس کرتے رہے ہیں۔ ہمیں اس رالف کو تلاش کرنا چاہیے جس نے شوکانی کو وصول کیا تھا۔“ جوانا نے کہا۔

”یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ براؤن سے میں نے رالف کا حلیہ اور قد و قامت کی تفصیل معلوم کر لی تھی۔ اس کے بعد یہاں ایک پارٹی نے اسے تلاش کیا ہے لیکن اس قد و قامت کے ہزاروں نہیں تو سینکڑوں آدمی مل سکتے ہیں لیکن اس حلیے کا کوئی آدمی ٹریس نہیں ہو سکا۔ شاید وہ آدمی میک اپ میں تھا۔“..... عمران نے جواب دیا تو جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”پھر تو موائے اس کے اب اور کیا ہو سکتا ہے ماسٹر کہ ہم واپس چلے جائیں۔“..... جوانا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ابھی تم مجھے ناامید کہہ رہے تھے اور اب خود ناامید ہو چکے ہو۔“..... عمران نے کہا۔

”اور ہو بھی کیا سکتا ہے ماسٹر۔“..... جوانا نے ہونٹ بیچتے ہوئے جواب دیا۔

”بہت کچھ ہو سکتا ہے۔“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ گو اس نے یہ بات تو کہہ دی تھی لیکن حقیقت یہی تھی کہ اسے خود بھی کوئی راستہ نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ عجیب سی بے چینی محسوس کر رہا تھا۔ ایسی بے چینی جس کا اسے پہلے کبھی تجربہ نہ ہوا تھا۔ شاید بے چینی اس لئے تھی کہ اس سے پہلے کبھی اس کے ساتھ ایسا نہیں ہوا تھا

کہ اسے آگے بڑھنے کا ہر راستہ بند ملا ہو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے ایک طویل سانس لے کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”کیا ہوا ماسٹر۔“..... جوانا نے چونک کر کہا۔

”اماں بی کا کہنا ہے کہ جب انسان اپنی تمام کوششوں میں ناکام ہو جائے تو پھر اسے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہیے۔ یقیناً راستہ مل جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہے۔ صرف انسان بے بس اور مجبور ہے اور میں نے اپنے طور پر تمام کوششیں کر لی ہیں۔ اس لئے اب اماں بی کے مطابق میں اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنے جا رہا ہوں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تحقیق در بعد وضو کر لینے کے بعد وہ قالین پر ہی سجدے میں گر گیا اور گنگوڑ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگا۔ کافی دیر تک وہ سجدے میں رہا دعائیں مانگتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا رہا۔ پھر اچانک اسے محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کی بے چینی کو یقین سکون دیا۔ زمین میں بدل دیا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر اٹھایا اور سجدہ ختم کر دیا۔ اس کے چہرے پر گہرا اطمینان موجود تھا۔ اس نے سجدہ ختم کیا۔ پھر اٹھ کر واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جوانا خود سوشل ہو گیا تھا۔

”کیا ہوا ماسٹر۔ کوئی راستہ ملا۔“..... جوانا نے کہا۔

”ہاں، اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ وہ واقعی بہت بخشنے والا ہے۔“

رحیم و کریم ہے۔ اس کے سامنے خلوص کے ساتھ دامن پھیلانے والا کبھی خالی ہاتھ نہیں رہتا..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا راستہ ہے..... جو انا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ابھی مجھے نہیں معلوم۔ لیکن مجھ پر اطمینان و سکون کی بارش ہوئی ہے اور یہی اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعائیں قبول کر لی ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی کوئی نہ کوئی راستہ بھی سامنے آ جائے گا.....“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس مائیکل بول رہا ہوں.....“ عمران نے اپنے نئے نام اور بدلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”مسٹر مائیکل۔ میں براؤن بول رہا ہوں واشنگٹن سے۔“ دوسری طرف سے براؤن کی آواز سنائی دی تو عمران چونک پڑا۔

”کوئی خاص بات۔ جو فون کیا ہے.....“ عمران نے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ چونکہ براؤن یہاں رہ چکا تھا اس لئے اسے یہاں کے فون نمبر معلوم تھے۔

”مسٹر مائیکل۔ آپ نے جس طرح اپنے وعدے کے مطابق مجھے زندہ چھوڑ دیا اور پھر مجھے خاصی بھاری رقم دے کر واشنگٹن بھجوا دیا۔ اس سے میرے دل پر آپ کی عظمت کا نقش بے حد گہرا پڑا ہے۔ میں یہاں واشنگٹن آکر بھی نائٹ سی کلب اور رالف کے بارے میں مسلسل سوچتا رہا ہوں لیکن کوئی نئی بات سمجھ میں نہ آرہی تھی لیکن

جب سے تھوڑی دیر پہلے اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بجلی کے گوندے کی طرح آیا ہے۔ مجھے یاد آگیا ہے کہ جس رالف نے تابوت مجھ سے حاصل کیا تھا اس کے بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ یہ بات میرے ذہن سے بالکل ہی نکل گئی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ مجھے یہ بھی یاد آگیا ہے کہ ایک بار حیف گرہٹ مین نے مجھے مسرت بھرے لہجے میں بتایا تھا کہ لو پاک کا سب سے خطرناک گینگسٹر سانگر میر شامل ہو گیا ہے اور داخل جزیرے پر مجھ سے ملنے آ رہا ہے۔ میں گرہٹ مین کے ساتھ داخل جزیرے پر گیا تھا۔ وہاں یہ گینگسٹر اپنے چہرے ساتھیوں سمیت آیا تھا۔ اس کا نام سلوان تھا اور مسٹر مائیکل اس سلوان کی بھی بائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں تھیں۔ اس کا قد و قامت بھی وہی تھا جو رالف کا تھا البتہ اس کا چہرہ اور خدو خال دوسرے تھے۔ جیسے ہی مجھے یہ خیال آیا تو میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں شاید آپ کا کام ہو جائے..... دوسری طرف سے براؤن نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

”اس کا کوئی اور اتا پتہ.....“ عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”جی نہیں۔ اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہے۔“ براؤن نے جواب دیا۔

”بے حد شکریہ براؤن۔ یہ سب کچھ بتا رہا ہے کہ جہارا خیمہ برعہ نہیں ہوا ابھی زندہ ہے۔ کوشش کر کے جرائم کی دنیا سے بچ جاؤ.....“ عمران نے کہا۔

”میں نے بھی یہی سوچا ہے مسٹر مائیکل۔ آپ نے جس انداز میں اپنے وعدے کی پابندی کی ہے اس نے مجھے بے حد متاثر کیا ہے۔ اس لئے میں اب جرائم کے قریب بھی نہیں جاؤں گا“..... براؤن نے کہا۔  
 ”اوکے۔ دوش یو گڈ لک“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔  
 ”بلیو مون کلب“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”کارل سے بات کراؤ۔ میں مائیکل بول رہا ہوں۔ لارڈ مائیکل“..... عمران نے کہا۔

”لیس سر۔ ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 ”ہیلو، کارل بول رہا ہوں“..... چند لمحوں بعد ایک مروانہ آواز سنائی دی۔ یہ وہی آدمی تھا جس کے ذریعے عمران نے لوپاک میں رالف کے بارے میں انکوائری کرائی تھی اور اسے اس کے عوض بھاری رقم ادا کی تھی۔

”مائیکل بول رہا ہوں لارڈ مائیکل“..... عمران نے کہا۔  
 ”لیس لارڈ۔ فرمائیے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہمیں اطلاع ملی ہے کہ یہاں ایک صاحب ہیں سلوان۔ لوپاک کے بڑے آدمی ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں“..... عمران نے دانستہ سلوان کو گینگسٹر کہنے کی بجائے بڑا آدمی کہا تھا کیونکہ کارل بھی اسی

لائن کا آدمی تھا۔

”لیس لارڈ مائیکل۔ وہ تو لوپاک کے کنگ ہیں۔ لیکن وہ تو بے حد خفیہ رہتے ہیں۔ آپ تک کیسے ان کے بارے میں اطلاع پہنچ گئی ہے“۔ کارل نے کہا۔

”ادہ، پھر تو وہ ہمارے ڈھب کے آدمی ہیں۔ کیا ان سے ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے“..... عمران نے کہا۔

”موری لارڈ مائیکل۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ کسی سے نہیں ملتے“..... کارل نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو فون پر تو ملاقات ہو سکتی ہوگی“..... عمران نے کہا۔  
 ”ہاں شاید۔ مگر.....“ کارل نے قدرے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 ”دیکھو مسٹر کارل۔ میں نے آپ کو مسٹر رالف کی تلاش کے لئے بھاری رقم دی جبکہ آپ مسٹر رالف کو تلاش نہیں کر سکے۔ اس کے باوجود میں نے آپ سے رقم کی واپسی کا مطالبہ نہیں کیا۔ اس لئے اب آپ صرف سلوان کا فون نمبر بتانے کا کوئی معاوضہ کلیم نہیں کریں گے“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”ادہ اچھا۔ ٹھیک ہے لارڈ فون نمبر نوٹ کر لیں۔“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر فون نمبر بتا دیا گیا۔

”کیا اس نمبر پر ان سے براہ راست بات ہو سکتی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”ان کی سیکرٹری بات کرے گی۔ اب یہ آپ کی قسمت کہ آپ کی

”جہاری گردن تک پہنچ چکے ہوتے“..... دوسری طرف سے اہتہائی  
سخت اور تحقیر آمیز لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا  
”چلو یہ تو ملے ہو گیا کہ کنگ سلوان واقعی کوئی آدمی ہے اور یہ  
فون نمبر بھی اسی کا ہے“..... عمران نے کریڈل دباتے ہوئے مسکرا  
کر کہا۔

”کیا ہوا ماسٹر۔ کون ہے یہ کنگ سلوان“..... جو انا نے پوچھا جو  
اب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ پہلے براؤن سے اور پھر کارل سے  
بات کرتے ہوئے عمران نے لاؤڈر کا بٹن پریس نہیں کیا تھا۔  
”اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کر دی ہے اور اس نے ایک راستہ دکھا  
دیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی براؤن کی  
بتائی ہوئی تفصیل دی۔

”ادہ، واقعی ماسٹر۔ یہ تو کمال ہو گیا ہے ورنہ ہم تو ٹکریں مار کر رہ  
گئے تھے“..... جو انا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں، اماں بی کا کہنا درست ہے۔ جب انسان اپنی کوششوں میں  
ناکام ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرنا چاہیے۔ وہ بڑا کارساز  
ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس  
نے کریڈل کو چھوڑا اور انکوٹری کے نمبر پریس کر دیئے۔

”انکوٹری پلیز“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی  
دی۔

”چیف پولیس کشنر سٹاف آفس سے اسسٹنٹ پولیس کشنر۔

بات براہ راست کنگ سلوان سے ہو سکتی ہے یا نہیں“..... کارل  
نے کہا۔

”یہ فون نمبر کہاں نصب ہے“..... عمران نے پوچھا۔  
”یہ کسی کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اسی لئے تو میں نے کہا تھا کہ  
کنگ خفیہ رہتے ہیں۔ صرف ان کا حکم اور نام چلتا ہے“..... دوسری  
طرف سے کہا گیا۔

”نمبر واقعی یہی ہے یا نمبر بھی مشکوک ہے“..... عمران نے کہا۔  
”نہیں، یہی نمبر ہے۔ اس نمبر پر وہ اپنے آدمیوں سے بات کرتا ہے  
لیکن صرف اپنے آدمیوں سے ورنہ بات کرنے سے ہی انکار کر دیتا  
ہے۔“ کارل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے لہجے سے ہی عمران  
سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

”اوکے، شکریہ“..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے  
ٹون آنے پر وہی نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیس“..... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت اور سرد  
تھا۔

”میں لارڈ مائیکل بول رہا ہوں۔ کنگ سلوان سے بات کراؤ۔“  
عمران نے بھی لہجے کو بھاری، سرد اور سخت بناتے ہوئے کہا۔

”تم محض ایک معمولی سے لارڈ ہو گے جبکہ وہ کنگ سلوان ہے۔  
سمجھے اور اب فون نہ کرنا۔ چونکہ تم نے پہلی بار فون کیا ہے اس لئے  
تمہیں صرف وارننگ دی جا رہی ہے ورنہ اب تک کنگ کے جلا



لائل بول رہا ہوں۔..... عمران نے بھاری اور سخت لہجے میں کہا۔  
 "یس سر۔ حکم سر۔..... دوسری طرف سے قدرے بو کھلائے  
 ہوئے لہجے میں کہا گیا۔ کیونکہ لو پاک میں اسسٹنٹ پولیس کشنر اسٹا  
 بڑا عہدہ تھا کہ اس کا نام سن کر ہی لوگ خوف کھا جاتے تھے۔

"اہتائی اہم سرکاری معاملہ ہے۔ میں آپ کو ایک نمبر بتا رہا  
 ہوں۔ آپ نے درست طور پر بتانا ہے کہ یہ نمبر کہاں نصب ہے۔  
 پوری طرح چیک کر کے بتانا کیونکہ یہ اہم ترین سرکاری معاملہ ہے۔  
 عمران نے پہلے سے زیادہ بھاری لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ بتائیں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے  
 کارل کا بتایا ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"یس سر۔ میں چیک کرتی ہوں۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔  
 "نمبر دوبارہ دوہراؤ۔..... عمران نے کہا تو لڑکی نے عمران کا بتایا  
 ہوا نمبر دوہرا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اہتائی حاضر دماغی سے اسے چیک کرنا۔  
 تمہاری معمولی سی غلطی اہتائی بھیانک نتائج نکال سکتی ہے۔ عمران  
 نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی  
 طاری ہو گئی۔

"ہیلو سر۔..... تھوڑی دیر بعد لڑکی آواز سنائی دی۔

"یس۔..... عمران نے جواب دیا۔

"سر، یہ نمبر کلیو لینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک میں نصب  
 ہے اور ڈاکٹر ہیری کے نام پر ہے۔..... لڑکی نے جواب دیتے ہوئے  
 لہجہ کیا۔

"اچھی طرح چیک کر لیا ہے۔ کوئی غلطی نہیں ہوئی چلے۔"  
 عمران نے کہا۔

"کوئی غلطی نہیں ہے سر۔ میں نے چار بار چیک کیا ہے۔  
 دوسری طرف سے اس بار با اعتماد لہجے میں کہا گیا۔

"اب یہ کہنے کی تو ضرورت نہیں کہ یہ سرکاری راز ہے۔" عمران  
 نے سرد لہجے میں کہا۔

"میں سمجھتی ہوں سر۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ادکے۔..... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"چلو اٹھو جو انا۔ اب اس سلوان سے بھی دو دو ہاتھ کر لیں۔"  
 عمران نے کہا تو جو انا اثبات میں سر ملاتا ہوا ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا  
 ہوا۔

ہو۔..... جان دکنر نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسے  
آدمی کے بات کرنے کے انداز پر غصہ آگیا تھا۔

مجھے معلوم ہے کہ آپ ایک بڑی سرکاری انجینی کے چیف ہیں  
آپ کا دوست گریٹ مین سانگر کا چیف تھا..... دوسری طرف  
ٹک سلوان نے کہا تو جان دکنر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

تو کیا مطلب ہوا..... جان دکنر نے بے ساختہ کہا۔

میں نے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہے اور آپ سن لیں کہ سانگر کا

چیف ڈاکٹر اینڈریو تھا جبکہ گریٹ مین صرف چیف تھا لیکن

اینڈریو نے اسے آل ان آل ظاہر کیا ہوا تھا جبکہ تمام کنٹرول

تحقیقت ڈاکٹر اینڈریو کے ہاتھ میں تھا۔ گریٹ مین صرف ڈی

تیب تھا اور ڈاکٹر اینڈریو کا دست راست تھا۔ ڈاکٹر اینڈریو اتہائی

آدمی تھا۔ آپ نے جب سانگر مافیا کو شوگر ان کے ساتسدان

بیٹے ڈاکٹر شوکانی کو اغوا کر کے اس کے بدلے میں فارمولا حاصل

کرنے کا مشن دیا تو گریٹ مین نے ڈاکٹر اینڈریو کی اجازت سے اس

کو بھری۔ پھر ڈاکٹر اینڈریو نے خود تمام انتظامات کئے۔ ڈاکٹر

اینڈریو کو معلوم تھا کہ شوگر انی لیبجنت لامحالہ اغوا کنندہ کو واپس

میں کرنے کی کوشش کریں گے۔ ان کا راستہ روکنے کے لئے ڈاکٹر

اینڈریو نے ایک پلان ترتیب دیا۔ انہوں نے میرا نام رالف رکھا اور

مجھے ایک خالی کوٹھی پر نائٹ سی کلب کا نیون سائن بورڈ لگانے کا حکم

دیا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ جو کوئی بھی اغوا کنندہ کو لے کر میرے پاس

بلیک شیڈ کا چیف جان دکنر اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائن  
مطالعہ میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی  
اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس..... جان دکنر نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔

”لو پاک سے کنگ سلوان آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔  
دوسری طرف سے اس کے پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔  
اور جان دکنر بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ اچھا۔ کراؤ بات..... جان دکنر نے کہا۔

”ہیلو۔ کنگ سلوان بول رہا ہوں چیف آف سانگر.....  
لہجوں بعد دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور جان دکنر  
بے اختیار اچھل پڑا۔

”چیف آف سانگر۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا۔ کون ہو تم اور۔

آئے گا۔ میں اس پر یہی ظاہر کروں گا کہ میرا نام رالف ہے اور میں نائٹ سی کلب کا جنرل مینجر اور مالک ہوں۔ انہوں نے میرے چہرے پر ایک مختلف میک اپ بھی کر دیا تھا۔ ڈاکٹر اینڈریو نے مغوی کو یہاں لانے کے جو انتظامات کئے تھے ان کے مطابق مغوی کو بے ہوش کر کے اور مردہ ظاہر کر کے تابوت میں یہاں لانا تھا۔ سناچہ ایسا ہی ہوا اور وہ تابوت میرے پاس اس عمارت میں لایا گیا۔ میں نے بطور رالف اسے وصول کیا۔ پھر میں نے ڈاکٹر اینڈریو کے حکم پر وہ نیون سائن ہٹا دیا۔ عمارت خالی کر دی اور میں نے اپنا میک اپ بھی واش کر دیا اور اپنے خفیہ اڈے پر منتقل ہو گیا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر اینڈریو کو اس کے ایک محافظ نے رات کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح گریٹ مین ڈمی چیف کی بجائے اصل چیف بن گیا لیکن مغوی پھر بھی میرے پاس رہا۔ اس کے بعد اچانک مجھے اطلاع ملی کہ سانگر کا ہیڈ کوارٹر راتھ جہیزہ یکتا انتہائی خوفناک دھماکوں سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور گریٹ مین سمیت وہاں موجود ہر آدمی ہلاک ہو گیا ہے۔ وہاں سانگر کے منشیات کے بڑے بڑے سٹور تھے وہ سب سٹور بھی تباہ ہو گئے ہیں اور منشیات سمندر میں غرق ہو کر بے کار ہو گئی ہے۔ جو بھی وہ حکومت نے ضبط کر لی اور یقیناً یہ تباہی شوگرانی ایجنٹوں نے ہی مچائی ہوگی اور وہ یقیناً مغوی کو واپس لے جانے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہوں گے۔ لیکن ظاہر ہے جب گریٹ مین کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ مغوی کہاں ہے تو وہ کسی کو کیا بتا سکتا تھا۔

بہر حال گریٹ مین کی ہلاکت کے بعد اب سانگر کا چیف میں ہوں اور میں نے آپ کو فون اس لئے کیا ہے کہ آپ کو اطلاع دے دوں کہ مغوی میرے پاس ہے اور اب شوگرانی سائنسدان سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل ملاقات کے لئے ملے ہیں۔ البتہ جب آپ کہیں گے تو میں مغوی کو چھینے دوں گا یا آپ کے کہنے پر اسے ہلاک کر دوں گا۔ جیسے آپ کہیں۔ یہ بات آپ کو مجھے چیف تسلیم کرنا ہوگا..... کنگ سلوان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا اور جان وکٹر کی حالت دیکھنے والی ہو رہی تھی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کوئی الف لیوی کہانی سن رہا ہو۔

"اوہ، اوہ تو یہ بات ہے۔ مجھے سانگر کے اندرونی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ گریٹ مین میرا دوست تھا اور پھر مجھے سانگر کی طاقت اور اس کے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں بھی بخوبی معلوم تھا۔ میں نے انہوں نے حکومت سے خصوصی سفارش کر کے یہ مشن سانگر کو دلویا تھا۔ اب تم چیف ہو تو ٹھیک ہے۔ تم یہ کام کرو۔ حکومت سے سانگر کو جو معاوضہ دیا جانا تھا اس کا نصف تو گریٹ مین سے وصول کر چکا ہے باقی نصف تمہیں دیا جائے گا..... جان وکٹر نے جواب دیا۔

"مجھے معاوضے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ معاوضہ میری طرف سے آپ رکھ لیں۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میری ذمہ داری صرف یہ ہے کہ آپ سانگر کی سرپرستی کرتے رہیں..... کنگ سلوان نے کہا۔

دبنت لاکھ ٹکریں مار لیں۔ یہ کسی صورت مغوی تک نہیں پہنچ سکیں گے اور۔ یہی ہماری اصل کامیابی ہوگی۔..... جان دکڑنے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اس لئے اطمینان کے تاثرات تھے کہ گریٹ سین کی ہلاکت اور سانگر کے ہیڈ کوارٹر کی تباہی کے باوجود اصل مشن ان کے حق میں ہی تھا۔

”ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہوگا بے فکر رہو۔ لیکن وہ لوگ اب کہاں ہیں جنہوں نے جریرے راتھ پر سانگر کے ہیڈ کو ادھر کو تباہ کیا ہے۔“

جان وکٹر نے کہا۔

”ان کے بارے میں ابھی تک کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ بہر حال وہ شوگرانی لیجنٹ ہی ہوں گے لیکن وہ مجھ تک کسی صورت نہیں پہنچ سکتے اور یہی ہمارا پلس پوائنٹ ہے“..... کنگ سلوان نے کہا۔

”ہاں، لیکن یہ سن لو کہ یہ شوگرانی لہجنت نہیں ہیں۔ اس شوکانی کو برآمد کرنے کے لئے پاکیشیائی لہجنت لو پاک میں کام کر رہے ہیں۔ یہ ہیز کو ارٹر بھی یقیناً انہوں نے ہی تباہ کیا ہو گا لیکن جو کچھ تم نے بتایا ہے اس کے بعد میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ وہ لوگ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیں۔ وہ تم تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب میں شوگرانی سائنسدان سے فوری رابطہ کروں گا پھر تمہیں حتمی اطلاع دوں گا۔ تمہارا فون نمبر کیا ہے“..... جان وکٹر نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر بتا دیا گیا۔

”ٹھیک ہے..... جان وکٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے سامنے موجود کاغذ پر فون نمبر لکھا اور انٹرکام کارسیور اٹھا کر اس نے یہ نمبر اور کنگ سلوان کا نام اپنے پی اے کو لکھوا دیا تھا تاکہ وہ اس کے حکم پر اس کا کنگ سلوان سے رابطہ کر سکے۔

”یہ پاکیشیائی بہجنت واقعی بے حد خطرناک ہیں۔ جس طرح اس ڈاکٹر اینڈریو نے پلاننگ کی وہ واقعی لاجواب ہے۔ اب یہ پاکیشیائی

”یہاں رہتا ہے یہ کنگ سلوان“..... جو انا نے ایسے لہجے میں کہا جسے اسے یقین نہ آ رہا ہو۔

”پرانے دور کے کنگ محلوں میں رہا کرتے تھے۔ موجودہ دور کے کنگز کو ایسے ہی نوئے پھوٹے مکانوں پر ہی اکتفا کرنا پڑتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جو انا بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران نے ایک چکر لگایا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ایک پار کنگ میں جا کر رک گئی۔ وہاں چار کاریں پہلے سے ہی موجود تھیں۔ عمران اور جو انا نیچے اترے اور پھر کار لاک کر کے وہ واپس اپنی مطلوبہ کوٹھی کی طرف بڑھ گئے۔

”یہ کنگ سلوان کا مرکز ہے تو لازماً یہاں خفیہ حفاظتی انتظامات ہوں گے“..... عمران نے کہا۔

”ہوتے رہیں ماسٹر۔ ہم نے بہر حال اندر تو جانا ہے“..... جو انا نے کہا۔

”ہم عقبی طرف سے جائیں گے اور گٹر کے رستے“..... عمران نے کہا اور سائیڈ سڑک پر مڑ گیا۔ جو انا اس کے پیچھے تھا۔ کوٹھی کے عقب میں بھی سڑک تھی اور پھر جیسے ہی وہ کوٹھی کے عقب میں پہنچے عمران کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھرائے کیونکہ عقبی طرف دیوار کے ساتھ ہی ایک پرانا درخت موجود تھا جس کی شاخیں کوٹھی کی اونچی دیوار پر اندر کو پھیلی ہوئی تھیں۔

”میں اندر جا کر عقبی دروازہ کھولتا ہوا ماسٹر“..... جو انا نے کہا۔

کار تیزی سے لو پاک کے مضافات میں واقعی کلیولینڈ کالونی میں داخل ہوئی۔ یہ خاصی قدیم کالونی تھی کیونکہ یہاں موجود کوٹھیوں کے ڈیزائن اور ان کا طرز تعمیر دیکھنے سے ہی یہ خاصی پرانی لگتی تھیں۔ البتہ سڑکیں خاصی فراخ اور بہتر حالت میں تھیں۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر جو انا تھا۔ عمران نے اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہونے سے قبل لو پاک کے تفصیلی نقشے کا اچھی طرح جائزہ لے لیا تھا اس لئے وہ اطمینان سے ڈرائیونگ کرتا ہوا یہاں پہنچ گیا تھا۔ کنگ سلوان کے فون کی تنصیب کی جگہ کلیولینڈ کالونی کی کوٹھی نمبر ایک سو ایک بتائی گئی تھی۔ اس لئے عمران اصرار کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے مطلوبہ کوٹھی کو ٹریس کر لیا۔ یہ خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ گیٹ کے ستون پر نیم پلیٹ بھی موجود تھی لیکن اس پر لکھے ہوئے حروف ابتدا و زمانہ کی وجہ سے مٹ چکے تھے۔

مسلسل بے معنی انداز میں بڑبڑا رہا تھا۔ اس کی بڑبڑاہٹ بتا رہی تھی کہ وہ نشے میں دھت پڑا ہوا ہے۔ عمران نے جو انا کو سرگوشی میں پوری کوٹھی کی چیکنگ کے لئے کہا تو جو انا سر ملاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ عمران اس کمرے میں داخل ہوا تو اس وقت تک اس آدمی کی بڑبڑاہٹ بند ہو چکی تھی۔ اس کی مشین گن بیڈ کے ساتھ ہی رکھی ہوئی تھی اور وہ آدمی اپنے لباس اور انداز سے کوٹھی کا چوکیدار لگتا تھا۔ کمرہ بھی سادہ سا تھا۔ اس میں ایک بیڈ اور ایک صوفہ سیٹ پڑا ہوا تھا اور ایک سائیڈ پرریک تھا۔ جس میں سستی شراب کی بوتلیں کافی تعداد میں موجود تھیں۔ عمران خاموش کھڑا ہوا تھا۔ اسے جو انا کا انتظار تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جو انا واپس آگیا۔ اس نے اس انداز میں سر ہلایا۔ جس سے عمران سمجھ گیا کہ کوٹھی میں اس چوکیدار کے علاوہ اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔

”رسی تلاش کر کے لے آؤ اسے باندھنا ہوگا“..... عمران نے کہا تو جو انا سر ملاتا ہوا مڑا اور ایک بار پھر کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے ہونٹ پیچھے ہونے تھے۔ اسے دراصل پوجنیشن کی سمجھ نہ آرہی تھی کیونکہ انکو آری آپریشن نے جس انداز میں یہاں کی نشاندہی کی تھی اس سے لگتا تھا کہ وہ درست کہہ رہی ہے لیکن یہاں کوٹھی خالی پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جو انا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں رسی کا ایک بندل موجود تھا۔ پھر عمران اور جو انا نے مل کر اس چوکیدار کو اٹھا کر ایک کرسی پر بٹھایا اور رسی سے باندھ دیا۔ چوکیدار کی گردن ڈھکی

”نہیں، تم یہیں رکو گے اور خیال رکھو گے۔ میں اندر جا کر دروازہ کھولوں گا“..... عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نظر ادھر ادھر دیکھا اور دوسرے لمحے وہ کسی بندر کی سی پھرتی سے درخت کے تنے پر پیر رکھتا ہوا اوپر چڑھتا چلا گیا۔ پھر اوپر پہنچ کر اس نے پیراٹروپنگ کے انداز میں اندر چھلانگ لگا دی اور جیسے ہی اس کے پیر زمین سے لگے وہ چند قدم مخصوص انداز میں دوڑنے کے بعد رک گیا۔ اس کے گرنے سے جو دھماکہ ہوا تھا وہ خاصا زوردار تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے ایک جھاڑی کی اوٹ میں ہو گیا لیکن جب کچھ دیر تک اس دھماکے کا کوئی رد عمل ظاہر نہ ہوا تو عمران جھاڑی کی اوٹ سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دیوار کے کونے میں موجود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو جو انا بھی چند لمحوں بعد اندر آگیا۔ عمران نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر وہ دونوں محتاط قدموں سے چلتے ہوئے سائیڈ کی چوڑی گلی سے ہو کر فرنٹ سائیڈ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ فرنٹ پر کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ کوٹھی پر اس طرح کی خاموشی طاری تھی کہ جیسے کوٹھی خالی ہو لیکن تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے کے کھلے دروازے کے قریب رک گئے۔ اندر سے ایک آدمی کے بڑبڑانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران نے سر آگے کر کے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ کمرے کے وسط میں موجود بیڈ پر ایک آدمی لیٹا ہوا تھا۔ بیڈ کے نیچے چار پانچ شراب کی خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اور وہ آدمی بیڈ پر لیٹا ہوا



جو کیدار کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں بلکہ ایک لحاظ سے بھٹی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ سہرے پر تکلیف کے تاثرات کے ساتھ ساتھ جوانا کی انگلیوں کے نشانات نمایاں تھے۔

”تم، تم کون ہو۔ یہ کیا ہے“..... اس جو کیدار نے نشے سے تڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا۔ اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ جوانا کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر بڑا تھا۔

”پوری طرح ہوش میں آ جاؤ۔ ورنہ.....“ جوانا نے غراتے ہوئے انداز میں کہا۔

”مم، میں۔ میں ہوش میں ہوں۔ ہوش میں ہوں“..... اس جو کیدار نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا“..... عمران نے اس سے پوچھا۔

”میرا نام کوہن ہے۔ کوہن“..... جو کیدار نے جواب دیا۔ وہ واقعی اب پوری طرح ہوش میں آچکا تھا۔

”یہ کوٹھی کس کی ہے“..... عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر، میری کی۔ ڈاکٹر، میری واشنگٹن میں رہتا ہے۔ کبھی کبھار یہاں آتا ہے۔ میں یہاں مستقل رہتا ہوں۔ تم کون ہو۔ تم نے کیوں مجھے باندھ رکھا ہے“..... کوہن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہاں جو فون موجود ہے اسے کون اٹھ کرتا ہے“..... عمران

ہوئی تھی اور آنکھیں بند تھیں۔ وہ واقعی نشے میں دھت پڑا ہوا تھا۔

”یہاں تم نے فون دیکھا ہے کہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”ییس ماسٹر۔ ساتھ ہی ایک کمرے میں موجود ہے“..... جوانا نے جواب دیا۔

”تم اسے ہوش میں لے آؤ۔ لیکن ناک اور منہ بند کر کے نہیں بلکہ ہلکے ہلکے تھپڑ مار کر۔ کیونکہ جس طرح یہ نشے میں دھت ہے اگر تم نے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔ میں اس فون کو چیک کر کے آتا ہوں“..... عمران نے کہا۔

”ییس ماسٹر، آپ بے فکر ہیں۔ ایسے نشے بازوں کا نشہ اتارنا مجھے آتا ہے“..... جوانا نے جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

تھوڑے سے فاصلے پر ایک کمرہ تھا جس کی میز پر فون موجود تھا۔ عمران نے آگے بڑھ کر فون کا رسیور اٹھایا تو فون میں ٹون موجود تھی۔ اس نے رسیور واپس رکھا اور فون کے نچلے حصے میں موجود نمبر کی چٹ کو غور سے دیکھا اور پھر ایک طویل سانس لیا کیونکہ نمبر وہی تھا جس پر عمران نے فون کیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ انکوٹری آپریٹر نے درست بتایا تھا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں دور سے چیخنے کی آواز پڑی اور وہ سمجھ گیا کہ جوانا اس جو کیدار کو ہوش میں لانے کی کارروائی میں مصروف ہے۔ فون نمبر یہی ہے۔ اب اس جو کیدار سے ہی معلوم ہو سکتا تھا کہ اصل چکر کیا ہے۔ اس لئے عمران اس کمرے سے نکل کر واپس اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں وہ جو کیدار اور جوانا موجود تھے۔

نے کہا۔

”میں کرتا ہوں اور کون کر سکتا ہے؟..... کوحن نے جواب دیا۔  
”جوانا، تم کوٹھی سے باہر جاؤ اور کسی قریبی فون بوتھ سے یہاں کا  
نمبر ڈائل کرو“..... عمران نے جوانا سے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا تو  
جوانا مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔

• کنگ سلوان کو جانتے ہو تم؟..... عمران نے کوحن سے

پوچھا۔

”صرف نام سنا ہوا ہے۔ میں یہاں آنے سے پہلے سٹار لائن کلب  
میں تھا۔ تب میں نے اس سلوان کا نام سنا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بہت  
بڑا بد معاش ہے؟..... کوحن نے جواب دیا۔

• تم نے کلب کی نوکری کیوں چھوڑ دی؟..... عمران نے پوچھا۔

”وہاں تنخواہ کم ملتی تھی۔ ڈاکٹر ہیری وہاں آتا تھا۔ میں اسے سلام  
کرتا تھا تو وہ خوش ہو کر مجھے اچھی ٹپ دے دیتا تھا۔ پھر اس نے مجھے  
اپنی کوٹھی کی چوکیداری کی آفر کی کیونکہ وہ مستقل واشنگٹن میں  
شفٹ ہو رہا تھا۔ اس نے مجھے کلب سے دس گنا زیادہ تنخواہ کی آفر کی۔  
ساتھ ہی کھانا پینا، شراب سب جس قدر میں چاہوں مفت تھیں۔  
اس لئے میں یہاں آگیا۔ مجھے یہاں آئے ہوئے چار سال ہو گئے ہیں۔  
کوحن نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر ہیری کا حلیہ بتاؤ؟..... عمران نے پوچھا تو کوحن نے  
تفصیل سے حلیہ بتا دیا لیکن یہ حلیہ کنگ سلوان سے یکسر مختلف تھا۔

اسی لمحے نزدیکی کمرے سے فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی تو عمران  
تیزی سے مڑ کر اس کمرے میں داخل ہوا اور اس نے رسیور اٹھالیا۔  
”ہیس؟..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔  
”جوانا بول رہا ہوں؟..... دوسری طرف سے جوانا کی آواز سنائی  
دی۔

”ہو نہ، ٹھیک ہے۔ واپس آ جاؤ؟..... عمران نے کہا اور رسیور  
رکھ کر اس نے فون پیس اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ لیکن  
وہ عام سا فون تھا۔ عمران نے اسے غور سے دیکھا اور پھر واپس میز پر  
رکھ دیا۔ اس کی نظریں تار کے ساتھ ساتھ دیوار میں نصب ساکٹ کی  
طرف جا رہی تھیں اور پھر عمران نے آگے بڑھ کر اس ساکٹ کو چیک  
کرنا شروع کر دیا۔ اس نے اپنے ناخنوں میں موجود مخصوص بلیڈز کو  
باہر نکال کر ان کی مدد سے ساکٹ کے پیچ کھولے اور پھر غور سے اس کی  
ساخت دیکھنے لگا لیکن وہ بھی بالکل ہی سادہ تھا۔ عمران نے بے اختیار  
ایک طویل سانس لے کر ساکٹ کو دوبارہ بند کر دیا اور پھر اٹھ کر  
کمرے سے باہر آگیا۔ جوانا واپس آچکا تھا۔

”تم یہیں رکو۔ میں اس کوٹھی کو اچھی طرح چیک کر لوں۔“  
عمران نے کہا تو جوانا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے کوٹھی کے  
ایک ایک حصے کی اچھی طرح چیکنگ کی لیکن یہ عام سی کوٹھی تھی۔ نہ  
اس میں کوئی خفیہ تہہ خاش تھا اور نہ ہی خفیہ راستہ یا سرنگ۔ تھوڑی  
دیر بعد عمران واپس آگیا۔

”اب چلیں یہاں سے۔ یہ معاملہ بھی درست ثابت نہیں ہوا۔ کچھ اور سوچتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اس آدمی کا کیا کرنا ہے۔ گولی مار دوں“..... جو انا نے کہا۔

”ارے نہیں۔ بے قصور آدمی ہے اسے بے ہوش کر کے اس کی رسیاں کھول دو اور بس“..... عمران نے کہا اور برآمدے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جو انا واپس آ گیا تو وہ دونوں عقبی رستے سے باہر آ گئے۔ عمران نے باہر سے دروازے کو لاک کر دیا اور پھر وہ دونوں اس پار کنگ کی طرف بڑھ گئے جہاں ان کی کار موجود تھی۔ عمران کی پیشانی پر گر اموفون کے ریکارڈ کی طرح شکنوں کا جال پھیلا ہوا تھا جبکہ جو انا خاموش تھا۔ اسے احساس ہو رہا تھا کہ مشن ایسا الجھ گیا ہے کہ اب اس کا کوئی پلس پوائنٹ ہی سامنے نہیں آ رہا تھا لیکن ظاہر ہے عمران کی موجودگی میں اسے کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس لئے وہ بس خاموشی سے عمران کے پیچھے چلتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔

کنگ سلوان اپنے آفس میں بیٹھا فون سننے میں مصروف تھا کہ میز پر ہلے ہوئے سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کنگ سلوان نے چونک کر اس سرخ فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے رسیور اٹھالیا۔

”ہیس“..... کنگ سلوان نے غراتے ہوئے کہا۔

”تھامس بول رہا ہوں کنگ۔ ای روم سے“..... دوسری طرف سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

”کیا ہوا۔ کوئی خاص بات“..... کنگ سلوان نے اسی طرح غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ شاید اس کے بات کرنے کا انداز ہی ایسا تھا۔

”کنگ۔ کیولینڈ کالونی کے سپیشل سپاٹ پر دو افراد پہنچے ہیں۔ ان میں سے ایک مقامی اور دوسرا حبشی تھا۔ جیسے ہی وہ سپیشل سپاٹ

میں داخل ہوئے۔ یہاں آلات نے ان کے بارے میں نہ صرف خبر دے دی بلکہ وہاں خفیہ کیرے بھی آن ہو گئے۔ ان دونوں نے چوکیدار کو پکڑ لیا جو شراب کے نشہ میں دھت پڑا ہوا تھا۔ اسے مار پیٹ کر ہوش میں لایا گیا اور پھر اس سے آپ کے بارے میں پوچھا۔ پھر انہوں نے فون کو بھی چیک کیا لیکن فون آلات کے آن ہونے کی وجہ سے خود بخود آف ہو چکا تھا۔ پھر اس مقامی آدمی نے حبشی کو کونٹھی سے باہر بھیج کر اس سے اس فون نمبر پر کال کرائی۔ پھر وہ فون پیس کو چیک کرتا رہا پھر اس نے فون ساکٹ کو کھول کر چیک کیا۔ اس کے بعد چوکیدار کو بے ہوش کر کے وہ واپس چلے گئے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں اور انہیں سپیشل سپاٹ اور وہاں کے فون نمبر کا کیسے علم ہوا.....“ کنگ سلوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ تو معلوم کرنا پڑے گا کنگ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔“ ان کی تصویریں تیار کر کر پورے لو پاک میں پہنچا دو۔ جب ان کا کوئی اتنا تپہ چلے تو انہیں بے ہوش کر کر تھری ایکس میں بھجوا دینا۔ میں تھری ایکس کے راڈل کو حکم دے دیتا ہوں کہ وہ ان کی ہڈیوں سے بھی اصل معاملات اگوائے اور پھر ان کا خاتمہ کر دے۔“ کنگ سلوان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں.....“ کنگ سلوان نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا اور پھر ایک خیال آتے ہی وہ چونک پڑا۔

”اوہ، اوہ یہ وہ لوگ نہ ہوں جنہوں نے رات آئی لینڈ میں سانگر کے ہیڈ کو ارنر کو تباہ کیا ہے اور ان کا اس نمبر تک پہنچنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اب میرے پیچھے ہیں۔ ویری ہیڈ.....“ کنگ سلوان نے سوچنے کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے سامنے ہی اس نے میز پر پڑے ہوئے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”پنا ایس پی سے رائیڈ بول رہا ہوں.....“ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کنگ سلوان فرام دس اینڈ.....“ کنگ سلوان نے اپنے مخصوص انداز میں غزاتے ہوئے کہا۔  
”یس کنگ۔ حکم فرمائیے.....“ دوسری طرف سے پہلے سے زیادہ مودبانہ لہجے میں کہا۔

”وہ مغوی نوجوان شوکانی کیسا ہے.....“ کنگ سلوان نے پوچھا۔

”اوکے کنگ.....“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس نے بھاگنے کی کوشش تو نہیں کی.....“ کنگ سلوان نے غزاتے ہوئے کہا۔

”نہیں کنگ۔ وہ کیسے ایسا کر سکتا ہے۔ اس کے دونوں پاؤں میں میزیاں ہیں اور ایک آدمی جو بیس گھنٹے اس کی نگرانی کرتا رہتا ہے۔“

خفیہ کمرے بھی آن رہتے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اے واپس لے جانے والے آجکل لو پاک میں گھومتے پھر رہے ہیں۔ میں نے ان کے خاتے کے احکامات دے دیئے ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ یہ کسی طرح بیچ بچا کر پی ایس پی پہنچ جائیں۔ تم نے وہاں ریڈ الرٹ رکھنا ہے..... کنگ نے کہا۔

”یس کنگ۔ حکم کی تعمیل ہوگی..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ نے ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

پھر اچانک ایک خیال کے آتے ہی اس نے ایک بار پھر سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس کنگ..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میڈرڈ سے بات کراؤ..... کنگ نے غراتے ہوئے کہا۔

”یس کنگ..... دوسری طرف سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”میڈرڈ بول رہا ہوں کنگ..... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”جہاں رابطہ جان دکڑ سے ہے یا نہیں..... کنگ نے پوچھا۔

”یس ہے کنگ..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہ کیا کر رہا ہے شوگرانی فارمولے کے سلسلے میں۔ ہم اس مغوی کی حفاظت سے تنگ آچکے ہیں..... کنگ نے تیز اور غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جان دکڑ نے اس سے رابطہ کر لیا ہے ایک فرضی نام سے اور اس سائنسدان نے جان دکڑ کو بتایا ہے کہ وہ مسلسل فارمولے پر کام کر رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے کے اندر وہ اسے مکمل کر کے جان دکڑ کو بھجوادے گا..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”چلو ایک ہفتہ مزید دیکھ لیتے ہیں لیکن جان دکڑ سے کہہ دو کہ اس کے بعد ہم اس مغوی کو گولی مار کر اس کی لاش گٹر میں پھینکوا دیں گے..... کنگ نے کہا۔

”اگر ایک ہفتے بعد بھی اس سائنسدان نے فارمولہ نہ دیا تو ایسا ہی ہوگا کہ اس کے بیٹے کی لاش اسے بھجوا دی جائے گی اور پھر اس کی بیٹی کو جو یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اغوا کر لیا جائے گا..... میڈرڈ نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس لڑکی کو ہم اپنے پاس نہیں رکھیں گے۔ جان دکڑ خود اس کا کوئی انتظام کرائے..... کنگ نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس کی نوبت ہی نہیں آئے گی کنگ..... میڈرڈ نے جواب دیا۔

”اوکے..... کنگ نے کہا اور اس نے ابھی رسیور کر یڈل پر رکھا ہی تھا کہ اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے سیاہ رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”تھری ایکس سے راڈل بول رہا ہوں..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری اور سخت سی آواز سنائی دی۔

”کنگ سلوان بول رہا ہوں“..... کنگ نے اپنے مخصوص غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یس کنگ۔ حکم“..... دوسری طرف سے گو لہجہ نرم بنانے کی کوشش کی گئی تھی لیکن اس میں تیزی اور بھاری پن ویسے ہی موجود تھا۔

”دو آدمیوں کو تھامس ٹریس کر رہا ہے۔ ان میں سے ایک مقامی اور دوسرا حبشی ہے۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوئے وہ انہیں بے ہوش کر کے تھری ایکس بھجوا دے گا۔ یہ دونوں ہمارے خلاف کام کر رہے ہیں اور شاید یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے راتھ جریرے میں سانگر کے خلاف کارروائی کی ہے۔ تم نے ان دونوں کی ہڈیاں توڑ کر ان سے سب کچھ اگلوانا ہے۔ لیکن خیال رکھنا، بتانے سے پہلے انہیں کسی صورت مرنا نہیں چاہئے۔ سب کچھ معلوم کر کے تم انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں گٹر میں پھینکو ادینا“..... کنگ نے کہا۔

”یس کنگ۔ حکم کی تعمیل ہوگی“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پھر تم نے مجھے تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ بلکہ بہتر ہے کہ وہ جو کچھ بھی بتائیں وہ سب ٹیپ کر لینا۔ پھر ٹیپ مجھے بھجوا دینا“..... کنگ نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا کنگ“..... راڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”خیال رکھنا یہ انتہائی خطرناک سمجھے جا رہے ہیں“..... کنگ نے رسیور رکھتے رکھتے پھر اسے کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”یہ چاہے کچھ بھی ہوں کنگ۔ راڈل کے مقابلے پر ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ٹھہر سکتے“..... دوسری طرف سے انتہائی نخوت آمیز لہجے میں کہا گیا۔

”ہاں، مجھے معلوم ہے۔ اسی لئے تو میں انہیں تمہارے پاس بھجوا رہا ہوں“..... کنگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا اور پھر اطمینان بھرے انداز میں اپنے دوسرے کاموں میں مصروف ہو گیا۔



ماسٹر اب آپ نے کیا سوچا ہے..... جوانا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ دونوں ابھی کیولینڈ کالونی سے واپس اپنی رہائش گاہ پر پہنچے تھے۔

”مجھے اللہ تعالیٰ کی رحمت پر مکمل یقین ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی راستہ بہر حال نکالے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوانا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”میرا خیال ہے ماسٹر کہ میں انڈر ورلڈ کاراؤنڈ لگاؤں۔ وہاں سے میں اس کنگ سلوان کا کھوج لازماً نکال لوں گا۔“ جوانا نے کہا۔

”تجویز تو تمہاری اچھی ہے لیکن ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔ زیادہ سے زیادہ چند روز ہیں۔ اگر یہ چند روز بھی گزر گئے تو یقیناً شوکانی کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ کیونکہ شوگرانی سائنسدان نے تو فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگرانی کے حوالے کر دینا ہے۔ اس لئے ہم نے

ہر صورت میں ان چند روز گزرنے سے پہلے پہلے شوکانی کو زندہ سلامت برآمد کرنا ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ماسٹر۔ جیسے آپ کہیں۔“ جوانا نے جواب دیا۔

”پریشان ہونے یا مایوس ہونے سے معاملات نہیں سدھرا کرتے۔ پریشانی اور یاسیت انسان کو مزید بھٹکا دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اور خود اپنی کوششیں ہی کامیابی کا اصل نسخہ ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اسے باہر سے شک شک کی تیز آوازیں سنائی دی تھیں۔ وہ ان آوازوں کو سن کر کرسی سے اٹھنے ہی لگا تھا کہ اسے یوں محسوس ہوا جیسے پلک جھپکنے سے بھی کم عرصے میں کسی نے اس کے ذہن پر سیاہ کبل ڈال دیا ہو۔ اس کے کانوں میں آخری آواز جوانا کی پڑی تھی جس نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں ماسٹر کہا تھا۔ پھر جس طرح اچانک ہی اس کا ذہن تاریک ہوا تھا ویسے ہی اس کے ذہن میں روشنی نمودار ہوئی اور چند لمحوں بعد اس کی آنکھیں کھل چکی تھیں۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اپنی رہائش گاہ کی بجائے ایک اور بڑے کمرے میں فولادی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کے گرد فولادی راڈز موجود ہیں۔ اس نے گردن گھمائی تو اسے کچھ فاصلے پر دوسری کرسی پر جوانا بیٹھا ہوا نظر آیا۔ اس کی گردن ڈھکی ہوئی تھی اور اس کے قریب ایک دیوہیکل آدمی کھڑا تھا جو جوانا کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا تھا

انہیں اغوا کر لیا گیا ہے اور شک شک کی جو آوازیں اس نے سنی تھیں وہ انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیسپول پھٹنے کی آوازیں تھیں اور اس بے ہوشی کے دوران انہیں جہاں لایا گیا اور اب انجکشن لگا کر انہیں ہوش میں لایا جا رہا ہے۔ یہ آدمی جو جوانا کے قریب عمران کی طرف پشت کئے کھڑا تھا واقعی دیوہیکل تھا۔ وہ جوانا سے بھی زیادہ قوی بیکل نظر آ رہا تھا اور اس کا جسم بھی ٹھوس اور ورزشی تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور اس نے جینز کی پینٹ اور جینز کی ہی ہاف آستینوں والی شرٹ پہنی ہوئی تھی جس میں سے اس کے بازوؤں کی پھلیاں مسلسل پھڑکتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے انجکشن کی سوئی جوانا کے بازو سے نکالی اور سرنج کو ایک طرف پھینک کر وہ مڑا تو اس کا چہرہ پہلی بار عمران کے سامنے آیا۔ اس کا چہرہ بھی اس کے جسم کی مناسبت سے جوڑا تھا اور اس پر سختی اور ورٹگی کا تاثر بھی نمایاں تھا۔ اسے دیکھ کر فوراً محسوس ہوتا تھا کہ یہ شخص جسمانی طور پر گوشت پوست کی بجائے پتھر کا بنا ہوا ہے۔

”بہت خوب۔ بڑے عرصے بعد تم جیسا آدمی دیکھنے کو ملا ہے ورنہ آج کل تو لوگ چڑیوں کی طرح نرم و نازک ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ آدمی بے اختیار چونک پڑا۔

”تم، تم یہ بات کر رہے ہو۔ حیرت ہے۔ تم تو خود چھوٹی جیونٹی سے بھی کمزور ہو“..... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تمہارے مقابل تو واقعی میں جیونٹی ہی دکھائی دیتا ہوں لیکن

جیونٹی کو کمزور سمجھنا حماقت کے سوا اور کچھ نہیں۔ تم نے وہ مثال نہیں سنی ہوئی کہ جیونٹی بھی ہاتھی کو ہلاک کر سکتی ہے“..... عمران نے کہا تو وہ آدمی بے اختیار بھاری آواز میں ہنس پڑا۔

”ایسی مثالیں تم جیسے کمزور آدمیوں نے بنائی ہوئی ہیں۔“ اس آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوانا کی طرف مڑ گیا جو اب ہوش میں آ رہا تھا۔

”تمہارا یہ ساتھی بھی خاصا لطیم ضخیم ہے لیکن میرے مقابلے میں یہ ابھی بچہ ہے“..... اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اس کا نام جوانا ہے اور تمہارا نام“..... عمران نے کہا۔

”میرا نام راؤل ہے۔ راؤل۔ ایک دنیا میرے نام سے کانپتی ہے۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”تم کنگ سلوان کے ہی آدمی ہو یا.....“ عمران نے کہا۔

”ہاں، میں کنگ سلوان کا ماتحت ہوں لیکن تمہارا کیا نام ہے۔“ راؤل نے کہا۔

”میرا نام مائیکل ہے۔ لارڈ مائیکل اور یہ میرا باڈی گارڈ ہے جوانا۔ ہمیں یہاں کون لے آیا ہے“..... عمران نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا۔

”کنگ کے آدمی تمہیں بے ہوشی کے عالم میں یہاں چھوڑ گئے ہیں اور میں نے تمہاری ہڈیاں توڑ کر تم سے سب کچھ اگلا نا ہے۔“ راؤل نے سخت لہجے میں کہا۔ ویسے بھی اس کی آواز بھاری اور لہجہ بے حد سخت

تھا لیکن اب اس کے لہجے میں سختی کا عنصر پہلے سے زیادہ ہو گیا تھا۔

”تم ماسٹر ٹیکسن کے بیٹے تو نہیں ہو“..... اچانک جو اٹا نے کہا۔  
وہ کافی دیر سے اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کی بات سن کر راول  
بے اختیار اچھٹ پڑا۔ اس کے چہرے پر پہلی بار حیرت کے تاثرات ابھر  
آئے تھے۔

”ہاں۔ مگر تم میرے باپ کو کیسے جانتے ہو“..... راول نے  
استہانی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ بھی تمہاری طرح بڑھ چڑھ کر دعوے کرنے کا عادی تھا لیکن  
اوٹ اس وقت تک سب سے اونچا ہوتا ہے جب تک پہاڑی کے نیچے  
نہ آئے اور تمہارا باپ ماسٹر ٹیکسن ایک پہاڑ کے نیچے آ گیا تھا۔ تم تو  
اس وقت میکسنو میں تھے“..... جو اٹا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔  
”ہاں، تمہارا نام کیا ہے“..... راول نے غور سے جو اٹا کو دیکھتے  
ہوئے کہا۔

”میرا نام جو اٹا ہے اور میرا تعلق ماسٹر گھرز سے رہا ہے“..... جو اٹا  
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جو اٹا۔ ماسٹر گھرز۔ اوہ، تو تم ہو وہ جو اٹا۔ جس نے میرے باپ  
کو ہلاک کیا تھا۔ اوہ گاڈ۔ میں نے کتنا تلاش کیا تھا تمہیں۔ تاکہ  
تمہاری ہڈیاں توڑ کر اپنے باپ کی موت کا انتقام لے سکوں۔ لیکن تم  
کہیں نہ ملے اور ماسٹر گھرز تنظیم بھی ختم ہو گئی۔ اوہ گاڈ۔ آج تم سامنے  
آ ہی گئے“..... راول نے کہا۔

”اوسے یہ کیا تم نے پرانی دشمنیاں نکال لی ہیں۔ چھوڑو پرانی  
باتیں۔ موجودہ دور کی باتیں کرو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے  
کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ دوستوں کے درمیان ہو جانے والی تلخ  
بات کو رفع دفع کر رہا ہو۔

”پرانی دشمنی۔ ہاں، آج واقعی پرانی دشمنی چکانے کا موقع آ گیا ہے۔  
میں تو نجانے کب سے تڑپ رہا ہوں کہ کہیں سے تمہارا پتہ ملے اور  
میں تمہاری ہڈیاں توڑ کر اپنے باپ کا انتقام لے سکوں۔ آج میری دعا  
قبول ہو گئی ہے“..... راول نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارے باپ کو میں نے معاوضے کے عوض ہلاک نہیں کیا  
تھا۔ جیسے میں نے تمہیں بتایا ہے کہ تمہارا باپ بھی تمہاری طرح بڑھ  
چڑھ کر باتیں کرنے والا تھا۔ اس نے مجھے چیلنج کر دیا اور میں نے بھی  
اس کا چیلنج قبول کر لیا۔ یہ چیلنج فائنٹ تھی“..... جو اٹا نے منہ ہناتے  
ہوئے کہا۔

”جو کچھ بھی تھا بہر حال اب تمہیں ہر صورت میں میرے ہاتھوں  
مرنا پڑے گا“..... راول نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”چلو یہ فائنٹ بھی دیکھ لیں گے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہارا یہ کنگ  
سلوان کہاں ہوتا ہے“..... عمران نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔  
”خاموش رہو تم، ورنہ پہلے تمہارے سینے میں گولی اتار دوں گا۔  
اب اگر آواز بھی نکالی تو“..... راول نے یکھٹ عمران کو بری طرح  
جھڑکتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے ایسا غصہ۔ جو انا سے لڑنا ہے تو ہوش میں رہ کر لڑو۔ ورنہ اپنے باپ کی طرح تم بھی گردن جڑوا بنو گے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری یہ جرات کہ تم ماسٹر کو تہہ کو۔ اب تک میں تمہیں بچہ سمجھ کر نظر انداز کر رہا تھا لیکن تم نے ماسٹر سے توہین آمیز لہجے میں بات کر کے اپنی موت مقدر کر لی ہے۔“..... جو انا نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہو نہ، یہ چڑیا کا بچہ اگر تمہارا ماسٹر ہے تو تھ ہے تم پر۔“ راڈل نے فرش پر تھوکتے ہوئے کہا تو جو انا کے چہرے کے عضلات بری طرح پھوپھوڑانے لگے اور آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔

”اپنے آپ کو کنٹرول میں رکھو جو انا۔ ٹھنڈے دماغ سے لڑنے والا مولا بھی شہباز پر بھاری پڑتا ہے۔“..... عمران نے جو انا کی طرف مڑتے ہوئے سخت لہجے میں کہا تو جو انا نے بے اختیار ہنست بھیج دیئے۔

”واہ، تم واقعی اس کے ماسٹر ہو۔“..... راڈل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اور تم بھی من لو راڈل۔ لڑائی بھڑائی بعد میں ہوتی رہے گی۔“

پہلے چند کام کی باتیں ہو جائیں۔ یہ بتاؤ کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ شوگر ان سے لایا جانے والا مغوی کہاں ہے۔“..... عمران نے راڈل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے یہاں کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم۔ اور تم بہت باتیں

کرتے ہو۔ اس لئے تم تو چھٹی کرو۔ باقی باتیں میں جو انا کی ہڈیاں توڑ کر معلوم کر لوں گا۔“..... راڈل نے جیب سے مشین پستل نکالتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ مشین پستل کا رخ عمران کی طرف کرتا۔ کناک کنک کی آوازوں کے ساتھ ہی راڈل غائب ہوئے اور دوسرے لمحے راڈل جیتتا ہوا اچھل کر پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ عمران جو کسی حد تک راڈل کی نفسیات کو سمجھنے لگ گیا تھا۔ کافی زور سے ٹانگ موڑ کر کرسی کے عقبی پاسے میں موجود راڈل کو آپرٹ کرنے والے ہٹن پر پیر رکھے ہوئے تھا۔ اسے معلوم تھا کہ راڈل اپنے باپ کے انتقام میں دندھا ہو کر کسی بھی لمحے اس کو رستے کی رکاوٹ سمجھ کر اس پر قاتر کھول سکتا ہے۔ اس لئے وہ ایسی پوزیشن کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ جبکہ اسے معلوم تھا کہ جو انا ایسا نہ کر سکے گا کیونکہ وہ جس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اس کے ساتھ دوسری کرسی جڑی ہوئی تھی اور وہ ٹانگ نہ موڑ سکتا تھا اور ویسے فولادی راڈل کو ہاتھوں سے توڑنا ناممکن تھا۔ اس لئے جو کچھ کرنا تھا عمران کو ہی کرنا تھا۔ پھر راڈل غائب ہوئے پر راڈل چوٹا ہی تھا کہ عمران نے چپٹے کے سے انداز میں رقتد بھری اور اس کے دونوں پیر پوری قوت سے راڈل کے چٹان کی طرح پھیلے ہوئے سینے پر پڑے اور اس اچانک اور زوردار حملے نے راڈل جیسے دیوتا مست اور ہتھریلے آدمی کے سر زمین سے اکھاڑ دیئے اور وہ جیتتا ہوا ایک دھماکے سے پشت کے بل فرش پر جا گرا۔ مشین پستل بھی اس کے ہاتھوں سے لٹل گیا تھا جبکہ عمران نے اسے خرب لگا

ہوا میں قلابازی کھائی۔ اس کے انداز میں اس قدر پھرتی تھی کہ جب تک راڈل جو بھاری جسم کا مالک ہونے کے باوجود اچھائی پھرتی تھا اس لئے نیچے گرتے ہی اس نے بھلی کی سی تیزی سے قلابازی کھا کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کی یہ پھرتی خود اس کے حق میں معرر ثابت ہوئی کیونکہ عمران جیسے آدمی کے مقابل اس انداز میں اٹھنے کی کوشش راڈل کو اچھائی پہنچتی تھی۔ جیسے ہی قلابازی کھا کر اٹھنے کے لئے اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سر کے عقب میں گئیں عمران بکھٹ اچھل کر اس کی کمان کی طرح مڑی ہوئی پشت پر گرا اور اس کی کمر سے کناک کی زوردار آواز کے ساتھ ہی راڈل کے منہ سے ایک کربناک چیخ نکلی اور عمران تو اچھل کر ایک طرف جا کھڑا ہوا جبکہ راڈل پہلو کے بل زمین پر گر اور اس کے دونوں بازو اس طرح ادھر ادھر ہرانے لگے جیسے کوئی اندھا ہوا میں لائٹھیاں چلا رہا ہو جبکہ اس کا تھلا دھڑ حرکت کرنے سے معذور ہو چکا تھا۔ عمران نے اسے اسی حالت میں چھوڑ کر آگے بڑھ کر کرسیوں کے عقب میں جا کر اس نے جو انا کی کرسی کے عقبی پائے میں موجود بین کو پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی کناک کناک کی آوازوں کے ساتھ ہی جو انا کے جسم کے گرد موجود راڈل غائب ہو گئے اور جو انا اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"ماسٹر آپ نے اسے بہت جلد بے کار کر دیا ہے۔ میں اس کی ہڈیاں توڑنا چاہتا تھا۔ اس نے آپ کی توہین کی ہے۔" جو انا نے کہا۔

"یہ سب فضول باتیں ہیں۔ اصل بات ہمارا مشن ہے۔ اسے اٹھا کر کرسی پر ڈالو اور پھر کمرے سے باہر چینگ کر دو۔ جو بھی نظر آئے اسے ہلاک کر دو تاکہ اس سے اطمینان سے پوچھ گچھ ہو سکے۔" عمران نے کہا تو جو انا سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ راڈل اب تکلیف کی شدت سے بے ہوش ہو چکا تھا۔ جو انا نے جھک کر اس کا ایک بازو پکڑا اور پھر اسے فرش پر گھسیٹتا ہوا اس کرسی کے قریب لے آیا جس پر پہلے عمران بیٹھا ہوا تھا اور پھر اس نے جھک کر اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔ عمران نے عقب میں جا کر راڈل والا بین آپسٹ کر دیا اور راڈل کے جسم کو راڈل نے جکڑ دیا۔

"ماسٹر یہ تو حرکت بھی نہیں کر سکتا۔ پھر راڈل کی کیا ضرورت تھی؟" جو انا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ جسمانی طور پر واقعی خاصا طاقتور ہے۔ اس لئے کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ تم باہر جا کر چینگ کر دو۔" عمران نے جواب دیا تو جو انا مڑا اور اس نے ایک طرف پڑے ہوئے راڈل کے مشین پسٹل کو اٹھایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران نے ایک طرف بڑی ہوئی عام سی کرسی اٹھا کر راڈل کے سامنے رکھی اور پھر آگے بڑھ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے راڈل کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اس کے اوپر والے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور پیچھے ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد راڈل نے کمر پٹے ہوئے آنکھیں کھولیں

پہلے تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو..... عمران نے کہا۔

تم پوچھو جو میں جانتا ہوں گا بتا دوں گا مجھے ٹھیک کر دیا پھر مجھے کوئی مار دو۔ میں اس حالت میں زندہ نہیں رہنا چاہتا۔ تم نے تو مجھے کیپڑے سے بھی بدتر کر دیا ہے..... راڈل نے کہا۔

سنو ہم نے شوکائی مغوی کو بازیاب کرانا ہے۔ تم بتاؤ کہ وہ کہاں ہے..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تم یقین کر دو میں اس حالت میں جھوٹ نہیں بولوں گا۔ مجھے قطعی معلوم نہیں ہے کیونکہ میں صرف یہاں تک محدود ہوں۔ راڈل نے جواب دیا۔

تم درست کہہ رہے ہو لیکن اس بات سے تم انکار نہیں کر سکتے کہ تمہیں کنگ سلوان کے بارے میں معلوم نہیں ہے..... عمران نے کہا۔

تم اس کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہو..... راڈل نے کہا۔ وہ کہاں بیٹھتا ہے، کہاں رہتا ہے۔ اس بارے میں تفصیل..... عمران نے کہا۔

ہاں، یہ میں جانتا ہوں۔ لو پاک کے شمال مشرق میں ایک علاقہ ہے جسے برائنٹ لائنٹ ایریا کہا جاتا ہے۔ اس ایریا میں ایک مارشل آرٹ سکول ہے جس کا نام لو پاک مارشل آرٹ سنٹر ہے۔ یہاں لوگوں کو مارشل آرٹ کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے۔ اس

اور اس کے ساتھ ہی لاشعوری طور پر اس نے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا نچلا جسم بالکل بے حس و حرکت رہا تو راڈل کے چہرے پر تکلیف کے ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

تم، تم نے یہ کیا کیا ہے۔ تم نے راڈل کو بے کار کر دیا ہے۔ یہ کیسے ہو گیا۔ راڈل کے منہ سے رک رک کر الفاظ نکل رہے تھے۔ اسے شاید یقین نہ آ رہا تھا کہ اسے واقعی عمران نے ہی بے کار کیا ہے۔ وہ عمران جو اس کی نگہیں تنگے جیسی حیثیت بھی نہ رکھتا تھا۔

تمہارا دماغ بے حد گرم ہے۔ اس لئے مجھے مجبوراً تمہیں بے کار کرنا پڑا۔ اب بھی اگر تم میرے سوالوں کے درست جواب دے دو تو میں تمہیں ٹھیک کر سکتا ہوں ورنہ تم باقی ساری زندگی اسی طرح بے حس و حرکت پڑے رہو گے اور دنیا کا کوئی ڈاکٹر تمہیں دوبارہ ٹھیک نہ کر سکے گا اور یہ بات تم بھی اچھی طرح سے جانتے ہو کہ تمہیں اس حالت میں دیکھ کر کنگ سلوان تمہارا کیا حشر کرے گا۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

تم، تم۔ پلیز مجھے ٹھیک کر دو۔ پلیز۔ میں تمہاری منت کرتا ہوں۔ تم واقعی حیرت انگیز آدمی ہو۔ جو انا جیسے آدمی نے اگر تمہیں ماسٹر بنایا ہے تو تم واقعی ایسے ہی آدمی ہو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی ہے۔ پلیز مجھے ٹھیک کر دو..... راڈل نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کی ساری اکڑ فوں ہوا ہو چکی تھی۔

میں نے تم سے وعدہ کیا ہے تو میں وعدہ پورا بھی کروں گا۔ لیکن



خفیہ کیمروں نے تمہاری تصویریں بنائیں۔ یہ تصویریں لو پاک میں کنگ سلوان کے تمام آدمیوں کو پہنچا دی گئیں اور پھر انہوں نے تمہیں ایک کوٹھی میں ٹریس کر لیا اور وہاں سے تمہیں کیس سے بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا ہے۔۔۔۔۔ راول نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس مارشل آرٹ سنٹر کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”بظاہر تو کوئی نہیں ہیں کیونکہ اس سنٹر میں ہر آدمی آ جا سکتا ہے۔ یہ اوپن ہے لیکن جب کوئی آدمی نیچے آفس میں جانے کی کوشش کرتا ہے یا کسی سے اس بارے میں پوچھتا ہے تو وہاں موجود مخصوص افراد الارٹ ہو جاتے ہیں اور اسے ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ ویسے یہ بتا دوں کہ راستہ مارشل آرٹ سنٹر کے بیچنگ ڈائریکٹر کے آفس سے جاتا ہے اور اسے یا تو براہ راست اندر سے کھولا جاتا ہے یا پھر بیچنگ ڈائریکٹر براؤن کھولتا ہے۔۔۔۔۔ راول نے جواب دیا۔

”کنگ سلوان کا حلیہ اور قد و قامت کیا ہے؟“ عمران نے پوچھا تو راول نے تفصیل بتا دی۔ یہ وہی حلیہ تھا جو عمران کو پہلے بتایا گیا تھا۔

”اس کے آفس کا لامحالہ کوئی خفیہ راستہ بھی ہوگا۔“ عمران نے کہا۔

”ہاں ہے لیکن اسے سوائے انتہائی ایمر جنسی کے استعمال نہیں

سکون کے نیچے ایک غفیہ پورشن ہے جس میں کنگ سلوان کا آفس بھی ہے اور رہائش بھی۔ اس کا راستہ خفیہ ہے لیکن ہے وہ بھی مارشل آرٹ سنٹر کے اندر سے۔ میں وہاں کنگ سلوان کے باڈی گارڈ کے طور پر چار سال رہا ہوں۔ پھر مجھے یہاں کا انچارج ہٹا دیا گیا۔ یہاں ان لوگوں کو لایا جاتا ہے جن پر تشدد کر کے معلومات حاصل کرنا ضروری ہو اور یہ کام میں سرانجام دیتا ہوں۔۔۔۔۔ راول نے جواب دیا۔

”لیکن اس کا فون نمبر تو گلیوینڈ کا لوٹی کی ایک کوٹھی میں نصب ہے۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

”ہاں، یہ ڈائجنگ سسٹم ہے اور تم بھی اس ڈائجنگ سسٹم کی وجہ سے پکڑے گئے ہو۔ کنگ سلوان کے آفس میں مشینری کا انچارج تھا مس ہے۔ اس کوٹھی میں صرف ایک ہو کیزا رہتا ہے لیکن وہاں خفیہ کیمرے اور ڈیوڈنر نصب ہیں۔ وہاں جو فون موجود ہے وہ بظاہر عام سافون ہے لیکن اس کی مین لائن کے اندر ایک جدید ترین لائن ایسی ہے جس سے کنگ سلوان کے آفس میں بھی لائن جاتی ہے۔ تین گھنٹیاں بچنے تک اس لائن پر کال شفٹ نہیں ہوتی لیکن تین گھنٹیوں کے بعد اس فون کی لائن آٹومیٹک انداز میں آف ہو جاتی ہے اور کنگ سلوان کے آفس میں جانے والی لائن اوپن ہو جاتی ہے۔ تھا مس نے؟“ میں جس کے ذریعے یہاں بھیجا تھا اس سے میں نے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا کہ تم دونوں اس کوٹھی میں گئے۔ وہاں کے

کیا جاتا۔ وہ بلا کٹڑہٹا ہے۔..... راڈل نے جواب دیا۔  
 "کوئسا راستہ ہے۔ تفصیل بتاؤ"..... عمران نے کہا۔

"اس مارشل آرٹ سنٹر کی عقیبی گلی میں ایک دروازہ ہے جو بند ہے۔ اس دروازے کے پیچھے کنکریٹ کی دیوار ہے۔ جب اس راستے کو کھولا جاتا ہے تو یہ کنکریٹ کی دیوار ہٹ جاتی ہے اور دروازہ کھل جاتا ہے ورنہ نہیں اور اس کے کھولنے کا سسٹم براہ راست کنگ سلوان کے پاس ہے۔..... راڈل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے، تم نے سب کچھ بتا کر تعاون کیا ہے۔ اس لئے میں اپنا وعدہ پورا کرتا ہوں۔..... عمران نے کہا اور مڑ کر جوانا کی طرف دیکھا جو اس دوران خاموشی سے اندر آ کر عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا ہو گیا تھا۔

"کیا رہا جوانا؟..... عمران نے جوانا سے مخاطب ہو کر کہا۔  
 "ماسٹر، سوائے اس راڈل کے جہاں اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے۔ البتہ جہاں ایک بڑا اسلحہ سلور ہے جہاں ہر قسم کا اسلحہ موجود ہے۔..... جوانا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں جہاں اکیلا رہتا ہوں۔..... راڈل نے کہا۔  
 "اب اگر ہم تمہیں ٹھیک کر دیں تو تم ہمارے بارے میں کنگ سلوان کو کیا رپورٹ دو گے؟..... عمران نے کہا۔  
 "میں تمہاری جہاں آمد سے ہی صاف مکر جاؤں گا۔..... راڈل نے جواب دیا۔

"لیکن وہ لوگ جو ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں ان کا کیا ہو گا؟۔ عمران نے کہا۔

"کنگ سلوان میری بات ماننے کا ان کی نہیں۔ انہیں یقیناً موت کی سزا دے دی جائے گی اور بس۔..... راڈل نے جواب دیا۔  
 "جوانا، اس کے راڈل کھولو اور اسے اٹھا کر نیچے فرش پر منہ کے بل

لٹا دو۔..... عمران نے کہا تو جوانا نے آگے بڑھ کر اس کے حکم کی تعمیل کر دی۔

"اس کی دونوں ٹانگیں سیدھی کر کے اس کے سر کی طرف لے جاؤ اور جہاں میں کہوں وہاں روک دینا۔..... عمران نے کہا تو جوانا نے ویسے ہی کیا۔ راڈل کے منہ سے کراہیں نکل رہی تھیں۔  
 "بس یہاں رک جاؤ۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے اس کی کمان کی طرح مڑی ہوئی کمر پر ایک جگہ

بایاں ہاتھ رکھا۔ کافی دیر تک وہ اس ہاتھ کو اوپر نیچے کر کے ایڈجسٹ کرتا رہا۔

"قابو میں رکھنا اسے۔..... عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا کے اثبات میں سر ہلانے پر عمران نے کمر پر رکھے ہونے لپٹے بائیں ہاتھ پر دائیں ہاتھ کا مکاپوری قوت سے مارا تو کناک کی زوردار آواز کے ساتھ ہی کمرہ راڈل کے حلق سے نکلنے والی کربناک چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا پورا جسم کانپنے لگ گیا تھا۔

"بس چھوڑ دو۔..... عمران نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تو جوانا نے

راڈوں کی ٹانگیں چھوڑ دیں۔ اس کی دونوں ٹانگیں ایک دھماکے سے نیچے گر گئیں اور اس طرح سہلنے اور کھلنے لگیں جسے راڈوں پر جان کٹا کی حالت طاری ہو گئی ہو۔ لیکن چند لمحوں بعد راڈوں کی گت پلٹ کر سیدھا ہوا اور پھر اس طرح اچھل کر کھڑا ہوا جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ وہ کبھی خیرت سے اپنے جسم کو دیکھتا اور کبھی عمران کو۔

”میں نے اپنا وعدہ پورا کر دیا ہے۔ راڈوں۔ اب ہم جا رہے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم، تم خیرت انگیز انسان ہو۔ ناقابل یقین صلاحیتوں کے مالک۔ میں نے تمہاری خاطر جو انا کو کبھی معاف کر دیا۔ تم جانتے ہو۔۔۔ راڈوں نے کہا۔

”تمہارے دل میں اگر کوئی انتقامی جذبہ ہو تو اب کبھی وقت ہے۔ اپنے آپ کو رنگ میں ڈال لو۔ باسٹر تو ریمڈل آوی ہے جنہوں نے جنہیں دوبارہ لٹیک کر دیا ہے۔ لیکن میں ابھی اسرار غنیمت نہیں بن سکا۔۔۔ جو انا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

اب جو انا اب یہاں وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔“ عمران نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جو انا بھی سر ملاتا ہوا اس کے پیچھے بڑھا جبکہ راڈوں اپنی جگہ ہی کھڑا رہا۔ عمران اور جو انا دروازے کے قریب پہنچے ہی تھے کہ یگت بکرہ راڈوں کے پیچھے سے گورج اٹھا۔

”میں رگ جاؤں۔ تمہاری لاشیں ہی یہاں سے جاسکتی ہیں۔“ یہ راڈوں

نے اٹھ کر چلے ہوئے تھے۔ میں کہا تو عمران اور جو انا دونوں تیزی سے مڑے ہی تھے کہ راڈوں کے ہاتھ میں موجود ٹھنڈی بجلی کے گولہ نے کی طرح اڑتا ہوا سیدھا جو انا کے پیچھے کی طرف بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ ٹھنڈی بجلی کے گولے میں جو ست ہوتا۔ جو انا کا ایک ہاتھ بجلی سے بھی لایا وہ تیزی سے حرکت میں آیا اور پلٹ چھپے۔ میں پھر اس کے ہاتھ کی بجلی لگا کر اڑتا ہوا پھٹا کے سے سامنے دروازے سے جا ٹکرایا۔ اس کے ساتھ ہی جو انا کا دوسرا ہاتھ سیدھا ہوا اور گولیاں تو اسے راڈوں کے پٹان جسے پیچھے میں اڑتی بجلی گئیں اور راڈوں جو اپنے پیچھے کو اس طرح پلٹ کر دیوار کی طرف جاتا دیکھ رہا تھا گولیاں لگا کر چند قدم لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں پیچھے ہٹا۔ اس کے پیچھے پڑے شدید خیرت کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ یہ سب کچھ صرف پلک بچھپنے میں مکمل ہو گیا تھا۔ چند لمحوں کے بعد راڈوں ایک دھماکے سے پیچھے گرا اور اسے بارہ چند لمحوں کے باقی کی کیفیت سے گزرنے کے بعد وہ سبک ہو گیا۔ اس کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

اب جو انا اب ہم لے یہاں سے ضروری اسلحہ بھی لیتا ہے۔“ عمران نے کہا اور ایک بیان پھر مڑ کر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ پھر وہ ضروری اسلحہ لے کر واپس برآمدے میں پہنچے ہی تھے کہ سامنے دروازے میں موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران تیزی سے اس کے سامنے دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”راڈوں بولی تمہاری فون۔۔۔ عمران نے راڈوں کے لیے اور آواز میں





مختلف سے بات کرو واصل ..... دوسری طرف کے ایک مردانہ

آوازِ جہانِ بوی

”جیلو“ جیلو، جیلو، بعد ایک بھاری اور عزائی ہوئی سی آواز جیتی

- 10 -

تبرائوں میں رہا چونکہ مجھ پر عمران نے راولی کی آواز اور لہجے



ان دونوں آدمیوں سے کیا معلوم ہوا ہے؟

طرف سے اسی بچے کے بچے میں کہا گیا۔

مکون کے دو آؤنی کنگبہ میرے پاس، تو اب بھی تک کر لی نہیں

پیشتر کے محرم کے ۱۱

کیا کیا کہہ رہے ہو۔ کیا احساس کے افراد دو بے ہوش افراد ہیں۔

تمہارے پاس پہنچا نہیں گئے۔۔۔ ویسری طرف کے سنگت نے حلق

کے ہیں مجھے ہونے کیا۔

”نہیں گفت۔ میں تو ان کا بیٹا ہوں۔“

جواب دیا تو دوسری طرف سے بغیر کچھ کہے لائن کاٹ دی گئی تو عمران

نے مسکرائے ہونے پر حیدر کھڑکیا اور پھر کمرے کے نکل کر وہ پوری

کئی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں ایک سفید رنگ کی گارموجو دیکھی جس کے

تاریخ: ۱۳۸۵/۰۵/۰۵

میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ ابھی مطلوب لوگ نہیں پہنچے۔ اس

301

ظہر ہو تو دی ظہر پر اور گارنج نہیں کریں گے اور اس دوران ہمراہی کے سببوں پر بھی جائیں گے۔ یہ ہے۔ مگر ان نے گارنٹور اور پچھلے ہوئے کیا۔

“ماستر ڈاٹ این مارشل آرٹ سسٹم”

ہاں۔ اب جب تک کہ گنگ سٹو ان سے قریب ہے۔

ان وقت تک معلومات آگے نہیں جڑ سکتے ہیں جب تک کہ وہ ان کے قریبی ہوتے ہیں۔

دیا اور خواہنا سرطاں ہوا بچا تک کی طرف بڑھ گیا۔

اس کا غصہ لکھ رہا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں وہ تھکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی۔ اٹھی تو اس نے ایک گھنٹے سے رخصت ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے گنگ کے گھر میں آکر کہا۔

”تھوڑے ہی عرصے میں تھکا ہوا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں وہ تھکا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بجی۔ اٹھی تو اس نے ایک گھنٹے سے رخصت ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے گنگ کے گھر میں آکر کہا۔“

”کیا یہ بچہ ہے؟“ جلدی تھا۔ گنگ نے ہنسنے سے انکار کیا۔

”آپ اجازت دیں تو آپ کے آفس کاخبرہ ہو جائوں تاکہ معاملات کنٹرول ہو سکیں۔“ گنگ نے اس کی اجازت منعت نہ کرنے میں کہا۔

”آج اور ابھی فون آئے۔“ گنگ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا اور رسیور کر پیل پر مٹا دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر موڈیانہ اٹھارہ میں دستک دی گئی تو گنگ نے میر کے کنارے پر غور و مختلف رنگ کے پتوں میں سے ایک پتہ پر مٹس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی دروازہ خود بخود کھل گیا اور ایک درعیانے قد اور جسم کا ڈلی جس کے ہاتھ میں ایک بیگ تھا اندر داخل ہوا۔

”یہ کیا ہے؟“ گنگ نے ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حیرت پھڑپھڑانے میں کہا۔

”اس میں پرو جیکٹر اور فلم ہے۔ گنگ اور بھی آپ کو دکھانے کے لئے میں یہاں حاضر ہوا ہوں۔“ گنگ نے کہا اور بیگ کو نیچے رکھا۔ اس نے گنگ اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا بیگری سے

گنگ سلواہن کے پھرتے پر شدید غصیلے و غصیلے کے اثرات نمایاں تھے۔ اس نے راول کو فون کیا تھا تاکہ اس سے معلوم کر سکے کہ ان دو آدمیوں کے متعلق اس ملک پہنچا یا گیا تھا کیا تفصیلات بتائی ہیں۔ راول نے اظہار جواب دیا تھا کہ وہ دونوں ابھی ملک پہنچائے ہی نہیں گئے۔ یہ بات سننے ہی گنگ سلواہن کا ذہن گھوم گیا تھا۔ اس نے گنگ سے بات کی تو گنگ اس نے بتایا کہ اسے تو وہیں رپورٹ مل چکی ہے کہ دونوں آدمیوں کو راول کے پورا ملک پر پہنچا یا جا چکا ہے اور اسے کافی وقت بھی گزر چکا ہے۔ گنگ نے اسے فوری تحقیقات کرانے کا حکم دیا تھا اور اب گنگ سلواہن، گنگ اس کی رپورٹ سننے کے لئے بے چین تھا اور ساتھ ساتھ اسے اس بات پر غصہ آ رہا تھا کہ راول نے اس کے بھوت بولا ہے یا پھر گنگ اس کے آدمیوں کے قتلے بتائی کی ہے اور یہ دونوں بھی باتیں اس کے لئے ناقابل پروا تھیں۔ اس نے

چلتے ڈالا پرو جیکٹر نکال کر اس نے اسے میز پر اس انداز میں رکھا کہ اس کی سکرین کا رخ کنگ کی طرف تھا۔  
 "کوئی فلم دکھانا چاہتے ہو؟" کنگ نے قدرے ہیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے آدمیوں نے جب ان دو بے ہوش افراد کو راول کے حوالے کیا تو اصولوں کے مطابق اس کی فلم تیار کر لی گئی۔ آج سے چار سال قبل، ایسا ہی ایک میسج سامنے آیا تھا جس کے بعد میں نے سینٹر کنگ اور ڈورن جہادی کے پورے ہیں کہ ہر فلم موقع کی، فلم بنانی چاہئے۔" تھا مس نے سوچا۔ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور اچھا، دیکھا تو فلم؟" کنگ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور تھا مس نے پرو جیکٹر کا چین برش کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک تختہ کے سے سکرین روشن ہو گئی اور منظر ابھر آیا۔ کنگ خاموش بیٹھا فلم دیکھ رہا تھا۔ اس کے چونتہ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب فلم ختم ہو گئی تو تھا مس نے چین دبا کر پرو جیکٹر آف کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ راول غلط بیانی کر رہا ہے۔ بروی بیڈ۔ راول تو انتہائی اعتماد والا آدمی ہے۔" کنگ نے ہوش چماتے ہوئے کہا۔

"لیں سر یہ راول یقیناً ان لوگوں سے مل گیا ہے۔ اس نے انہیں قزاق کر دیا ہے اور اب ان کی وصولی سے ہی ٹکسراتکاری ہے۔" تھا مس نے کہا۔

"کیا راول کو اس فلم کے بارے میں علم ہے؟" کنگ نے پوچھا۔

"لیں کنگ۔ اس کے سامنے فلم بخوبی ہوئی ہے۔" تھا مس نے جواب دیا۔

"تو پھر یقیناً وہ پاگل ہو گیا ہے۔ اسے فوراً پکڑ کر جہان لے آؤ۔" ابھی اسی وقت کنگ نے دھاڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔  
 "لیں کنگ۔ حکم کی تعمیل ہو گئی۔" تھا مس نے کہا اور پھر پرو جیکٹر کو اٹھا کر اس کے نیچے رکھے ہوئے چیک میں ڈالا اور چیک اٹھا کر واپس مڑ گیا۔

"یہ کیسے ممکن ہے کہ راول ہمارے دشمنوں سے مل جائے۔" درزی بیڈ۔ اس قدر یا اعتماد آدمی بھی اگر بدل سکتا ہے تو پھر کس پر اعتماد کیا جائے؟ کنگ نے غصیلے لہجے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔  
 پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کنگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں کنگ نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔  
 "تھا مس بول رہا ہوں کنگ۔ تھری ایکس سے بروی بیڈ۔ دوسری طرف سے تھا مس کی سوجھ بوجھ ہی آواز سنائی دی تو کنگ چونک پڑا۔  
 "کیا ہوا ہے؟ تم خود وہاں کیوں گئے ہو؟" کنگ نے چونک کر کہا۔

"جہاں کوئی کال ایڈ نہیں کر رہا تھا۔ اس لئے میں خود ساتھ گئیوں۔"





وہ شخص تو میں رک گیا۔ پی ایس پی مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اب وہاں سے طلبہ اٹھایا جا رہا ہے۔ اب تک راولپنڈی اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں مل چکی ہیں۔ ڈان نے جواب دیا۔

”کیسے تباہ ہوا ہے پی ایس پی؟“ کنگ نے پوچھا۔

”میں نہیں کہتا۔“

”پولیس کے مطابق اس کے اندر اسلحہ کا کوئی سٹور تھا جو پھٹ گیا ہے۔“ احتمالی خوفناک وجہاں کوں سے پوری کو بھی پتہ نہیں ہو سکتی ہے۔ ساتھ والی چار پانچ کو تھیں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔ ڈان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا کسی شوگرانی کی لاش بھی ملی ہے؟“ کنگ نے پوچھا۔

”نہیں کنگ۔ ویسے شوگرانی وہاں کیسے آگیا؟“ ڈان نے حیرت بھری لہجے میں کہا۔

”ایک شوگرانی جاسوسان کے بیٹے کو اغوا کر کے وہاں رکھا گیا تھا۔ جو کچھ ہوا بہت برا ہوا ہے۔ اب حکومت ایکڑیہ کی ناکامی ہمیں پھیلانی پڑے گی۔ دوسری جگہ ہم نہیں رکھیں اور معلوم کرو کہ وہ شوگرانی زندہ ہے یا ہلاک ہو گیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہے تو اسے فوراً اپنی تحویل میں لے لیتا۔ اگر وہ ہلاک ہو گیا ہے تو اس کی لاش پولیس کے پاس دے جانے ورنہ اپنی تحویل میں لے لیتا اور مجھے فوراً اطلاع دینا۔ سمجھ گئے؟“ کنگ نے کہا۔

”یس ہاس۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور کنگ نے رسیور

اس طرح کرڈل پڑا دیا۔ پی ایس پی کی تباہی میں سارا قصور کرڈل کا ہے۔

”سناٹا پر گردش آگئی ہے۔ ہر کام اٹھا ہوتا جا رہا ہے۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے؟“ کنگ نے پوچھا۔

”پھر پتہ چلا ایک گھنٹے بعد دوبارہ سرخ فون کی گھنٹی بجی تھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔“

”یس۔ کنگ نے کہا۔“

”ڈان بول رہا ہوں کنگ۔“ ڈان کی آواز سنائی دی۔

”کیا رپورٹ ہے شوگرانی کے بارے میں؟“ کنگ نے پوچھا۔

”جین سے لہجے میں کہا۔“

”کنگ تباہان ہے۔ کسی شوگرانی کی لاش نہیں ملی۔ تہہ خانوں تک کا طلبہ اٹھایا گیا ہے۔ راولپنڈی کے ساتھ ساتھ آٹھ افراد کی لاشیں ملی ہیں اور کنگ۔“ احتمالی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ راولپنڈی اور اس کے تمام ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ ڈان نے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو؟“ ابھی تو تم بتا رہے تھے کہ اسلحہ کا سٹور پھٹا ہے۔ اب کہہ رہے ہو کہ راولپنڈی اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں ماری گئی ہیں۔“ کنگ نے حیرت بھری لہجے میں کہا۔

”لیکن کنگ۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ اس کا مطلب ہے کہ پہلے کسی نے راولپنڈی اور اس کے ساتھیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کیا اور پھر اسلحہ کے سٹور میں وارنٹس چارجڈ ہم دیکھ کر اسے فائر کر دیا۔ اس



طرح کی آئین کی مکمل طور پر حیا ہو گیا..... فان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اوہ وزی بیٹے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری کارروائی اس شوگر لانی کو ہا کرانے کے لئے کی گئی ہے۔ اس کی لاش کا تہمتا بنا رہا ہے کہ وہ دونوں یا کیشیائی ہیئت اسے وہاں سے چھپا کر لے گئے ہیں۔ وزی بیٹے تم فوراً لو پاک کی تاکہ بدعتی کروادو۔ تمہا جس کے پاس ان دونوں کی تصویریں ہیں۔ میں اسے کہہ دیتا ہوں کہ وہ تصویریں تمہیں بھجوا دے۔ تم انہیں مرنے کرو۔ شوگر لانی بھی یقیناً ان کے ساتھ ہوگا۔ پھر ان دونوں کو اس شوگر لانی سمیت گولیوں سے اڑا دوں..... کنگ نے چٹکے ہوئے کہا۔

”یہ کون لوگ ہیں کنگ..... فان نے حیرت بھرتے لہجے میں کہا تو کنگ نے اسے پوری تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے کنگ۔ میں ابھی تمام بلڈ جاؤنڈز کو ان کی ہلاکت پر لگا دیتا ہوں..... دوسری طرف سے کہا گیا تو کنگ نے ریسپورڈ کیا اور پھر دوسرے فون کا ریسپورڈ کیا کہ انہیں نے خبر نہیں کر دیتے۔

”نہیں کنگ..... دوسری طرف سے تھا جس کی آواز سنائی دی۔

”فون اسیرے آفس آؤ اور وہ تصویریں بھی لے آؤ۔ جو گلیوینڈ کا لونی کی کوٹھی میں داخل ہونے والوں کی بتائی گئی تھیں..... کنگ نے سنا۔

”نہیں کنگ..... دوسری طرف سے کہا گیا اور کنگ نے ریسپور

رکھ دیا۔ اب وہ بلڈ جاؤنڈز کے ساتھ سہا پچ تھا جس کو بھی تفصیل سے احکامات دیا جاتا تھا کیونکہ اب یہ لوگ اس کے خیال کے مطابق شاعر اور اس کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو رہے تھے اور اب ان کا خاتمہ ضروری نہیں بلکہ ان کی اپنی بقاء کے لئے لازمی ہو گیا تھا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر موجود اعدائے ملین و سٹک سنائی دی تو کنگ نے میز کے کنارے پر موجود ملین پر ہلکا کیا تو دروازہ خود بخود کھل گیا لیکن دوسرے لہجے میں آویں اندر آیا اسے دیکھ کر کنگ اس طرح اچھلا کہ کرائی سمیت پیچھے گرے گرے پھا۔

313

لاش ٹریس نہ ہوتی۔ انہیں کوئی خطرہ نہ تھا اور عمران نے جس طرف  
 فون پر کنگ کو کہہ دیا تھا کہ اسے کوئی بے ہوش باغراد نہیں ملے گا اور  
 اسے یقین تھا کہ راول کی لاش فوری طور پر مل سکے گی۔ اس لئے وہ  
 اطمینان پھرے انداز میں مارکیٹ کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ پھر ایک  
 سہر سہر سے اس نے سیک اب کا سامان خریدنا اور ایک ڈرائیو سیکر  
 کی شاپ سے اس نے لیتے اور جو اٹا کے تپ کے لئے سوٹ خریدے  
 اور پھر انہوں نے ایک ہوٹل میں جا کر ایک روز کے لئے لارڈ مارشیل  
 کے نام سے کمرہ یک کرایا اور دونوں باس کرے میں بیٹھ گئے۔ جو اٹا  
 کو عمران نے لارڈ مارشیل کا سیکر ٹری کاہر کیا کافی مسکوا کر پتے کے بعد  
 ان دونوں نے باری باری داش روم میں جا کر لباس تبدیل کیا۔ اس  
 کے بعد عمران نے جو اٹا کا میک اپ اس انداز میں کیا کہ اس کا چہرہ  
 چمکے سے خاصا بدل گیا۔ پھر عمران نے اپنا میک اپ کیا اور پوری  
 طرح مطمئن ہونے کے بعد وہ دونوں کمرے سے نکل کر ہوٹل سے  
 باہر آئے۔ اترے ہوئے لباسوں کا ظاہر جو اٹا کے ہاتھ میں تھا، ہوٹل سے  
 کی سائیلنگی کے آخر میں کوڑے کے ڈرامے ہوئے تھے۔  
 عمران کے کہنے پر جو اٹا نے اتارے ہوئے لباس کا ظاہر وہاں جا کر  
 بھینک دیا۔

آؤ اب چل کر اس کنگ کے دربار میں جا خیری اور اس کے عمران  
 نے کہا تو جو اٹا نے اختیار مسکرا دیا اور پھر میں مارکیٹ سے نکل کر وہ  
 جب پارکنگ میں پہنچے تو عمران کار کے پینڈل میں اڑسا ہوا گاڑ دیکھ

عمران اور جو اٹا دونوں کار میں سوار تیزی سے مین مارکیٹ کی  
 طرف بڑھتے جا رہے تھے۔ گواسلے انہوں نے راول کے پوائنٹ سے  
 حاصل کر لیا تھا لیکن عمران اب مزید کسی کارروائی سے بچنے اچھا اور  
 جو اٹا کا میک اپ کے ساتھ ساتھ لباس بھی تبدیل کر لینا چاہتا تھا  
 کیونکہ راول نے اسے بتایا تھا کہ کنگ کے کسی آدمی تھا جس کے پاس  
 ان کی تصویریں تھیں اور ان تصویروں کی وجہ سے انہیں ٹریس کر لیا  
 گیا تھا اور راول کی لاش کی اطلاع ملے ہی دوبارہ بھی ایسا ہو سکتا  
 تھا اس لئے راول کے پوائنٹ سے اس کی کار میں سوار ہو کر وہ  
 سیدھے مین مارکیٹ کی طرف بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ مین مارکیٹ سے  
 پہلے ایک جنرل پارکنگ میں خالی جگہ دیکھ کر عمران نے کار موڑ دی  
 اور جھد لہوں بعد کار وہاں روک کر وہ دونوں تیز قدم اٹھاتے پیدل  
 کی مین مارکیٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ چونکہ جب تک راول کی



سیراگنسن پول بہا ہوتا ہے۔ یہ سیراگنسن پول کے لیے ایک  
میراثہ آوازستانی ہے۔ یہ سیراگنسن پول کے لیے ایک  
میراثہ آوازستانی ہے۔ یہ سیراگنسن پول کے لیے ایک

بات ہے کہ انہیں عمران نے راول کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

نوافل تم میرے دوست ہو اور میں بے حد مشکل میں ہوں۔ پھر میری مدد کرو۔ سزا سیڑھے چلنے پر ایسا پی سے نکال دیا ہے اور تمہیں تو معلوم ہے کہ جسے راجہ نکال دے اسے کسی بھی گولہ مارا جاسکتا ہے۔ بس برا کس نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو غمراں کے چہرے پر ہلکی سی بےزاری کے تاثرات ابھرتے رہے۔

پھر اس کے بعد اذان میں کہار

وہ تجھے عقلی ہو گئی۔ میں نے شوگرانی کی بیڑی کھول دی تھی۔  
میں نے بیڑی دھڑکے لئے۔ کیونکہ اس کے چروں میں زخم ہو گئے تھے۔  
اس نے بیڑی منت کی کہ میں اس کی بیڑی کھول دوں تاکہ وہ بیڑیوں  
کو اچھی طرح غسل سکے۔ مجھے اس پر رحم آگیا اور میں نے اس کی بات  
مان لی۔ سو وہیں منت بچ رہی تھی۔ بیڑی دوبارہ اسے پہنا دی لیکن کسی

کریے اختیار جو ملک پر اس نے ہاتھ بڑھا کر کاغذ نکالا اس پر لکھا ہوا تھا: **اول** واپس جانے سے پہلے مجھے قون فخر و کرم نام میں ہتھیار ہے۔ **قون** کا مخطوطہ جس کا اس کے نیچے قون فخر اور عام بڑا کہیں لکھا ہوا تھا۔

اس کا مطلب ہے کہ ہمیں لباسوں کی طرح انہی کارے بھی  
خیر کار حاصل کرنا پڑے گا۔۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔  
نیکو لکھا ہوا ہے اس کا عقیدہ ماضی..... جو انا تھے پوچھا تو عمران  
نے اسے تفصیل بتا دی۔

یہ ہر اکس کون ہو سکتا ہے۔ یہ چاہتا ہے کہ خیریت بخیرے ہو۔

میں تھا۔  
 براؤل کا کوئی قریبی دوست لگتا ہے۔ تم یار کٹک ختمے باہر رکو۔  
 ہو سکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کوئی چال ہو۔ میں فون کر کے براؤل  
 سے بات کرتا ہوں۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

تو بہت گڑبا ہوں۔۔۔۔۔ میں نے کہا کہ یہ تو کیا ضرورت ہے، ماسٹر! ان ناچھیروں میں پھرنے کی۔ ہو گا کوئی اس کا دوست۔ ہمیں وہ دیکھا وئے نکلیا ہے۔۔۔۔۔ جو اب اپنے منہ بیٹاتے ہوئے

کتاب خانہ

" بات کر لیتے ہیں کیا عرج ہے۔ میں نے راول کی آواز اور لہجے میں  
بات کرنی ہے۔ بعض اوقات انہونی بھی ہو جاتی ہے..... عمران نے  
منکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر جا گزرتا ایک  
چمک توں بویش نظر آیا تو وہ اندر داخل ہوا اس نے حجب سے منہ

نے دیکھ لیا اور راجیہ کو بتا دیا۔ بس راجیہ بگڑ گیا۔ اس نے فوراً مجھے پی ایس بی سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ میں نے پارکنگ میں جہاز کی کار دیکھی تو میں نے پرچہ اس کے سٹڈل میں لگا دیا۔ میں وہاں زیادہ دیر ٹھہرتا تھا کیونکہ کس بھی لکھے مجھے کوئی ماری جا سکتی ہے۔ پلیز تم کچھ کرو پلیز۔ جہاز کی بات کنگ بہت ماننا ہے۔ تم مجھے راجیہ سے معافی دلوا دو۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کی آنکھوں میں آنکھیں آئیں۔ شوگرانی اور کنگ کے حوالے سے وہ بے اختیار جھٹک ہی اٹھتا تھا۔ شوگرانی پر اٹھنے والی بیڑی سے دونوں جھٹک پڑا تھا اور اس کے چہرے پر اٹھنے والی بیڑی سے دونوں الفاظ سننے ہی بکسر کا جب ہو گئی۔

تم اس وقت کہاں ہو؟ عمران نے پوچھا۔  
پارکنگ کے سامنے ہوٹل پارک وے کے کمرہ نمبر دو سو بارہ ہیں۔ پلیز کچھ کرو۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ چاہے میں پاتال میں کیوں نہ چھپ جاؤں۔ جو تین گھنٹوں کے اندر مجھے بہر حال کوئی مار دی جائے گی۔ پلیز کچھ کرو۔ برا کس نے روئے ہوئے لکھے ہیں کہا۔

میں جہاز کے پاس خود آ رہا ہوں۔ تم نے فکر نہ کرو۔ میں جہاز سے لے کر کچھ کروں گا۔ میرے آنے تک کمرے میں بی بی رہنا۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

اچھا۔ بے خبر ہو کر۔ تم نے مجھے دوبارہ زندگی کی امید دلا دی ہے۔ برا کس نے خوش ہوئے ہوئے کہا۔

تم نے فکر نہ کرو۔ سب اڑے ہو جانے لگا۔ عمران نے کہا اور بیڑی کی فکر وہ فون بوتھ سے نکلا اور تیز قدم اٹھاتا پارکنگ کی طرف آیا جس کے قریب جوتا بنا کر اٹھا۔

جب اللہ تعالیٰ کی مدد آجائے تو وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کا آدمی تصور بھی نہیں کر سکتا۔ عمران نے قریب آکر کہا تو جوتا بے اختیار جوتک پڑا۔

کیا ہوا ہے ماسٹر۔ کوئی خاص بات؟ عمران نے کہا۔  
جان، شوگرانی مغوی کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ کسی راجیہ کی تحویل میں ہے اور کسی پی ایس بی میں ہے۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

کیسے معلوم ہوا ماسٹر؟ عمران نے حیرت پھرے لکھے ہیں کہا۔  
تو عمران نے ہر اکس کے فون پر ہونے والی بات حیرت کے بارے میں بتا دیا۔

اوہ، وری گلا ماسٹر۔ واقعی اب بند رہے کھلے لگ گئے ہیں۔ عمران نے بھی مسرت پھرے لکھے ہیں کہا۔  
تو اب ہم نے اس برا کس سے پوری تفصیل معلوم کرنی ہے اور ہر برا راست وہاں رہنا کرنا ہے۔ عمران نے کہا اور تیز قدم اٹھا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جوتا بھی اس کے پیچھے تھا اور پھر سڑک پار کر کے دوبارہ ہوٹل پارک وے کے کمرہ نمبر دو سو بارہ گئے۔ دوسری منزل پر کمرہ نمبر دو سو بارہ کا دروازہ بند تھا۔ عمران نے



کال پین کا پین پڑ گیا۔

"کون ہے؟"..... ڈون فون سے براکس کی آواز سنائی دی۔

"راڈن"..... عمران نے راڈن کی آواز میں جواب دیتے ہوئے

کہا۔

"آؤ اچھا..... براکس کی نصرت بھری آواز سنائی دی اور چند

لمحوں بعد جسے وہ دروازہ کھلا۔ عمران دروازے میں موجود اپنے قدم اور

بجاری جسم کے آوی کو دھکیلتا ہوا اندر لے گیا۔ اس کے پیچھے جواٹا بھی

اندرو داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کر دیا۔

"تم کون ہو؟ کیا مطلب؟"..... اس آوی نے احتجاجی خوفزدہ

لہجے میں کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں راڈن نے بھیجا

ہے۔ تم نے اس کی گارنٹی سٹل میں پرچہ لگایا تھا اور پھر اس نے

ہمیں فون کیا تھا اور فون پر بتایا تھا کہ وہ خود یہاں تمہارے پاس آ رہا

ہے۔ لیکن آج تک اسے کنگ کی طرف سے ایئر جسنی کال آئی اور

اسے یہاں جانا پڑا اور اس نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے۔ میرا نام

ماہیکان ہے اور یہ میرا سہا تھی ہے لاکل..... عمران نے نرم جے میں

اسے سارے حوالے دیتے ہوئے کہا۔

"آؤ اچھا۔ لیکن تم کہاں ہوتے ہو۔ میں نے تو تمہیں پچھلے کہیں

نہیں دیکھا..... براکس نے کہا۔

"اب تو دیکھ لیا ہے۔ میں بھی تمہارے لئے نکالی ہے۔ تم ہمیں

تفصیل سے پل این پی کے بارے میں بتاؤ۔ کہاں ہے یہ پی این

پل..... عمران نے کہا تو کسی پریشان ہوا براکس نے لکٹ ایک جھٹکے

سے ہاتھ کر کے اٹھ گیا۔

تم: تم غلط لوگ ہو۔ کل جاؤ یہاں سے ورنہ میں ہوائی سیکورٹی

بلا دوں گا۔ لکٹ جاؤ ابھی اس وقت..... براکس نے جھٹکے ہوئے کہا۔

"ارے ارے اس میں اسٹور مجھے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں

اگر بدو کی ضرورت نہیں ہے تو ہم وہاں چلے جاتے ہیں..... عمران

نے اٹھتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کے اس فقرے اور اس کی

مسکراہٹ نے براکس کے سینے ہوئے جسم کو قدرے ڈھیلا کر دیا اور

پھر اس سے پہلے کہ وہ سمجھتا عمران کا بازو پھلکی کی سی تیزی سے گھوما اور

براکس جھٹکا ہوا اچھل کر سامنے پر جا کر۔ کتنی تیزی سے وہ پیڑی ہوئی

الٹی کی مخصوص ضرب سے اسے نیچے گر کر گر پڑنے کے قابل بھی نہ

پھوڑا تھا۔

"اس سے تفصیل سے بات کرنا ہوگی۔ کوئی دسی دیکھو یا پورے

اتار کر اس کی دسی بنا لو..... عمران نے کہا۔

"کرے میں کتنی بھی وقت کوئی آسکتا ہے ماسٹر۔ اس لیے کیوں نہ

اسے اٹھا کر کسی باور چکر لے چلیں..... جواٹا نے کہا۔

"کہاں۔ اور ہوائی سے کیسے نکالیں گے اسے..... عمران نے

کہا۔

"ہاں، واقعی یہ بات تو ہے..... جواٹا نے الجھے ہوئے لہجے میں

کہا۔

میرا ان کی طرف بڑھا دیا۔  
 "ہاں ہوش میں لے آؤ....." عمران نے کہا تو چوٹانے ایک ہاتھ  
 سے اس کا ٹانگ اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب برائ کن کے جسم  
 میں حرکت کے تاثرات نمودار ہوئے، گکے آویجا انا نے ہاتھ پٹایا اور

یہ یوں لگا کہ ان نے پی ایس پی سے یوں لڑا تھا کہ..... عمران خان نے خراشے ہوئے  
 کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیشانی پر ایک اور ضرب لگا دی اور  
 براکس نے اس طرح بولنا شروع کر دیا جیسے ٹیپ ریکارڈ آؤں ہو جاتا  
 تھا۔ وہ اب لا شعوری طور پر سب کچھ بتا رہا تھا۔ عمران مسلسل اس  
 سوال پر تیار رہا اور براکس جواب دیتا رہا۔ براکس چونکہ خود ہی ایس  
 پی میں اسرائیل عرصہ سے کام کر رہا تھا اور اسے شوگر الٹی کی دیکھ بھال  
 اور ٹکر الٹی پر لگایا گیا تھا اس لیے عمران نے اس سے ہر وہ بات معلوم  
 کر لی جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ براکس نے جو کچھ پی ایس پی کے



بارے میں بتایا تھا اس کے مطابق یہ شہر کے مغرب میں ایک  
 مسافاتی کالونی ہے والے کالونی کہا جاتا تھا اور ایک بڑی چوٹی کو کہا  
 جاتا تھا۔ اس چوٹی کی حفاظت کے لئے اچھائی جدید ترین سائنسی  
 آلات اس انداز میں نصب تھے کہ کوئی آدمی رپلی ایس پی کے بیچارج  
 رائیڈ کی خصوصیت اجازت کے بغیر اندر جاسکتا تھا اور نہ ہی باہر آسکتا  
 تھا۔ ہر اندر آنے اور باہر جانے والے کو ایک مخصوص چپ دی جاتی  
 تھی جس کی موجودگی میں آلات اپنا پرانیکہ کرتے تھے ورنہ بغیر  
 اس چپ کے کوئی آدمی اندر آنے یا باہر جانے کی کوشش کرتا تو  
 بلاکٹ فیزجیکل تھپکتے ہیں اسے راکھ کا ڈھیر بنا دیتی تھیں۔ پی ایس  
 پی اصل میں سائبر کا عملی ہیڈ کوارٹر تھا۔ سائبر مافیا کی تمام عملی  
 کارروائیاں پی ایس پی کے ذریعے ہی کی جاتی تھیں اور پی ایس پی کو  
 اس قدر خفیہ رکھا گیا تھا کہ سائبر سے تعلق رکھنے والے صرف چند  
 لوگوں کو ہی اس کے بارے میں معلوم تھا۔ رائیڈ وہاں آٹھ افراد کے  
 ساتھ رہتا تھا اور یہ آٹھوں افراد بھی پوری طرح تربیت یافتہ تھے۔  
 براکس نے بتایا کہ پی ایس پی میں اگر رائیڈ کی مرضی کے خلاف کوئی  
 کام کیا جاتا تو رائیڈ کی عجیب عادت تھی کہ وہ قصور وار کو فوری سزا  
 دینے کی بجائے اسے خصوصی چپ دے کر پی ایس پی سے باہر جانے کا  
 حکم دے دیتا تھا اور ساتھ ہی سائبر مافیا کے تمام افراد تک اس کی  
 ہدایات کی جاتی کہ جو ہیں گھنٹوں کے اندر اندر قصور وار کو وہ چاہے  
 جہاں بھی ہو ٹرین کر کے بلاکٹ کر دیا جائے۔ براکس کے بھولے والد

اسے جو ہے علی کا تکمیل کہتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ قصور وار کو فوری سزا  
 دے کر شتم کر دینا اصل میں اس کے ساتھ رحم کرنا ہے۔ قصور وار کو  
 جب وہ جیل گھنٹے ہر طرف سے موت کا دھڑکا لگا رہتا تھا تو اسے صحیح  
 معنوں میں سزا ملتی تھی اور سائبر مافیا پی ایس پی کو ٹاپ سیکرٹ اور  
 اچھائی محفوظ خیال کرتے ہوئے اچھائی اہم ترین افراد جن کی حفاظت  
 کی جانی مطلوب ہو اسے پی ایس پی میں ہی رکھا جاتا تھا۔ شوگرانی  
 دھڑیاں چھا کر رکھا گیا تھا اور وہاں ایک آدمی مستقل طور پر اس کے  
 سر پر سوار رہتا تھا۔ براکس کی ڈیوٹی بھی شوگرانی پر لگائی گئی تھی لیکن  
 اس نے اس کی بات مان کر رائیڈ کی اجازت کے بغیر اس کی بیڑیاں  
 تھوڑی دیر کے لئے بھول دی تھیں اور اس پاؤش میں اسے قصور وار  
 قرار دے کر پی ایس پی سے باہر بھجوا دیا گیا تھا۔ براکس نے بتایا تھا کہ  
 جسے قصور وار قرار دے کر باہر بھجوا دیا جاتا ہے اسے ایسی چپ دی جاتی  
 ہے جو صرف باہر جانے کے کام آتی ہے۔ اس کے ذریعے پی ایس پی میں  
 والے اندر نہیں آیا جاسکتا تھا۔ عمران کے کہنے پر جو اٹاٹے براکس کی  
 ہیپ سے وہ چپ بھی برآمد کر لی۔ عمران نے اسے بغور دیکھا اور وہ  
 لگ گیا کہ براکس جو کچھ کہہ رہا ہے وہ درست ہے۔ پی ایس پی کو  
 اچھائی جدید ترین آلات کی مدد سے محفوظ کر دیا گیا ہے۔ چوکیہ عمران  
 بدانتہا تھا کہ اب براکس والیں ہوش میں نہ آسکے گا اس لئے اس نے  
 ہیپ سے مٹھیں پٹل نکالا اور اس کی قال براکس کے پیٹ پر دل کی





راکھ گا اور حیرت انگیز تھی۔ تھیں سہرا خیر اپنے ساتھیوں کو یہاں ہر طرح کی  
آسائش پہنچا رہا تھا لیکن اس کی نشت میں معافی کا کوئی لحاظ نہ تھا۔ اگر  
اس کا کوئی ساتھی اس کی مرضی کے خلاف یا اس کی اجازت کے بغیر  
کوئی اجتماعی معمولی سا اقدام بھی کرتا تو وہ اسے فوری طور پر موت کی  
سزا دے دیتا لیکن موت کی سزا دینے کا بھی اس کا اپنا طریقہ کار تھا۔ وہ  
اس آدمی کو پی ایس پی سے باہر بھجوا دیتا اور پھر پورے لوہا پاک میں  
موجود اپنے آدمیوں کو حکم دے دیتا کہ وہ قصور وار کو ٹریس کر کے  
ہلاک کر دیں۔ اس طرح ایک لحاظ سے وہ ہمیشہ دو قاتلوں والی اپنی  
مخصوص بے رحم جس کی تکمیل بھی کر لیتا تھا۔ اس وقت بھی وہ اپنے  
آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔ میز پر دو مختلف رنگوں کے فون سیٹس کے  
ساتھ ساتھ ایک مشین موجود تھی جس کی برقی سی سکرین اس وقت  
کارہائے تھی۔ اس کے ایک آدمی براکس نے اس کی اجازت کے بغیر  
شوگر والی مشین کی پرویاں کچھ دیر کے لئے کھول دی تھیں۔ اس نے اس  
نے اسے موت کی سزا دے کر پی ایس پی سے باہر بھجوا دیا تھا اور اس  
کے ساتھ پی ایس نے پورے لوہا پاک میں موجود اپنے آدمیوں کو اس  
حکم کے بارے میں اطلاع کر دی تھی لیکن کسی کو یہ اجازت نہ تھی کہ  
وہ اس قصور وار کو ہلاک کر کے اسے فون پر اطلاع دے تاکہ یہ ان کا  
فرض تھا کہ جیسے ہی قصور وار کو ٹریس کیا جائے وہ اسے اطلاع کرتے  
اور پھر اپنے ساتھ ایک مخصوص آلہ لے کر قصور وار کے پاس جاتے  
اور آلے کی مدد سے جاری کارروائی کی تصاویر و میز پر رکھی ہوئی مشین

کی سکرین پر براہ راست دیکھ سکتا تھا۔ اس طرح وہ کمزور ہو جاتا کہ  
اس کے حکم کی اس کی مرضی کے مطابق تکمیل کر دی گئی ہے۔  
براکس کے بارے میں وہ اطلاع دے چکا تھا اور اب آفس میں بیٹھا وہ اس  
کے ٹریس ہونے کے بارے میں کسی اطلاع کا منتظر تھا تا کہ وہ  
اس کی موت کا منتظر سکرین پر اپنی آنکھوں سے دیکھ سکے۔ لیکن ابھی  
تک اسے براکس کے ٹریس ہونے کی اطلاع نہ ملی تھی۔ گو وہ اتنی دیر  
ہو جانے پر دل ہی دل میں بیچ و تاب بھی کھاتا تھا لیکن اس کے ساتھ  
ساتھ اسے کھلے یقین تھا کہ براکس ہر حال میں نہیں گھٹنے کر رہے۔  
پچھلے ٹریس ہو کر ہلاک ہو جانے کا پھر تجربہ نہیں گھٹنے کر رہے۔  
لیکن کوئی فون نہ آیا تو راستہ کا چہرہ غصے سے بھل اٹھا۔ اس نے فون  
کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔  
"ہاں۔ راستہ بول رہا ہوں۔ راستہ بولے رسیور مٹھا کر بھاڑ  
کھانے والے لے جینا گرام۔"

"پراگ بول رہا ہوں پاس۔ براکس کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ  
اس وقت پارک وے ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں بیٹھا ہوا ہے اور  
کمرے کے باہر "ٹوڈسٹر" کا سلیو گن روشن ہے۔ دوسری  
طرف سے اجتماعی مواد ہاتھ لے جینا گرام۔"

کچھ ٹریس ہوا۔ راستہ نے اس بار غصے میں کیونکہ یہ  
ہاتھ من کر کہ براکس ٹریس ہو گیا ہے اس کا قصہ ختم ہو گیا تھا۔  
"ہاں، تمام ہوٹل چھان مارے گئے لیکن پارک وے ہوٹل کا

کسی کو خیال ہی نہ آیا کیونکہ وہ بے حد مہنگا اور نگہبازی ہو چکا ہے لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ برا کس بچے اس ہوش کے بھینچ کا سیکورٹی گارڈ رہا ہے۔ اس لئے اسے اسے وہاں سب چلتے ہیں اور وہ اسے انتہائی رعایتی قیمت پر کمرہ مہیا کر سکتے ہیں۔ چنانچہ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ واقعی اس ہوش کے کمرہ نمبر دو سو بارہ میں موجود ہے لیکن اس نے ڈھائی تیس گھنٹوں سے چونکے نوٹسٹر بنیں گا سلوگن روشن کیا ہوا ہے اس لئے اس کے کمرے میں کوئی نہیں گیا۔ ویسے وہ ہے اندر..... پراگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ سینٹیل کیرہ لپے کار میں لگا کر اسے آبن کمرہ اور کمرے میں جا کر اسے پلاک کر دو..... راجیٹ نے بڑے اطمینان سے بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس طرح برا کس کے قتل کا حکم دے رہا تھا جیسے کسی انسان کی بجائے کسی ضرور دساں کیرے کو پلاک کرنے کا کہہ رہا ہو۔

"نہیں ہاں..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی راجیٹ نے برسیور رکھ دیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے رکھی ہوئی ہتھین کا بائیں پرہیں کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہتھین کی سگریٹیں ایک جھراکے سے روشن ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سگریٹیں پراگ ہوش کے بڑے ہال کا مسٹر ایمر آیا۔ اس کی لفٹ کے باہر ایک درمیانے قد لیکن بھاری جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ یہ پراگ تھا۔ اس کے کان میں موجود سینٹیل کیرہ انڈر وک کا تمام مسٹر سگریٹیں پراگ کر رہا

تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہلکی ہلکی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد لفٹ نیچے آئی۔ اس کا دروازہ کھلا اور چار آدمی اور ایک عورت لفٹ میں سوار ہو گئیں اور پھر لفٹ اوپر چڑھنے لگی۔ دوسری منزل پر پراگ لفٹ سے باہر آگیا اور پھر زبرداری میں چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ ایک جد دروازے کے سامنے رکتا گیا۔ دروازے پر ابھرنے والے دو سو بارہ کے پھر زخامت نظر آ رہے تھے اور دروازے کے اوپر نوٹسٹر بنیں گا سلوگن بھی چلتا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔ پراگ نے کال ہیل کا بٹن دبایا کیا لیکن جب کچھ دیر تک کوئی جواب نہ آیا تو پراگ نے ہینڈل کو کھپا یا تو دوسرے لے دروازہ کھلتا چلا گیا۔ وہ اندر سے لاک نہ تھا اور اس کے ساتھ ہی راجیٹ سیدھا ہو کر چلے گیا۔ اس کی آنکھوں میں پھر ٹھٹک ایمر آئی تھی کیونکہ اب اس نے برا کس کی موت کا مسٹر دیکھنا تھا لیکن پراگ جیسے ہی اندر داخل ہوا اور سگریٹیں پراگ کرے گا اندرونی مسٹر نظر آیا تو راجیٹ نے اچھا راجیٹ پڑا اور بھی حالت پراگ کی ہوئی کیونکہ سامنے ہی پراگ کس ایک کرسی پر موجود تھا۔ اس کی گردن لگی ہوئی تھی اور جسم ڈھیلا پڑا ہوا تھا۔ اس کے سینے پر موجود خون کا پھیلا ہوا دھبہ دکھائی دے رہا تھا۔

"یہ تو مر چکا ہے ہاں..... پراگ کی آواز سنائی دی اور پھر وہ تیری آگے بڑھا اور اس نے ایک ہاتھ سے برا کس کا سر پکڑ کر اوپر کیا تو اس کی بے نور آنکھیں سامنے آ گئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے کانوں میں بھی آواز سے زیادہ کٹے ہوئے تھے اور اس کا جسم کرسی











باہر برآمدے میں موجود افراد کو گولیوں سے اڑانا ہے اور اس کے ساتھ  
 اپنی اپنے موجود افراد کا بھی جو شخصیں درمیں میں ہوں گے ان کا خاتمہ کرنا  
 ہے اور پھر نیچے تہہ خانوں میں جا کر وہاں موجود افراد کا خاتمہ کرنا ہے۔  
 یہ کل آٹھ افراد ہیں جن کا کام تم نے خاتمہ کرنا ہے۔ یہ لوگ کہاں کہاں  
 موجود ہو سکتے ہیں اور کس کس ریلے کے وہاں پہنچا جاسکتا ہے یہ سب  
 کچھ تم بے پراگش سے اس لیا تھا یا نہیں؟۔۔۔ عمران نے تیر گوشی  
 کرتے ہوئے کہا۔

اس ماہر آپ بے فکر رہیں لیکن فائرنگ تو کرنا پڑے گی۔۔۔ جو انا  
 نے اپنی آنسو سے کہا۔

پہاں۔ لیکن کوئی شخص کرنا کہ فائرنگ کم سے کم ہو۔۔۔ عمران  
 نے کہا اور جو اٹالے اشبات میں سر ملایا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے  
 کے پیچھے چلتے ہوئے شاہی لگی سے ہو کر فرسٹ سائیڈ پر پہنچ گئے۔ وہاں  
 دو تہی برآمدے ہیں چار۔۔۔ افراد بکترے ایک دوسرے سے بڑے  
 ایسی فوٹ میں رہا تین کر رہے تھے۔ ظاہر ہے انہیں معلوم تھا کہ اندر  
 کوئی آپ نہیں سکتا اس لئے وہ سب دھیلے ڈھالے انداز میں کھڑے  
 تھے۔ یہ اور بات تھی کہ انہیں وہاں کھڑے ہو کر ڈیوٹی دینا تھی۔ اس  
 لئے وہ صرف ڈیوٹی ہی دے رہے تھے۔ جو انا نے جب سے مشین پشیل  
 نکال لیا اور عمران کے اشارہ کرتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھا اور  
 دوسرے لکھے بہت ریلے کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی ایسا ہی شخص  
 گونجیں اور وہ چاروں ہی پٹختے ہوئے نیچے گرے اور پھر برآمدے کی

سیڑھوں سے ٹپکتے ہوئے نیچے گئے۔۔۔ جا کر بے جھک جواتا انہیں  
 پھلانگتا ہوا انہی کی اپنی تیزی سے برآمدے کے گوشے میں موجود  
 دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں سے مشین دوم کو براستہ پھانسا تھا۔  
 عمران برآمدے میں چڑھ کر وہ عینا ہی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھتا  
 چلا گیا۔ براگش سے اس نے پی ایس پی کا پورا نقشہ معلوم کر لیا تھا۔  
 اس لئے اسے معلوم تھا کہ ریسائیڈ کا آفس تھا۔ عمران نے دروازے پر  
 ایک محدود وارڈ انگیا اور یہی ریسائیڈ کا آفس تھا۔ عمران نے دروازے پر  
 لاک مار لی تو وہ وارڈ ایک دھماکے سے پھٹا چلا گیا اور سیدھے ہی میر  
 کے پیچھے ایک پادی کراسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس رنگی دروازے کی طرف  
 سائیڈ تھی۔

عمران کئی چھوٹے عقاب کی طرح اس پر چھوٹا اور دوسرے لکھے  
 اس کا ہاتھ اس کی گردن پر پکڑا تھا۔ اس کے ساتھ ہی دو آدمی اس میں  
 قلابازی پکڑتا ہوا ایک دھماکے سے نیچے فرش پر جا گرا۔ یہ سب کچھ  
 اس قدر تیزی سے وقوع پذیر ہوا کہ اس آدمی کو ہوا یقیناً راسخ تھا۔  
 بھی ہو تو نہ مل سکا تھا۔ عمران اس کے فرش پر گرے ہی تیزی سے  
 آگے بڑھا اور اس نے جھک کر ایک ہاتھ مٹن کے سر پر اور دوسرا ہاتھ  
 اس کے کان پر رکھ کر سر کو محفوظ میں مایہ آزار میں ڈھکے دیا تو اس کا  
 سر ہوتا ہوا چہرہ تیزی سے بائیں طرف ہوتا ہوا گیا۔ عمران تیزی سے  
 سیدھا ہوا اور پھر وہاں سے مرکز کر کے باہر نکل گیا۔ اب وہ جلد از جلد  
 ٹوکائی تک پہنچنا چاہتا تھا جو اس کا اصل مشن تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ





"جیہاں یہ بڑا ایسا آکر مجھے مہوہ کی دھکیلاں دیتا تھا۔۔۔ شوکانی فرشتے سے ہوش پڑے ہوئے ڈائری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے نصرت میجر کے لیے میں کہتا ہوں۔

"ہاں سپر پیٹن کا انچارج فرامیہ ہے۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔ میجر تھوڑی دیر بعد جو اٹاوا ایس آگیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ڈی جاز ہر تھا جو اس نے عمران کی طرف بڑھا دیا۔

"اے اپنے پیاس دیکھو۔ ہم نے اس گٹر کے ذریعے ہی والیں جانا ہے۔۔۔ عمران نے کہا اور جو اٹاوا نے اثبات میں عرض ملا۔ یہ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں شوکانی سسپٹ ہیرولی گٹر سے باہر آگئے اور عمران کے بچنے پر جو اٹاوا نے گٹر کا کھنکھیں والی ڈک ڈیا۔

"جو اٹاوا اب تم نے شوکانی کو ساتھ لے کر والیں جانا ہے۔۔۔ عمران نے کارڈ کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اور آپ باسٹو۔۔۔ جو اٹاوا نے جواب دیا۔

"میں اس کٹنگ سٹوڈنٹ کی خیریت پوچھ کر ہی آؤں گا۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر! تمہیں کس چیز میں پھنسا دیتے ہیں۔۔۔ والیں پر ساتھ لیتے جاؤ گے۔۔۔ جو اٹاوا نے بڑک رک کر کہا۔ وہ شاید عمران کے ساتھ بڑھا چاہتا تھا۔

"میں اپنے ہاتھ دھوئے میں ہم ان کے نصیب کر دیا ہے۔۔۔ اس پورے اڈے کو تباہ کر دوں۔ اس طرح غلبہ بٹائے اور ایٹمی ہتھیار

میں کچھ وقت لگ جائے گا اور اس دوران شوکانی کو حفاظت یہاں سے لگائی جائے گی۔۔۔ عمران نے کہا۔ شوکانی کے قریب ہو جانے کی خبر پہنچ گئی تو وہ پورے "لوپ ک" پر قیامت برپا کر دے گا۔۔۔ عمران نے کہا۔

مٹھیک ہے ماسٹر! جسے آپ کی مرضی ہے۔۔۔ جو اٹاوا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

یہاں سے واشنگٹن کے لیے کارڈ فراغت مل جاتی ہے۔۔۔ شوکانی کو لے کر جب تک واشنگٹن پہنچے ہیں۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور کو جلدی صورت حال بتا دوں گا۔۔۔ عمران نے کہا۔ ساتھ ساتھ کے افراد جیسے چک کر لیں گے اور پھر باقی کام ان کا۔۔۔ لیکن تم نے یہاں شوکانی کی حفاظت والیں تک ہر لمحہ دیکھنا ہے۔۔۔ عمران نے کہا۔

اور مٹھیک ہے ماسٹر! میں بھی گیا ہوں کہ آپ مجھے کیوں ساتھ لیتے ہیں۔۔۔ آپ جیسے فکر نہیں میں اپنا کام بخوبی سمجھتا ہوں۔۔۔ جو اٹاوا نے کہا اور عمران نے ہاتھ پر مسکرایا۔



بھی ٹھہر کر کیا جائے جن میں ایک مقامی ہے اور ایک حبشی۔ ان دونوں کی تصویریں بھی ان کنگ گھنٹ گھنٹ اور پھر جب اس نے حمام کھونج نکالیا تو اسے معلوم ہوا کہ شوگرانی نوجوان اور حبشی دونوں چار ٹرڈ فلانت کی ذریعے واسٹنگلے گئے ہیں اور جب ڈان کو اس کا علم ہوا تو اس وقت گرو چکا تھا کہ چار ٹرڈ فلانت کو واسٹنگلے چکے ہوئے بھی ایک گھنٹ گرو چکا تھا جبکہ دوسرا مقامی آدمی غائب ہو گیا تھا اس کا کہیں سے کوئی اٹا ہے عدل دیا تھا۔ ڈان نے جب یہ اعلان دیتے کے لئے کنگ سلوان کو فون کیا تو دوسری طرف گھنٹ گھنٹ بھی یہی لیکن کسی نے یہ سچا سچ اٹھا یا اس کے بعد اس نے کنگ سلوان کے سٹیٹ کو آرڈر انچارج تھا جس کو فون کیا لیکن وہاں بھی فون اٹھا کر کیا گیا تو ڈان نے جھڑپ پریشان ہو گیا اور اسی پریشانی کو دور کرنے کے لئے اس نے مارشل آرٹ سنٹر بھی کر دیرٹ براؤن کے ذریعے کنگ سلوان سے رابطہ کرنے کا سوچا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کنگ سلوان کا سٹیٹ کو آرڈر مارشل آرٹ سنٹر کے نیچے موجود ہے اور وہاں کا راستہ بھی دیرٹ براؤن کے آفس سے ہی جاتا ہے اور دیرٹ براؤن سے کنگ سلوان کا مسلسل رابطہ بھی رہتا ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ دیرٹ براؤن کے آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ دیرٹ براؤن کو اطلاع اس کی آمد کی سمجھا دی گئی تھی اس لئے اس نے اس کا استقبال دروازے پر آکر کیا۔

بلڈھاؤڈ کے چیف کو اگر بلڈھانا پتہ ہو گئی ہو تو میں اعظام کر

بلڈھاؤڈ کے چیف ڈان نے مارشل آرٹ سنٹر کی پارکنگ میں کارروائی اور پھر نیچے اتر کر وہ سیزر قدم پر اٹھاتا آگئے ہوجنا چلا گیا۔ وہ نے شہاز پارک میں آچکا تھا کیونکہ یہاں کا شیڈنگ ڈائریکٹر ابوت براؤن اس کا گہرا دوست تھا اور ان دونوں نے ایک ہی استاد سے مارشل آرٹ سیکھا تھا۔ لیکن اب وہ صرف دیرٹ براؤن سے ملنے کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ وہ دیرٹ براؤن کے ذریعے کنگ سلوان سے رابطہ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اس نے جب کنگ سلوان کو پی ایس پی کی شہزادی تھی تو کنگ نے اسے ہدایت کی تھی کہ پی ایس پی میں موجود شوگرانی نوجوان کی لاش دیکھ کر اسے اطلاع دے اور جب علیہ ملنے کے باوجود شوگرانی نوجوان کی لاش دستیاب نہ ہوئی تھی تو اس نے کنگ کو رپورٹ دی تھی اور کنگ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ بلڈھاؤڈ کے ذریعے صرف اس شوگرانی نوجوان کو تلاش کرے بلکہ ان دو افراد کو

راہٹ براؤن نے ڈان سے ہاتھ ملاتے ہوئے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ سنا ہے کہ تمہارے اندر ضرورت سے دیا ہوا پلٹا بھر گیا ہے۔"

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ہو گیا۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

ڈان نے جواب دیا اور وہ دونوں دوستوں نے اختیار فیصلہ باز نظر نہیں

دیئے۔

تم درست کہہ رہے ہو۔ معاملات میں کوئی خاص گزبڑ ہے۔

رابرٹ براؤن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

کیا گزبڑ ہو سکتی ہے؟..... ڈان نے کہا۔

ہمیں ہیڈ کوارٹر جانا ہوگا..... رابرٹ براؤن نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نکالا اور دراز بند کر کے اس نے اس ریموٹ کنٹرول بنا

آلے کا رخ اندرونی دیوار میں موجود ایک الماری کی طرف کر کے

ایک بٹن پریس کر دیا تو الماری سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار میں

غائب ہو گئی اور اب وہاں ایک آدمی کے گزرنے کا راستہ موجود تھا۔

”آؤ میرے ساتھ“..... رابرٹ براؤن نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈان

بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ رابرٹ براؤن نے پہلے اپنے آفس کا دروازہ اندر سے

لاک کیا اور پھر الماری کے کھینکنے سے پیدا ہونے والے خلا میں دوسری

طرف موجود سیردھیاں اترتا چلا گیا۔ ڈان اس کے پیچھے تھا۔ اس کے

جسم میں ایک سرسراہٹ ہو رہی تھی کیونکہ وہ پہلی بار کنگ سلوان

کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک چھوٹے سے

کمرے میں پہنچے اور پھر اس کمرے سے وہ دوسری طرف جیسے ہی ایک

ہال بنا کمرے میں گئے۔ وہ دونوں حیرت سے بت بنے کھڑے رہ گئے

کیونکہ وہاں چھ افراد فرش پر بڑے ہوئے تھے اور ان کے جسم گولیوں

سے چھلنی تھے۔ ان میں ایک لاش تھامس کی بھی تھی۔

”اوہ، اوہ۔ یہ سب کیا ہے؟..... چند لمحوں بعد رابرٹ براؤن نے

جج کر کہا تو ڈان کو بھی جیسے ہوش آگیا۔

ہمیں کنگ کا معلوم کرنا ہو گا سہاں تو میرے خیال میں قتل

عام کیا گیا ہے؟..... ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن تیزی سے مڑا اور پھر

ایک راہداری میں بھاگتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ڈان بھی اس کے پیچھے

تھا۔ پھر وہ ایک بڑے آفس بنا کمرے میں پہنچے تو ایک بار پھر حیرت و

شدت سے بت بن کر رہ گئے کیونکہ آفس کے قالین پر کنگ سلوان کی

لاش پڑی تھی۔ اس کا سینہ بھی گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا تھا۔

”اوہ، اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے سہاں کوئی اندر آ ہی نہیں سکتا۔ پھر

یہ کیسے ہوا؟..... رابرٹ براؤن نے جیسے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کوئی دوسرا یا کوئی خفیہ راستہ تو نہیں ہے؟..... ڈان نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تو وہ بے

اختیار اچھل پڑا۔ اسے خیال آیا تھا کہ کنگ سلوان کی موت کے بعد

سانگر مافیا کا چیف وہ خود بن چکا ہے۔

”رابرٹ براؤن سنو۔ اب کنگ سلوان کی موت کے بعد میں ڈان

چیف آف بلڈ جاؤنڈز سانگر مافیا کا چیف بن چکا ہوں اور سنو تم میرے

دوست ہو۔ اس لئے میں تمہیں تھامس کی جگہ اپنا نمبر نو بنا سکتا

ہوں۔ بولو تیار ہو یا..... ڈان نے دانستہ یا کہہ کر فقرہ مکمل نہیں

کیا تھا۔

”اوہ، واقعی ڈان۔ تم اب چیف ہو۔ میں تسلیم کرتا ہوں اور

تمہاری مہربانی کہ تم مجھے یہ عہدہ دے رہے ہو۔ میں حلفا ہکتا ہوں کہ



ہمیشہ تمہاری تابعداری کروں گا۔۔۔۔۔ رابرٹ براؤن نے فوراً جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈان کے چہرے پر یکھٹ مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔  
 "تو ایسا کرو کہ فوراً تمہاس کے سامان کو چھیک کر دو۔ اس میں یقیناً کوئی فائل ہوگی جس میں سانگر مافیا کے تمام چھوٹے بڑے اڈوں اور سیکشنوں کی تفصیل موجود ہوگی۔ ان سب کو فون پر اطلاع دے دو کہ کنگ سلوان اور تمہاس ہلاک ہو چکے ہیں اور اب کنگ سلوان کی جگہ سانگر کا ڈان چیف بن چکا ہے اور تم تمہاس کی جگہ سانگر کے نمبر نو ہو۔۔۔۔۔ ڈان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہوگا لیکن پہلے یہ تو چھیک کر لیں کہ یہ سب کچھ کیا کس نے ہے اور وہ کہاں سے آیا ہے۔ وہ کون تھا۔ ورنہ وہ ان کی طرح اچانک ہمارے سروں پر بھی تو پہنچ سکتا ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ براؤن نے کہا اور ڈان نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہوں نے وہ راستہ تلاش کر لیا جہاں سے کوئی اندر آیا تھا اور وہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر کے واپس اسی رستے سے چلا گیا تھا اور یہ راستہ گٹر کا تھا کیونکہ گٹر کا ڈھکن ایک طرف ہٹا ہوا ہوتا تھا اور خفیہ راستہ جو اندر سے کنکریٹ کی دیوار سے بلا کڈ تھا ویسے ہی بند تھا۔

"یہ یقیناً وہی پاکیشیائی بمبٹ ہی ہوگا۔ وہ ایک آدمی جو اس شوگرانی نوجوان اور حبشی کے ساتھ واپس نہیں گیا بلکہ یہیں کہیں غائب ہو گیا تھا۔ وہی لوگ جنہوں نے پی ایس پی کو تباہ کر دیا اور اس شوگرانی کو لے اڑے۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن حیرت بھری

نظروں سے اسے دیکھنے لگا کیونکہ اسے تو اس بارے میں کچھ معلوم ہی نہیں تھا اور پھر جب ڈان نے اسے تفصیل بتائی تو اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

"پھر تو یہ اتہائی خطرناک لوگ ہیں۔۔۔۔۔ رابرٹ براؤن نے کہا۔

"یہ بمبٹ لوگ واقعی خطرناک ہوتے ہیں۔ اصل میں چیف نے اس چکر میں پڑ کر بڑی غلطی کی تھی۔ ہمارا کام منشیات کی سمگلنگ ہے حکومتی مسائل میں پڑنا نہیں ہے اور چیف طاقت کے زعم میں ایگریمن حکومت کے کہنے پر اس چکر میں پڑ گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے۔ ہم اس چکر میں نہیں پڑیں گے۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا تو رابرٹ براؤن نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"یہ کام چیف کو کس نے دیا تھا۔۔۔۔۔ واپس چیف کے آفس کی طرف آتے ہوئے رابرٹ براؤن نے کہا۔

"بلیک شیڈ کے چیف جان وکٹر نے۔ وہ سپر چیف گریٹ مین کا دوست ہے۔۔۔۔۔ ڈان نے جواب دیا۔

"تمہیں یہ سب کچھ کیسے معلوم ہوا ہے۔۔۔۔۔ رابرٹ براؤن نے پوچھا تو ڈان بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاس میرا دوست تھا۔ اس نے مجھے یہ ساری تفصیل بتائی تھی۔۔۔۔۔ ڈان نے کہا اور رابرٹ براؤن نے اثبات میں سر ہلادیا کیونکہ وہ بھی ان کی دوستی سے واقف تھا اور پھر وہ دونوں ابھی آفس

تک پہنچے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور ڈان نے تیزی سے آگے بڑھ کر رسیور اٹھالیا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

”یس..... ڈان نے بڑے بارعب لہجے میں کہا۔

”کنگ سلوان سے بات کراؤ۔ میں بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا تو ڈان نے معنی خیز نظروں سے رابرٹ براؤن کی طرف دیکھا۔ جیسے کہہ رہا ہو کہ میں نے درست بتایا تھا ناں اور رابرٹ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

بلیک شیڈو کا چیف جان وکٹر اپنے آفس میں بیٹھا اپنے کام میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جان وکٹر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس..... جان وکٹر نے کہا۔

”شوگران سے رالف کی کال ہے چیف“..... دوسری طرف سے مودبانہ آواز سنائی دی تو جان وکٹر چونک پڑا۔

”شوگران سے۔ اوہ، کراؤ بات“..... جان وکٹر نے چونک کر کہا۔

”ہیلو چیف۔ میں رالف بول رہا ہوں“... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

”تم۔ کیوں کال کی ہے۔ ٹولی خاص بات“ جان وکٹر نے کہا۔



"چیف۔ شوکانی واپس شوگر ان پہنچ چکا ہے۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے انوں میں پگھلا ہوا سیسہ انڈیل دیا ہو۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔" جان وکٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے خود اپنی آنکھوں سے اسے دیکھا ہے چیف۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کیسے۔ تمہارا اس سے ایسا کیا تعلق ہے کہ تم اسے وہاں پہنچتے ہی براہ راست دیکھو۔" جان وکٹر نے باقاعدہ جرح کرنے والے انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"چیف، میں اپنے ایک ذاتی کام سے ایرپورٹ پر موجود تھا کہ میں نے وہاں سائنسدان ڈاکٹر چیانگ کو دیکھا اور میں اسے ایرپورٹ پر دیکھ کر یہی سمجھا کہ وہ ملک سے فرار ہو رہا ہے لیکن جو فلائٹ جانے والی تھی۔ میں نے اس کی لسٹ چیک کی تو اس میں ان کا نام نہیں تھا۔ اس لئے میں سمجھ گیا کہ وہ کسی کے استقبال کے لئے وہاں موجود ہے۔ پھر پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ جب ایرپورٹ پر پہنچی تو اس میں سے شوکانی باہر آیا۔ اس کے ساتھ دو پاکیشیائی بھی موجود تھے۔ شوکانی اپنے باپ سے بڑے گرجوشانہ انداز میں ملا۔ میں ان کے قریب آگیا۔ ان کے درمیان جو سرسری سی گفتگو ہوئی اس سے صرف دو نام سامنے آئے ہیں ایک علی عمران اور دوسرا سرد اور گا۔ پھر وہ سب

کاروں میں بیٹھ کر چلے گئے اور میں آپ کو رپورٹ دے رہا ہوں۔" رالف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، کہیں یہ ڈاج نہ ہو۔ کسی کو شوکانی کے میک اپ میں وہاں پہنچایا گیا ہو۔" جان وکٹر نے اچھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ جس گرجوشانہ انداز میں دونوں باپ بیٹا ملے ہیں ایسی گرجوشی کوئی نقلی آدمی نہیں دکھا سکتا۔ وہ اصل شوکانی تھا۔" رالف اپنی بات پر بضد تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میں چنیک کرتا ہوں۔" جان وکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کزیڈل دبایا اور پھر اس نے فون سینٹ کے نیچے موجود بٹن کو پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ کنگ سلوان سے بات کرنا چاہتا تھا کیونکہ اب سانگر کا چیف کنگ سلوان تھا۔ دوسری طرف کافی دیر تک گھنٹی بجتی رہی پھر رسیور اٹھایا گیا۔

"یس۔" ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کنگ سلوان سے بات کراؤ۔ میں بلیک شیڈ کا چیف جان وکٹر بول رہا ہوں۔" جان وکٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

"کنگ سلوان کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور میں ڈان جو پہلے سانگر کے بلڈ ہاؤنڈز سیکشن کا چیف تھا اب سانگر کا چیف ہوں۔" دوسری طرف سے کہا گیا تو جان وکٹر ایک بار پھر اچھل پڑا۔

"کیا، کیا کہہ رہے ہو۔ کنگ سلوان کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔"

کیسے۔ کیوں، کب اور کس نے ہلاک کیا ہے؟..... جان دکھانے  
ایک بڑی سرکاری بجنسی چیف ہونے کے باوجود بوکھلائے ہوئے  
لجے میں کہا۔ دراصل کنگ سلوان کی ہلاکت کا سن کر وہ واقعی بوکھلا  
گیا تھا۔

”کنگ سلوان کو ان کے آفس میں کسی نے پراسرار انداز میں  
داخل ہو کر ہلاک کیا ہے اور یہاں ہیڈ کوارٹر میں موجود تمام افراد کو  
بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ابھی اس بات کا علم ہوا ہے۔ اب اس  
بارے میں انکوائری کی جائے گی“..... ڈان نے جواب دیا۔  
”کنگ سلوان کے پاس ایک شوگرانی مغوی موجود تھا۔ اس کا کیا  
ہوا؟..... جان دکھانے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ پوچھا۔

”وہ بھی پراسرار طور پر غائب ہو چکا ہے۔ اسے سانگر کے اتہائی  
خفیہ سنٹر پی ایس پی میں رکھا گیا تھا لیکن پھر اچانک پی ایس پی سنٹر  
بموں سے تباہ ہو گیا۔ وہاں سے جو لاشیں ملی ہیں ان میں کسی شوگرانی  
کی لاش نہیں ہے۔ ہم نے لو پاک میں چیکنگ کی تو ہمیں صرف اتنی  
اطلاع مل سکی کہ ایک شوگرانی نوجوان ایک حبشی کے ساتھ چارٹرڈ  
فلائٹ کے ذریعے واشنگٹن گیا ہے اور جب ہمیں پتہ چلا تو انہیں وہاں  
پہنچنے کا کافی وقت گزر چکا تھا۔ اس لئے اب ہم انہیں وہاں ٹریس بھی نہ کر  
سکتے تھے۔ اس کے بعد کنگ سلوان کی ہلاکت سلسلے آئی۔ اس کے  
علاوہ ان کا ایک سنٹر بھی تباہ ہو گیا ہے۔ وہاں سے ان کے خاص آدمی  
راڈل کی لاش ملی ہے۔ اس سے پہلے رات آئی لینڈ پر سپر چیف گریٹ

مین کو ہلاک کر دیا گیا تھا اور رات آئی لینڈ پر موجود سانگر کا مین  
ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے اور تمام بڑے بڑے سربراہ مارے  
جا چکے ہیں۔ اس طرح صرف ایک مغوی کے چکر میں پھنسنے کی وجہ  
سے سانگر مافیا ایک لحاظ سے مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ جو اطلاعات  
اب تک مجھے ملی ہیں ان کے مطابق یہ ساری کارروائی پاکیشیا کے  
آدمیوں کی ہے۔ چار آدمیوں نے رات آئی لینڈ تباہ کیا۔ پھر دو واپس  
چلے گئے اور دو یہاں لو پاک میں رہ گئے۔ پھر راڈل ہلاک ہوا۔ اس کا  
تھری ایکس سپیشل سنٹر تباہ کر دیا گیا۔ اس کے بعد پی ایس پی سنٹر جو  
ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر تھا وہ تباہ کر دیا گیا اور ان دو آدمیوں میں سے  
ایک آدمی اس شوگرانی نوجوان کے ساتھ واپس چلا گیا اور ایک یہاں  
رہ گیا۔ اس ایک نے ہی یقیناً کنگ سلوان اور اس کے ہیڈ کوارٹر کو  
تباہ کر دیا“..... دوسری طرف سے بڑے جو شیلے انداز میں کہا گیا۔

”اوہ، اوہ ویری ہیڈ۔ میں نے حکومت اکیمرییا کے اعلیٰ حکام کی  
منت کر کے گریٹ مین کو یہ معمولی سامشن دلایا تھا تاکہ آئندہ بھی  
سانگر مافیا کو حکومت کے بڑے بڑے مشن ملتے رہیں۔ حکومت  
اکیمرییا سانگر مافیا کی منشیات سمگلنگ کو نظر انداز کئے رکھتی لیکن مجھے  
معلوم نہ تھا کہ سانگر مافیا کا بیٹ درک استاکزور ہے کہ وہ چار آدمی  
سارے بیٹ درک کو تباہ و برباد کر کے ملادی کو واپس لے جائیں  
گے۔ جان دکھانے یہاں تک کہ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی  
اس نے رسیہ درک پال پر لیا۔

اس کا مطلب ہے کہ رالف کی رپورٹ درست ہے۔ اصل شوکائی واپس شوگران پہنچ چکا ہے۔ اب فوری طور پر کیا کیا جاسکتا ہے..... جان وکٹر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور پھر وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک خیال آیا کہ فوری طور پر ڈاکٹر چیانگ کو یا اس کی نوجوان بیٹی کو اغوا کر لیا جائے اور فارمولا اس سے حاصل کر لیا جائے لیکن ظاہر ہے وہ اکیلا یہ فیصلہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے لئے ڈیفنس سیکرٹری کی منظوری ضروری تھی اور جان وکٹر یہ بھی جانتا تھا کہ ڈیفنس سیکرٹری کو بہر حال رپورٹ دینا پڑے گی اور جیسے ہی ڈیفنس سیکرٹری کو اس واضح شکست کا علم ہوگا وہ غصے سے پاگل ہو جائے گا۔ اس لئے وہ بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کس انداز میں بات کی جائے لیکن جب کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے ڈیفنس سیکرٹری کو سب کچھ صاف صاف بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے دو نمبر پریس کر دیئے۔

”یس باس“..... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

”ڈیفنس سیکرٹری سرجوہن سے میری بات کراؤ“..... جان وکٹر نے کہا۔

”یس سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور جان وکٹر نے رسیور رکھ دیا۔ سرجوہن کافی عرصہ گریٹ لینڈ میں اکیمریمیا کے سفیر رہے ہیں۔ پھر انہیں اکیمریمیا بلوا کر ڈیفنس سیکرٹری بنا دیا گیا اور وہ بے حد

غصہ ور مشہور تھے۔ معمولی سی بات کا بھی ہتنگڑ بنا دیا کرتے تھے۔ اس لئے جان وکٹر ان سے بات کرنے میں خوف محسوس کر رہا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جلد یا بدیر بہر حال انہیں بتانا تو پڑے گا۔ اس لئے کیوں نہ خود ہی انہیں بتا دیا جائے۔ پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ وہ بیٹھا یہی باتیں سوچ رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”یس“..... جان وکٹر نے کہا۔

”سرجوہن سے بات کریں جتاپ۔ ان کی سیکرٹری لائن پر ہے جتاپ“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ میں بلیک شیڈ وکاس چیف جان وکٹر بول رہا ہوں۔ سرجوہن سے بات کرائیں“..... جان وکٹر نے کہا۔

”ہولڈ کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو“..... تھوڑی دیر بعد سرجوہن کی پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”یس“..... جان وکٹر نے کہا۔

”بات کریں“..... سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہلکی سی کلک کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر جان وکٹر سمجھ گیا کہ سیکرٹری ڈیفنس سے رابطہ ہو گیا ہے۔

”سر، میں جان وکٹر بول رہا ہوں“..... جان وکٹر نے مودبانہ لہجے



میں کہا۔

”یس۔ کیوں کال کی ہے؟..... دوسری طرف سے سپاٹ اور  
تھکمانہ لے میں کہا گیا۔

”سر، ہمارا شوگران مشن ناکام ہو گیا ہے؟..... جان وکٹر نے دل  
کڑا کر کے صاف لفظوں میں کہہ دیا۔

”کیا۔ کیا ناکام ہو گیا ہے۔ دوبارہ کہو؟..... سرجوہن نے حیرت  
بھرے لہجے میں کہا۔ شاید انہیں بات ہی سمجھ نہ آئی تھی۔

”شوگران سے لایا جانے والا مغوی شوکانی رہا، ہو کر واپس شوگران  
پہنچ گیا ہے اور سانگر مافیا کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس طرح  
ہمارا یہ مشن ناکام ہو گیا ہے؟..... جان وکٹر نے کہا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیسے ہوا ہے۔ کس نے کیا ہے اور تم اب بتا  
رہے ہو۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا ہے؟..... اس بار سرجوہن نے  
غصے کی شدت سے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سر، مجھے بھی ابھی اطلاع ملی ہے۔ شوگران میں ہمارا ایک دہشت  
کام کرتا ہے رالف۔ اس شوکانی کو وہاں سے اغوا کرنے میں سانگر کی  
مدد اس رالف نے کی تھی۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے رالف کی کال آئی اور  
اس نے بتایا کہ شوکانی واپس شوگران پہنچ گیا ہے اور اس نے اپنی  
آنکھوں سے اسے دیکھا ہے۔ میں نے اس کا اعتبار نہ کیا تو اس نے مجھے  
تفصیل بتائی کہ ایئر پورٹ پر شوکانی کا باپ سائنسدان ڈاکٹر چیانگ  
موجود تھا۔ پہلے وہ سمجھا کہ ڈاکٹر چیانگ شاید کہیں باہر جا رہا ہے۔ اس

نے باہر جانے والی فلائٹ کی لسٹ چیک کی تو ڈاکٹر چیانگ کا نام  
لسٹ میں نہیں تھا۔ چنانچہ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر چیانگ کسی کو لینے کے  
لئے آیا ہے۔ پھر پاکیشیا سے آنے والی فلائٹ سے شوکانی اترے۔ اس کے  
ساتھ دو آدمی تھے۔ پھر دونوں باپ بیٹا بڑی گرمجوشی سے ملے۔ ان کے  
درمیان ہونے والی گفتگو بھی رالف نے سنی۔ اس میں دو نام سامنے  
آئے۔ ایک علی عمران کا اور دوسرا سرد اور کا۔ پھر وہ واپس چلے گئے تو  
رالف نے مجھے کال کر کے یہ تفصیل بتائی؟..... جان وکٹر نے پوری  
تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ سب ہوا کیسے؟..... سرجوہن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”سر، میں نے رالف کی اطلاع کے بعد جو معلومات حاصل کی ہیں  
ان کے مطابق چار افراد رات آئی لینڈ پہنچے جہاں سانگر کا ہیڈ کوارٹر تھا  
اور جہاں اس کا سپر چیف گریٹ مین رہتا تھا اور جسے ہر لحاظ سے  
ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا لیکن یہ جریرہ مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا اور  
گریٹ مین بھی ہلاک ہو گیا لیکن مغوی شوکانی لو پاک میں تھا اس لئے  
وہ بچ گیا۔ پھر لو پاک میں سانگر کا ہیڈ کنگ سلوان تھا۔ شوکانی ایک  
اتہائی خفیہ سنٹرل ایس پی میں تھا۔ اس کے ساتھ ایک اور ہیڈ کوارٹر  
تھا جسے تھری ایکس سپیشل پوائنٹ بنایا گیا تھا۔ یہاں ایک طاقتور  
ترین آدمی راؤل رہتا تھا۔ چنانچہ گریٹ مین کی ہلاکت کے بعد کنگ  
سلوان چیف بن گیا اور اس نے راؤل کو رات آئی لینڈ تباہ کرنے  
والوں کو ٹریس کرنے کا مشن سونپ دیا لیکن ان چاروں میں سے دو

افراد واپس چلے گئے اور دو لو پاک میں ہی رہ گئے۔ پھر راڈل ہلاک ہو گیا اور اس کا سنٹر بموں سے تباہ کر دیا گیا۔ پھر یہی حشر پی ایس پی سنٹر کا ہوا اور شوکانی کو صاف نکال لیا گیا۔ شوکانی ایک آدمی کے ساتھ چارٹرڈ فلائٹ سے واشنگٹن اور وہاں سے پاکیشیا پہنچ گیا جبکہ کنگ سلوان کا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ کر دیا گیا اور کنگ سلوان اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا اور یہ کام ایک آدمی کا تھا اور یقیناً یہ آدمی علی عمران تھا۔ جس کا نام رالف کی رپورٹ میں موجود ہے۔ اس علی عمران کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرتا ہے۔ اس طرح یہ مشن مکمل طور پر ناکام ہو گیا۔ اب میرا خیال ہے کہ اس ڈاکٹر چیانگ کے بیٹے کی بجائے اس کی نوجوان بیٹی کو اغوا کیا جائے کیونکہ بہر حال ہم نے وہ فارمولا تو اس سے حاصل کرنا ہے۔..... جان وکٹر نے مزید پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیکن یہ کام تو شوگرانی ایجنٹوں کا تھا۔ پاکیشیائیوں کا اس سے کیا تعلق.....“ سرجوہن نے کہا۔

”ہو سکتا ہے جناب کہ شوگران حکومت نے اس کے لئے خصوصی طور پر پاکیشیا حکومت سے درخواست کی ہو۔ کیونکہ دونوں ممالک کے درمیان گہرے دوستانہ تعلقات ہیں۔.....“ جان وکٹر نے جواب دیا۔

”ہو نہ، تمہاری بات درست لگتی ہے۔ تم اس عمران کو جانتے

ہو.....“ سرجوہن نے کہا۔

”یس سر۔ میں نے اس کے بارے میں بہت کچھ سن رکھا ہے۔“ جان وکٹر نے جواب دیا۔

”کیا تمہارا اس سے براہ راست کبھی ٹکراؤ ہوا ہے.....“ سرجوہن نے پوچھا۔

”نہیں۔ براہ راست کبھی ٹکراؤ نہیں ہوا.....“ جان وکٹر نے کہا۔

”تمہیں پہلی بار کب سہ چلا کہ عمران اس سارے کھیل کے پیچھے ہے.....“ سرجوہن نے پوچھا۔

”ابھی ابھی سر۔ جب رالف نے اپنی رپورٹ میں علی عمران کا نام لیا ہے.....“ جان وکٹر نے اس بار جان بوجھ کر پہلی باتیں چھپاتے ہوئے کہا۔ حالانکہ اسے گریٹ مین کی ہلاکت سے پہلے ہی معلوم ہو گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھی شوکانی کی رہائی کے لئے نو پاک پہنچ چکے ہیں۔ لیکن اس وقت اسے سو فیصد یقین تھا کہ وہ کسی صورت بھی کامیاب نہ ہو سکیں گے لیکن اب یہ بات اگر وہ سرجوہن کو بتا دیتا تو سرجوہن یقیناً اسے گولی مار دینے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ اس لئے وہ ساری بات صاف چھپا گیا تھا۔

”ہو نہ، پھر تمہارا اس میں کوئی قصور نہیں ہے درہم میں تمہیں انتہائی سخت ترین سزا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ بہر حال ہماری بنیادی فلاحی تہی کہ ہم نے ایک مجرم کو اس قدر افسار دیا جبکہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ ایسی ہی فلاحی پالیسی اور مہارت



یافتہ بجنسیاں بھی نہیں ٹھہر سکتیں۔ اس لئے میں تمہیں کوئی سزا نہیں دے رہا البتہ اب ہم نے بہر حال یہ فارمولا حاصل کرنا ہے ہر صورت میں۔ کیونکہ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ شوگران کے پاس خلا میں موجود خلائی سیاروں کو تباہ کرنے کا میزائل موجود ہو۔ اس لئے اب یہی ہو سکتا ہے کہ فوری طور پر اس ڈاکٹر چیانگ کو ہلاک کر دیا جائے اور اس کی لیبارٹری سے فارمولا حاصل کر کے اس لیبارٹری کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے۔..... سر جوہن نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ ہم یہ کام آسانی سے کر لیں گے۔..... جان وکٹر نے کہا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب روایت اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو"..... رسمی سلام دعا کے بعد عمران نے کہا اور خود بھی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میری عدم موجودگی میں کوئی خاص بات"..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں عمران صاحب۔ امن ہی رہا ہے"..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ میری عدم موجودگی کی وجہ سے امن رہا ہے؟ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی عدم موجودگی میں سکوت رہتا ہے"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"مطلب ہے کہ میرے جیسی اعلیٰ گشتگو کوئی نہیں کرتا۔ اس کنٹ کا بے حد شکریہ"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔  
 "عمران صاحب۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ شوکانی واپس شوگران پہنچ چکا ہے لیکن یہ سب ہوا کیسے"..... بلیک زیرو نے کہا۔  
 "تمہیں کیسے پتہ چلا کہ شوکانی واپس پہنچ گیا ہے"..... عمران نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوانا نے مجھے کال کر کے بتایا تھا کہ وہ شوکانی کو سرداور کے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ جس پر میں نے اسے سرداور کی رہائش گاہ کی تفصیل بتادی اور ساتھ ہی سرداور کو بھی فون کر کے کہہ دیا"۔ بلیک زیرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں کیس کی تفصیلی رپورٹ نہیں ملی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"رپورٹ کون دیتا۔ جو لیا تو ساتھ نہیں گئی تھی"..... بلیک زیرو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم جوانا سے رپورٹ لے سکتے ہو اور ہاں ٹائیگر کی کیا پوزیشن ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"جوانا سے میں کیا رپورٹ لیتا۔ مجھے تو آپ کا انتظار تھا اور ٹائیگر اب بالکل ٹھیک ہے۔ کل ہی اسے ہسپتال سے رخصت ملی ہے"۔  
 بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اطمینان بھرے انداز میں سر ہلا دیا۔

"یہ ہمارے لئے بلاسٹڈ مشن ثابت ہوا ہے بلیک زیرو۔ ایک وقت ایسا آیا کہ ہمارے سامنے کوئی راستہ نہ تھا۔ ہم یقیناً مشن کے معاملے میں مکمل طور پر بلاسٹڈ ہو گئے۔ مجھے اماں بی کا قول یاد آیا کہ جب انسان اپنی بھرپور کوشش کے باوجود ناکام ہو جائے تو اسے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر مدد کی دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بند راستے کھول دینے پر قادر ہے اور وہی ہے جو بلاسٹڈ کو بینائی عطا کرتا ہے۔ چنانچہ میں نے اماں بی کے اس قول پر عمل کیا اور واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش میں آگئی اور ہماری آنکھوں میں روشنی آگئی اور بلاسٹڈ مشن روشن مشن بن گیا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ پلیز تفصیل بتادیں"..... بلیک زیرو نے منت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے شروع سے آخر تک خاص خاص واقعات کی تفصیل بتادی۔

"اوہ، واقعی یہ بلاسٹڈ مشن تھا۔ آپ کی بات درست ہے اگر وہ برا کس اتفاق سے آپ کو راڈل سمجھ کر کار کے ہینڈل میں پرچہ نہ پھنساتا اور آپ کی اس سے ملاقات نہ ہوتی تو واقعی آپ کے آگے بڑھنے کا کوئی راستہ نہ تھا"..... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا تھا۔ اب تم نے تفصیل سن لی۔ اب جلدی سے ایک بڑی مالیت کا چیک دو تا کہ میری تھکاوٹ بھی دور ہو سکے"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار مسکرا

"چیک۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ سیکرٹ سروس کا اس مشن سے کیا تعلق۔ یہ تو آپ کا ذاتی مشن تھا"..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر سیکرٹ سروس کا مشن نہیں تھا تو پھر تم نے تفصیلی رپورٹ کیوں لی ہے۔ چلو بڑی مالیت کا نہ سہی چھوٹی مالیت کا ہی چیک دے دو"..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اس کا چیک آپ سردار سے لے سکتے ہیں مجھ سے نہیں۔ البتہ اس تفصیل کے بدلے میں آپ کو چائے کا ایک کپ پلوا سکتا ہوں"..... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ہاں۔ ویری گڈ۔ سردار سے چیک وصول کیا جاسکتا ہے۔ لیکن ایک درخواست ہے کہ تم انہیں وہ مالیت خود بتا دینا جس مالیت کا چیک تم مجھے دیتے ہو"..... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تو آپ کا ارادہ ہے کہ سردار کو جو پراویڈنٹ فنڈ ملتا ہے اس سمیت دس بارہ سالوں کی اکٹھی تنخواہیں آپ ان سے وصول کر لیں"..... بلیک زیرو نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران، بلیک زیرو کی بات کا جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھایا۔

"ایکسٹو"..... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔ صاحب ہیں یہاں"..... دوسری طرف

سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"کیا بات ہے سلیمان۔ کیوں کال کی ہے" عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان بغیر کسی ایمر جنسی کے یہاں فون نہیں کر سکتا تھا۔

"صاحب۔ سردار کا فون آیا ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں آپ کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں جس پر انہوں نے تاکید کی ہے کہ میں آپ کو ہر صورت میں تلاش کر کے ان سے بات کراؤں۔ اس لئے میں نے یہاں فون کیا ہے"..... سلیمان نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں بات کرتا ہوں ان سے"..... عمران نے کہا اور کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات ابھرائے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سردار بغیر کسی خاص وجہ کے اس انداز میں بات نہیں کر سکتے۔ بلیک زیرو بھی یہ بات محسوس کر کے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی فراخ پیشانی پر بھی تشویش کی لکیریں ابھرائی تھیں۔

"داور بول رہا ہوں"..... رابطہ ہوتے ہی سردار کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"..... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں بات کرتے ہوئے کہا۔



وہ شاید سرداور پر اپنی پریشانی ظاہر نہ کرنا چاہتا تھا۔

”عمران بیٹے غضب ہو گیا۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ شوگران میں ڈاکٹر چیانگ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔“..... دوسری طرف سے سرداور کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

”اوہ، ویری بیڈ۔ اس فارمولے کا کیا ہوا؟.....“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”وہ تو محفوظ ہے۔ جس روز شوکانی کو ان تک پہنچایا گیا تھا۔ اس روز میری ان سے تفصیلی بات ہوئی تھی۔ انہوں نے بتایا تھا کہ وہ اسی روز فارمولا مکمل کر کے حکومت شوگران کے حوالے کر چکا ہے اور انہوں نے شوکانی کی زندہ سلامت بازیابی پر میرا اور تمہارا دونوں کا بے حد شکریہ ادا کیا تھا۔“..... سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ایکریمیا نے یہ کارروائی انتقامی طور پر کی ہے۔ بہر حال فارمولا تو بچ گیا ہے۔ یہی بات اس سارے معاملے میں قابل اطمینان ہے اور اب اس فارمولے کی حفاظت حکومت شوگران کی ڈیوٹی ہے۔ بہر حال مجھے ڈاکٹر چیانگ کی موت کا بے حد افسوس ہے۔“ عمران نے کہا۔

”مجھے اس کی اس طرح اچانک موت سے بے حد شاک پہنچا ہے۔ وہ میرے گہرے دوست بھی تھے اور اہمائی قابل ساتسدان بھی۔ بہر حال اب کیا کیا جاسکتا ہے؟.....“ سرداور نے کہا۔

”ایکریمین۔ بجنت اس فارمولے کے پیچھے لازماً کام کریں گے۔ آپ حکومت شوگران سے کہہ دیں کہ وہ اس فارمولے کی حفاظت کریں۔“..... عمران نے کہا۔

”وہ میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔ میں تمہارا بھی مشکور ہوں عمران کہ تم نے صرف میری بات کی عزت رکھتے ہوئے ایسا بڑا مشن مکمل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ اللہ حافظ۔“..... سرداور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”لو مانگ لو بڑی مالیت کا چیک۔ سرداور کا خیال تھا کہ ڈاکٹر چیانگ کے قتل کا بدلہ لینے میں پھر دو ٹوٹ پڑوں گا۔“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”سرداور کا لہجہ بتا رہا تھا کہ انہیں حقیقتاً ڈاکٹر چیانگ کی موت پر بے حد شاک پہنچا ہے۔“..... بلیک زرو نے کہا۔

”اب بولو۔ اب میں آغا سلیمان پاشا کو کیا جواب دوں گا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اماں بی کے قول پر دوبارہ عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو آپ کو خزانوں کا مالک بنادے۔“..... بلیک زرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار کھلکھلا کر اس پڑا۔

ختم شد